﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یشاء☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً محمودا﴾ (بنی اِسرائیل:٨٠)

جلسہ سالانہ نمبر

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

الفضل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد٦ جمعۃ المبارک ٣٠/جولائی و ٦/اگست ١٩٩٩ء شمارہ ٣١-٣٢

١٦/و ٢٣/ربیع الثانی ١٤٢٠ہجری ☆ ٣٠/وفا و ٦/ظہور ١٣٧٨ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہو گا

”......جبکہ میں میدان میں کھڑا ہوں اور تیس ہزار کے قریب عقلاء اور علماء اور فقراء اور فہیم انسانوں کی جماعت میرے ساتھ ہے اور بارش کی طرح آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں تو کیا صرف منہ کی پھونکوں سے یہ الٰہی سلسلہ برباد ہو سکتا ہے؟ کبھی برباد نہیں ہو گا۔ وہی برباد ہونگے جو خدا کے انتظام کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔

(١)خدا نے مجھے قرآنی معارف بخشے ہیں(٢) خدا نے مجھے قرآن کی زبان میں اعجاز عطا فرمایا ہے(٣) خدا نے میری دعاؤں میں سب سے بڑھ کر قبولیت رکھی ہے(٤) خدا نے مجھے آسمان سے نشان دئے ہیں(٥) خدا نے مجھے زمین سے نشان دئے ہیں(٦) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہو گا(٧) خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرے پیرو ہمیشہ اپنے دلائل صدق میں غالب رہیں گے اور دنیا میں اکثر وہ اور ان کی نسل بڑی بڑی عزتیں پائیں گے تا ان پر ثابت ہو کہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے وہ کچھ نقصان نہیں اٹھاتا(٨) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ قیامت تک اور جب تک کہ دنیا کا سلسلہ منقطع ہو جائے میں تیری برکات ظاہر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے(٩) خدا نے آج سے بیس برس پہلے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرا انکار کیا جائے گا اور لوگ تجھے قبول نہیں کریں گے پر میں تجھے قبول کروں گا اور بڑے زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کر دوں گا(١٠) اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہو گا اور مظہر الحق و العلاء ہو گا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔ وَتِلْكَ عَشَرَةٌ کَامِلَۃٌ۔

دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہو گا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں“۔

(تحفہ گولڑویہ (تالیف ١٩٠٠ء) روحانی خزائن جلد ١٧ مطبوعہ لندن صفحہ ١٨١، ١٨٢)

درود شریف کی عظمت

حضرت عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
”جو مومن مجھ پر درود بھیجتا ہے جب تک وہ اس کام میں لگا رہے فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اب بندے کا اختیار ہے کہ وہ درود کم پڑھے یا زیادہ پڑھے“۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبیؐ)

حسن معاشرت کی تاکید

حضرت الحاج حکیم مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقعہ پر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم سے فرمایا کہ: میں عورتوں کو درس دے رہا تھا اور میرے درس میں یہ آیت آئی یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّۃَ (الآیہ)۔ فرمایا: میرے دل میں اسوقت کے حسب حال اس کا یہ مفہوم ڈالا گیا کہ میاں بیوی کو جنت میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے کہ تم دونوں مل کر جنت میں رہو۔ اور یہ جنت اس وقت تک جنت رہ سکتا ہے جب تک تم آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ جہاں میاں بیوی میں تنازعات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے پھر وہ گھر جنت نہیں بلکہ دوزخ کا نمونہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے چاہئے کہ میاں بیوی باہم نہایت خوشی اور آرام سے مل کر رہیں، جھگڑا نہ کریں۔ ایک دوسرے کی دلشکنی نہ کریں اور مرد خصوصیت سے عورتوں کی بعض کمزوریوں پر برداشت اور حوصلہ سے کام لیں۔

اسی طرح آپ نے ایک اور موقعہ پر فرمایا:

بیوی کی غلطیوں کو بھول جانا چاہئے۔ اگر غلطیاں یاد رکھی جاویں تو دل میں رنجش آجاتی ہے اور یہ حسن معاشرت کے خلاف ہے۔

(الحکم قادیان جلد ١٥ نمبر ٧، ٨۔ ٢١/ و ٢٨/فروری ١٩١١ء صفحہ ٤)

اولاد سے نیکی کا ایک طریق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

قرآن مجید میں مرد صالح کے متعلق ایک واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو راستبازوں کو جن میں ایک عظیم الشان نبی تھا ان کی دیوار کو درست کرنے کے لئے بھیج دیا اور فرمایا کَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحاً اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بچوں میں کوئی کمزوریاں ہونگی مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے باپ کی صلاحیت اور نیکوکاری کے باعث ان بچوں کی پردہ پوشی بھی کی اور نقصان سے بچایا۔

اور دوسری طرف فرمایا لَایَخَافُ عُقْبٰھَا۔ اللہ تعالیٰ کا جب غضب بھڑکتا ہے اور اس کا عذاب شریروں پر آتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ ان کی اولاد کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ لَایَخَافُ عُقْبٰھَا کے ایک یہ معنی بھی ہیں۔ عُقْبیٰ میں اولاد کو داخل کیا ہے۔ خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہئے۔ انسان اگر اپنی اولاد سے نیکی کرنا چاہے تو اس کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ خود صالح بنے، متقی ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی اولاد کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔

(الحکم قادیان جلد ١٥ نمبر ٦۔ ١٤/فروری ١٩١١ء صفحہ ٤)

خلافت رابعہ کے دور کے بعض مزید شہداء کا تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ١٦/جولائی ١٩٩٩ء)

لندن (١٦/جولائی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیات ١٥٤، ١٥٥ کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد فرمایا کہ میری کوشش تو یہی تھی کہ تمام شہداء کا ذکر اسی خطبہ میں مکمل ہو جائے لیکن اب جو مختلف ذکر بعد میں مل رہے ہیں یہ مضمون اور بھی لمبا ہو گیا ہے۔ اس لئے اس خطبہ میں تو یہ ممکن نہیں لیکن انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں جہاں جلسہ پر آنے والے مہمانوں اور شرکاء کو ہدایات دی جاتی ہیں اُس حصہ کو مختصر کر کے باقی یہی مضمون جاری ہو گا۔ چنانچہ آج حضور ایدہ اللہ نے حسب ذیل شہداء کا ذکر فرمایا:

مکرم قاضی بشیر احمد صاحب کھوکھر ایڈووکیٹ شیخوپورہ۔ تاریخ شہادت ١٧/جنوری ١٩٩٠ء۔ آپ بڑے مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ ٢٠/اکتوبر ١٩٨٩ء کو ایک خط میں آپ کو احمدیت نہ چھوڑنے کی صورت میں قتل کی دھمکی دی گئی۔ اس کے تین ماہ بعد ایک دن جبکہ آپ کچہری سے واپس سائیکل پر گھر آ رہے تھے کہ رستہ میں موٹر سائیکل پر سوار دو افراد نے آپ پر چاقوؤں کے متعدد وار کر کے شہید کر دیا۔

مکرم ملک محمد دین صاحب ساہیوال۔ وفات نومبر ١٩٩١ء۔ آپ کو ١٩٨٤ء میں ساہیوال میں گرفتار کیا گیا تھا۔ آپ سات سال تک ساہیوال اور ملتان کی جیلوں میں اسیر راہ مولا رہے اور باوجود پیرانہ سالی کے بڑی خندہ پیشانی اور جذبہ ایمانی سے تمام صعوبتیں برداشت کیں اور اس اسیری کے عالم میں جیل میں ہی آپ نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر کے شہادت کا عظیم مرتبہ پالیا۔

مکرمہ فیضیہ مہدی صاحبہ وفات ٢١/اکتوبر ١٩٩٣ء۔ آپ مکرم نسیم مہدی صاحب واقف زندگی کی اہلیہ تھیں۔ ان کا وصال وطن سے دور اور ان ایام میں ہوا جب آپ بڑے خلوص سے اپنے واقف زندگی خاوند کے ہمراہ خدمت دین میں مگن رہتی تھیں۔ مرحومہ چونکہ میدان جہاد میں خدا کو پیاری ہوئیں اس لئے ان کے اس نیک انجام کو بلاشبہ شہادت کہا جا سکتا ہے۔

مکرم عبدالرحمٰن صاحب باجوہ شہید کراچی۔ شہادت ٢٨/اکتوبر ١٩٩٤ء۔ کراچی میں منظور کالونی میں جماعت کی شدید مخالفت تھی۔ ٢٨/اکتوبر کو آپ اپنی ہمشیرہ

باقی خلاصہ صفحہ نمبر ٢ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

ہے شکر ربّ عزّ و جلّ خارج از بیاں

اَلحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِین (یعنی تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے)۔ایک ابدی صداقت اور حقائق قرآنی میں سے ایک عظیم الشان حقیقت ہے۔اس کی عظمت واہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید جیسی کامل و مکمل کتاب اور قیامت تک کے لئے تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت اور رحمت شریعت کی پہلی سورۃ کا آغاز ہی ان کلمات طیبات سے ہوتا ہے۔اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے "لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب" فرما کر امت مسلمہ پر لازم فرمادیا کہ روزانہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ضرور تلاوت کی جائے ورنہ تمہاری نماز مکمل نہیں ہوگی۔"اَلحَمْدُلِلّٰہ" کی بار بار تکرار سے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اللہ ربّ العَالَمِین، الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم کے بے پایاں تفضلات واحسانات پر ہمیشہ نظر رکھیں اور ان انعامات کا گہرا عرفان حاصل کرتے ہوئے کثرت سے اس کی حمد کریں اور شکر بجالائیں۔

شکر گزاری ایک اعلیٰ درجہ کا وصف ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو اپنا شکر ادا کرنے کا تاکیدی حکم ارشاد فرمایا ہے اور مومنوں کو تو خاص طور پر بار بار مختلف پیرایہ میں اللہ کا شکر ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ہمارا اللہ جو غفور و شکور ہے وہ اپنے بندوں میں بھی اسی صفت کو دیکھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ فرمایا "اِنْ تَشْکُرُوا یَرْضَہُ لَکُم "(الزمر:۸) اگر تم شکر کرو تو وہ اس کو تمہارے لئے پسند کرتا ہے۔اسی طرح فرمایا "وَلَایَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ"(الزمر:۸) اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر اور ناسپاسی کو پسند نہیں کرتا۔ قرآن مجید ہمیں یہ بتاتا ہے کہ شکر گزاری کا فائدہ خود شکر کرنے والے کو ہی پہنچتا ہے۔اللہ کو کسی کے شکریہ کی احتیاج نہیں۔ اس کا تو یہ کھلا کھلا اعلان ہے کہ "لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ"(ابراھیم:۸) اگر تم شکر گزار بنو گے تو میں تمہیں اور بھی بڑھاؤں گا اور بہت زیادہ دوں گا۔ شکر کی جزا صرف اللہ تعالیٰ کی نعمت اور احسان میں اضافہ کی صورت میں ہی عطا نہیں ہوتی بلکہ جیسا کہ سورۃ القمر کی آیات ۳۴ تا ۳۶ سے ظاہر ہے وہ اپنے شکر گزار بندوں کو ان کے شکر کی جزا اس طرح بھی عطا فرماتا ہے کہ وہ انہیں تو ہر قسم کے آفات و مصائب سے نجات بخشتا ہے مگر ان کے دشمنوں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر پر اس دور میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں کی جو موسلادھار بارش برس رہی ہے اور اس کے بالمقابل جماعت کے مخالفوں کی مسلسل بڑھتی چلی جانے والی ناکامیاں و نامرادیاں، ان کا افتراق و انشقاق اور طرح طرح کے مصائب و آلام میں گرفتار ہوتے چلے جانا، تقدیر الٰہی کی یہ فعلی شہادت اس بات کا درخشندہ ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ شکر گزاروں کی جماعت ہے۔ ۸۴ء میں جب پاکستان کے ایک فوجی آمر کے ظالمانہ قوانین کے نتیجہ میں احمدیوں کے شعائر اسلامی پر عمل کو ایک گھناؤنا اور ناقابل معافی جرم قرار دے کر انہیں طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کیا جانے لگا اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو وطن سے ہجرت کرنا پڑی تو یہ دور دنیا بھر کے احمدیوں کے لئے نہایت تکلیف اور شدید کرب و بلا کا دور تھا۔ لیکن اس ابتلا کی کوکھ سے خدا تعالیٰ کے فضلوں کے جو سوتے پھوٹے اور جماعت احمدیہ کی تائید میں تمام عالم میں زمینی و آسمانی نشانات کی جو چمکیں ظاہر ہوئیں اور جس طرح خدا نے ظالموں کی عبرتناک گرفت فرمائی اور انہیں طرح طرح کے عذاب الیم میں مبتلا کیا وہ ایسی کھلی حقیقتیں ہیں جن سے انکار ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے امام کے صبر اور شکر اور رضا بالقضاء کو ایسی قبولیت بخشی اور اپنے وعدہ کے موافق ہجرت کے بعد سے خصوصیت کے ساتھ حیرت انگیز طور پر ہر میدان میں ایسی کثرت اور وسعت عطا فرمائی جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ کہاں وہ وقت تھا کہ مخالف کہتا تھا کہ ہم اس جماعت کو جڑ سے اکھیڑ پھینکیں گے وہ ایک ملک میں جماعت کی تبلیغ پر پابندی لگا کر اس الٰہی آواز کو دبانا چاہتا تھا مگر خدا نے اس پیغام کو ایسی رفعت بخشی کہ وہ آسمان کی بلندیوں کو چھو کر اس شان سے زمین پر اترنے لگا کہ ساری زمین اور اس کی فضا اس پیغام سے گونجنے لگی۔ کہاں وہ وقت تھا کہ ۸۹ء تک ساری دنیا میں جماعت کی تعداد کا اندازہ ایک کروڑ بتایا جاتا تھا اور کہاں یہ دور آیا کہ "عالمی بیعت" کی مبارک تحریک کے نتیجہ میں صرف چھ سال کے اندر ایک کروڑ سے زائد افراد جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اور اب جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا تھا ہم **صرف ایک سال کے اندر** ایک کروڑ سے زائد نئے افراد کی احمدیت میں شمولیت کی خوشخبری کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

قرآن مجید کی سورۃ النصر میں یہ حکم ہے کہ جب تم لوگوں کو فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوتے دیکھو تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو اور استغفار سے کام لو۔ خدا نے اس دور میں ہمیں یہ دن دیکھنے نصیب فرمائے ہیں۔ آیئے اپنے مولا کے ان احسانات عظیمہ پر اس کا شکر بجالاتے ہوئے اس کے حضور عاجزانہ جھک کر اس کی عبادت کی راہوں میں مزید آگے قدم بڑھائیں اور اس کی تسبیح و تحمید سے اپنے قلب روح کو معطر کریں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ العَظِیْم۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

بقیہ خلاصہ خطبہ از صفحہ اول

کے گھر سے موٹر سائیکل پر آرہے تھے کہ شام پانچ بجے کے قریب دو موٹر سائیکل سواروں نے آپ کا راستہ روک کر فائر کر کے شہید کر دیا۔

مکرم دلشاد حسین کھچی صاحب لاڑکانہ سندھ۔ آپ نے ۱۹۹۳ء میں بیعت کی تھی۔ قبول احمدیت سے قبل آپ شیعہ تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق رکھتے تھے۔ ۳۱/اکتوبر ۱۹۹۴ء کو جب آپ اپنی دکان سے واپس آرہے تھے کہ آپ کو گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔

مکرم سلیم پال صاحب کراچی۔ منظور کالونی کراچی کے مخالفانہ حالات میں ۱۰/نومبر ۱۹۹۴ء کو جب آپ رات کو اپنی دکان بند کر کے واپس آرہے تھے تو دو موٹر سائیکل سواروں نے اندھادھند فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔

مکرم انور حسین ابڑو صاحب شہید انور آباد لاڑکانہ۔ ۱۹/دسمبر ۱۹۹۴ء کی شام جب آپ مسجد میں سنتوں کے بعد نفل ادا کر رہے تھے اور سجدہ میں تھے قاتلوں نے آپ کو اسی حالت میں اٹھایا۔ آپ کے ساتھ اور بھی دو احمدیوں کو پکڑا جن میں آپ کے بیٹے ظہور احمد بھی شامل تھے۔ ان پر تشدد کرتے رہے پھر انہیں نہر کے کنارے لے گئے اور ظہور احمد صاحب پر فائر کیا۔ وہ شدید زخمی ہو کر نہر میں گر پڑے۔ پھر انور حسین صاحب ابڑو پر گولیاں برسائیں جن سے آپ نے شہادت پائی۔ آپ کے بیٹے خدا کے فضل سے بچ گئے اور ان دنوں آسٹریلیا میں ہیں۔

مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب شہید۔ شب قدر، مردان۔ آپ خواہش کیا کرتے تھے کہ کاش مجھے بھی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی طرح شہادت کی توفیق ملے۔ ۱۹/اپریل ۱۹۹۵ء کو جب آپ اپنے خسر مکرم رشید احمد صاحب کے ہمراہ شب قدر گئے جہاں ایک نو احمدی مکرم دولت خان صاحب کی ضمانت دینا مقصود تھا جنہیں پولیس نے جیل میں ڈال رکھا تھا۔ آپ کے وہاں پہنچنے پر پانچ ہزار کا مشتعل ہجوم آپ پر حملہ آور ہوا۔ عین احاطہ عدالت میں پولیس کی موجودگی میں آپ پر سنگباری کی گئی اور شہید کر دیا۔ پھر آپ کی نعش کو گھسیٹا گیا اور اس پر ناچ کیا گیا۔ آپ کے خسر پر بھی بہت تشدد کیا گیا۔ ان کے جسم، بازوؤں اور ٹانگوں کی ساری ہڈیاں ٹوٹی ہوئی ہیں لیکن خدا کے فضل سے وہ اس کے اعجاز کے سہارے زندہ ہیں۔

مکرم مبارک احمد صاحب شرما شہید۔ ۱۹۷۴ء میں آپ پر ڈنڈوں اور کلہاڑیوں سے سخت حملہ کیا گیا حتی کہ حملہ آور آپ کو مردہ سمجھ کر بھاگ گئے۔ سر، ٹانگ اور باقی جسم پر گہرے زخم تھے۔ کئی جگہوں سے علاج کروایا جاتا رہا مگر ٹانگ کے زخم اور دماغی چوٹوں کا شافی علاج نہ ہو سکا۔ انہی تکالیف کے سبب بالآخر ۳/مئی ۱۹۹۵ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔

مکرم محمد صادق صاحب شہید چٹھہ داد ضلع گوجرانوالہ۔ قبول احمدیت کے بعد آپ احمدیت کا پیغام پہنچانے میں ایک ننگی تلوار بن گئے جس کی وجہ سے آپ کی شدید مخالفت ہوئی۔ ۸/نومبر ۱۹۹۶ء کو جب آپ جمعہ پر جارہے تھے رستہ میں ایک دشمن نے گولیاں برسا کر آپ کو شہید کر دیا۔

مکرم چوہدری عتیق احمد صاحب باجوہ شہید، وہاڑی۔ اوائل جوانی سے ہی آپ مختلف جماعتی عہدوں پر فائز رہے۔ بہت مخلص احمدی اور نڈر داعی الی اللہ تھے۔ آپ اسیر راہ مولا بھی رہے۔ ۱۹/جون ۱۹۹۷ء کو جب آپ اپنی کار پر زمینوں کی طرف جارہے تھے آپ پر فائرنگ کر کے آپ کو شہید کر دیا گیا۔

مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شہید ڈھونیکے ضلع گوجرانوالہ۔ ۲۶/ اور ۲۷/اکتوبر ۱۹۹۷ء کی درمیانی شب آپ کو گھر سے اغوا کیا گیا، پھر بے دردی سے قتل کر کے گاؤں کے قریب بہنے والے برساتی نالہ میں پھینک دیا گیا۔ آپ کی انسانیت دوستی، ہمدردی اور طبی خدمات کا سارا علاقہ معترف تھا۔

مکرم مظفر احمد صاحب شرما شہید، شکارپور۔ آپ بڑے مخلص اور دین کی غیرت رکھنے والے فدائی احمدی تھے۔ آپ کے گھرانہ کی اس علاقہ میں شدید مخالفت تھی۔ ۱۲/دسمبر ۱۹۹۷ء کو اپنی بھابی اور ان کے بچوں کو گاڑی پر سوار کرانے کے لئے ریلوے سٹیشن جارہے تھے۔ بھابی اور بچے تانگہ پر سوار تھے اور آپ تانگہ کے پیچھے موٹر سائیکل پر جارہے تھے کہ پیچھے سے ایک موٹر سائیکل سوار آیا اور آپ پر گولی چلادی جس سے آپ نے شہادت پائی۔

مکرم میاں محمد اکبر اقبال صاحب شہید۔ آپ نے ۱۹۴۵ء میں اپنی زندگی وقف کی۔ ۱۹۹۳ء میں یوگنڈا بھجوایا گیا جہاں جماعتی فیکٹری میں خدمت بجا لارہے تھے۔ ۸/فروری ۱۹۹۸ء کی شب ڈاکوؤں نے آپ کے گھر میں داخل ہو کر حملہ کیا جس سے آپ شدید زخمی ہوئے۔ ہسپتال لے جایا گیا مگر جانبر نہ ہو سکے اور ۱۴/، ۱۵/فروری کی درمیانی شب اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

عزیزم محمد جری اللہ مظفر (عمر پانچ سال) کینیا۔ تاریخ وفات ۲۱/جون ۱۹۹۸ء۔ آپ مکرم مظفر احمد صاحب درانی، امیر و مشنری انچارج تنزانیہ کے بیٹے تھے۔ جب آپ کینیا میں تھے تو ایک برساتی نالہ میں گر کر وفات پائی۔

مکرم محمد ایوب اعظم صاحب شہید واہ کینٹ۔ آپ ایک مخلص احمدی تھے۔ ۷/جولائی ۱۹۹۸ء کو آپ اپنے گھر سے محلہ کی قریبی ایک دکان پر گئے۔ واپس آرہے تھے تو ایک شخص نے آپ کا راستہ روک کر آپ سے پوچھا کہ آپ احمدی ہیں اور پھر آپ پر فائر کئے۔ زخمی حالت میں اسپتال لے جایا گیا لیکن آپ راستہ میں ہی وفات پا گئے۔

مکرم نصیر احمد صاحب شہید وہاڑی۔ آپ وہاڑی کی ایک بااثر شخصیت تھے۔ بڑے نڈر داعی الی اللہ تھے۔ ۴/اگست ۱۹۹۸ء کو مسجد میں فجر کی نماز کی ادائیگی کے لئے صبح پونے چار بجے بذریعہ کار روانہ ہوئے۔ ابھی کار سے اترے ہی تھے کہ حملہ آوروں نے جو پہلے سے گھات میں تھے فائر کر دئے جس سے موقعہ پر ہی شہید ہو گئے۔

مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب بھکو شہید، نوابشاہ۔ آپ بہت نیک، متقی، تہجد گزار بزرگ تھے۔ آپ کی ایک عرصہ سے بعض مولویوں کی طرف سے شدید مخالفت ہو رہی تھی۔ ۱۰/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد جب آپ گھر پر ہی تھے کہ آپ کے دروازہ کی گھنٹی بجی۔ جیسے ہی آپ باہر نکلے ایک آدمی نے پستول سے فائر کئے جس سے آپ موقعہ پر ہی شہید ہو گئے۔

''شیخ عجم''

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہید افغانستان

کے سوانح حیات (۱۸۵۳ء - ۱۹۰۳ء)

(سید میر مسعود احمد۔ ربوہ)

(تیسری قسط)

حالات زمانہ کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب کو کسی مصلح کے ظہور کا انتظار تھا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''جب وہ میرے پاس پہنچا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ کن دلائل سے آپ نے مجھے شناخت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے قرآن ہے جس نے آپ کی طرف میری رہبری کی اور فرمایا کہ میں ایک ایسی طبیعت کا آدمی تھا کہ پہلے سے فیصلہ کر چکا تھا کہ یہ زمانہ جس میں ہم ہیں اس زمانہ کے اکثر مسلمان اسلامی روحانیت سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ وہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے مگر اُن کے دل مومن نہیں۔ اور اُن کے اقوال اور افعال بدعت اور شرک اور انواع واقسام کی معصیت سے پُر ہیں۔ ایسا ہی بیرونی حملے بھی انتہا تک پہنچ گئے ہیں۔ اور اکثر دل تاریک پردوں میں ایسے بے حس و حرکت ہیں کہ گویا مر گئے ہیں اور وہ دین اور تقویٰ جو آنحضرت ﷺ لائے تھے، جس کی تعلیم صحابہ رضی اللہ عنہم کو دی گئی تھی اور وہ صدق اور یقین جو اس پاک جماعت کو ملا تھا بلاشبہ اب وہ بباعث کثرت غفلت کے مفقود ہے اور شاذ ونادر حکم معدوم کا رکھتا ہے۔ ایسا ہی میں دیکھ رہا تھا کہ اسلام ایک مردہ کی حالت میں ہو رہا ہے اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ پردۂ غیب سے کوئی منجانب اللہ مجدّدِ دین پیدا ہو۔ بلکہ میں روز بروز اس اضطراب میں تھا کہ وقت تنگ ہوتا جاتا ہے۔ انہی دنوں میں یہ آواز میرے کانوں تک پہنچی کہ ایک شخص نے قادیان ملک پنجاب میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے''۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۰۔۱۱)

سیدا حمد نور صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب بڑے محقق انسان تھے۔ آپ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ زمانہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس وقت کوئی مصلح مبعوث کیا جائے۔

مولوی شان محمد صاحب سے روایت ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب، حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ اور علامات کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے زمانہ تو یہی ہے اب دیکھو خدا تعالیٰ کسے مامور کرتا ہے۔ بعض دفعہ یہ بھی فرماتے تھے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے دانتوں کے درمیان کچھ فاصلہ ہوگا پھر مسکرا کر کہتے کہ فاصلہ تو میرے دانتوں کے درمیان بھی ہے مگر پتہ نہیں خدا کو کیا منظور ہے۔ آپ یہ باتیں اپنی خاص مجلسوں میں اپنے خاص خاص شاگردوں سے کیا کرتے تھے۔

(قلمی مسودہ صفحہ ۸۷، ۸۸)

☆......☆......☆

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اطلاع ملنا اور حضرت صاحبزادہ صاحب کا بلا توقف ایمان لانا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پاکر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔ ....بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا۔ جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں..........۔

پھر فرمایا:۔

''انہیں دنوں میں جبکہ متواتر یہ وحی خدا کی مجھ پر ہوئی اور نہایت زبردست اور قوی نشان ظاہر ہوئے اور میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا دلائل کے ساتھ دنیا میں شائع ہوا تو خوست علاقہ حدود کابل میں ایک بزرگ تک جن کا نام اخوندزادہ مولوی عبداللطیف ہے کسی اتفاق سے میری کتابیں پہنچیں ....چونکہ وہ بزرگ نہایت پاک باطن اور اہل علم اور اہل فراست اور خدا ترس اور تقویٰ شعار تھے اس لئے ان کے دل پر ان دلائل کا قوی اثر ہوا اور ان کو اس دعویٰ کی تصدیق میں کوئی دقت پیش نہ آئی اور ان کی پاک کانشنس نے بلا توقف مان لیا کہ یہ شخص من جانب اللہ ہے اور یہ دعویٰ صحیح ہے۔ تب انہوں نے میری کتابوں کو نہایت محبت سے دیکھنا شروع کیا اور ان کی روح جو نہایت صاف اور مستعد تھی میری طرف کھینچی گئی۔ یہاں تک کہ ان کے لئے بغیر ملاقات کے دور بیٹھے رہنا نہایت دشوار ہو گیا۔..........جب وہ میرے پاس پہنچا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ کن دلائل سے آپ نے مجھے شناخت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے قرآن ہے جس نے آپ کی طرف میری رہبری کی..........۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اسلام ایک مردہ کی حالت میں ہو رہا ہے اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ پردۂ غیب سے کوئی منجانب اللہ مجدّدِ دین پیدا ہو.......... انہیں دنوں میں یہ آواز میرے کانوں تک پہنچی کہ ایک شخص نے قادیان ملک پنجاب میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میں نے بڑی کوشش سے چند کتابیں آپ کی تالیف کردہ بہم پہنچائیں اور انصاف کی نظر سے ان پر غور کر کے پھر قرآن کریم پر ان کو عرض کیا تو قرآن شریف کو ان کے ہر ایک بیان کا مصدق پایا''۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۳ تا ۱۱)

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب بیان کرتے ہیں کہ:۔

''جن ایام میں ڈیورنڈ لائن کے معاہدہ کے مطابق حد بندی کا کام ہو رہا تھا ان دنوں دونوں طرف کے نمائندے دن کو تو حد بندی کا کام کرتے تھے اور رات کو باہم ملاقات اور دعوتوں کی مجلسیں ہوتی تھیں جن میں مختلف موضوعات پر تبادلہٴ خیالات بھی ہوتا تھا۔ جب پاڑہ چنار کے علاقہ میں کام ہو رہا تھا تو پشاور کے ایک صاحب جن کا نام سید چن بادشاہ تھا اور جو بطور محرّر انگریزی وفد کے ساتھ منسلک تھے ان کی حضرت صاحبزادہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور اور دعویٰ کا ذکر کیا۔ اس میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے بہت دلچسپی لی اور حضورؑ کی کوئی تصنیف دیکھنے کی خواہش کی۔ یہ واقعہ غالباً ۱۸۹۴ء کا ہے کیونکہ ڈیورنڈ لائن کی حد بندی کا کام ۲۹ر مئی ۱۸۹۴ء سے شروع ہو کر ۳ر ستمبر ۱۸۹۴ء تک جاری رہا تھا۔

سیدا حمد نور کا بیان ہے کہ حد بندی کے دوران جب دوڑ، خوست اور ٹل وغیرہ کی سرحدات متعین ہو گئیں اور پاڑہ چنار اور پیواڑ کوتل کے علاقہ میں کام ہو رہا تھا تو ٹل کے مقام پر ایک شخص نے حضرت مولانا غلام حسن صاحب پشاوری کی دی ہوئی ایک کتاب حضرت صاحبزادہ صاحب کو دی جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف تھی۔ یہ کتاب میری موجودگی میں نہیں دی گئی۔ بعد میں آپ یہ کتاب سید گاہ لے آئے اور ہم سے اس کا ذکر کیا اور بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ اسی کا مجھے انتظار تھا۔ اس کتاب میں بیان فرمودہ تمام باتیں سچی ہیں۔ یہ وہی شخص ہے جس کا انتظار دنیا کر رہی تھی۔ وہ آگیا ہے۔ خدا نے مصلح بھیج دیا ہے۔ یہ وہی آدمی ہے جس کے بارہ میں رسول کریم ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ جہاں بھی نازل ہو اس کی طرف دوڑو اور آپ نے اس پر سلام بھیجا تھا۔ میں زندہ رہوں یا فوت ہو جاؤں لیکن جو شخص میری بات مانتا ہے میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ ضرور اس کے پاس جائے۔

یہ بات آپ نے اپنی مجلس میں اپنے خاص دوستوں سے کی تھی۔ آپ نے اپنے شاگردوں کو اشتیاق دلایا کہ وہ جائیں اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملیں اور آپ کے حالات معلوم کر کے واپس آئیں۔ اس مجلس میں مولوی عبدالرحمٰن خان صاحب بھی موجود تھے۔ صاحبزادہ صاحب کی باتیں سن کر انہوں نے کہا کہ میں جاؤں گا اور پتہ لاؤں گا۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ ہاں تم جاؤ اور تاکید کی کہ پوری تفتیش کر کے پتہ لے کر آؤ۔ اس پر مولوی عبدالرحمٰن خان صاحب قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملے اور آپ کے حالات معلوم کر کے اور آپ کی بعض کتب لے کر واپس آئے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کو جملہ حالات سے خبر دی۔ مولوی عبدالرحمٰن خان صاحب متعدد بار قادیان آئے۔ ان کے علاوہ صاحبزادہ صاحب کے شاگردوں میں سے مولوی عبدالستار خان صاحب معروف بہ بزرگ صاحب، مولوی سید غلام محمد صاحب اور سید حکیم صاحب بھی مختلف اوقات میں چند بار قادیان گئے اور وہاں کئی ماہ قیام کر کے واپس ہوئے۔ واپس آکر یہ لوگ حضرت صاحبزادہ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات بتاتے تھے اور حضور کی نئی شائع شدہ کتب ساتھ لے کر آتے تھے۔

بعض دفعہ یہ شاگرد بعض سوال بھی پیش کرتے جن کے جواب حضرت صاحبزادہ صاحب ان کو سمجھایا کرتے تھے۔ غالباً ۱۸۹۷ء کا واقعہ ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی بیعت کا خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھجوایا اور بعض تحائف بھی حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے ارسال کئے۔ آپ کے بعض شاگردوں نے بھی اپنی بیعت کے خطوط لکھے اور ارسال کئے۔ ان میں مولوی عبدالستار خان صاحب، سید حکیم صاحب، سید احمد نور صاحب اور مولوی سید غلام محمد صاحب شامل تھے۔

(عاقبۃ المکذبین حصہ اول صفحہ ۳۰، ۳۱۔ قلمی مسودہ صفحہ ۱۴، ۱۵، ۲۰، ۲۱، ۲۷ تا ۳۵۔ شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ اول صفحہ ۳، ۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بعض اور مواقع اور ذرائع سے بھی حضرت صاحبزادہ صاحب کو ملیں ان کا ذکر بعض روایات میں آتا ہے۔

مولوی عبدالستار خان صاحب کا بیان ہے کہ ڈیورنڈ لائن کی حد بندی کے دوران ایک شخص حضرت صاحبزادہ صاحب کو ملا۔ وہ پڑھا لکھا تھا اس نے ایک کتاب حضرت صاحبزادہ صاحب کو دی اور عرض کی کہ میں نے بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے لیکن اس کتاب کا مجھے پتہ نہیں چلتا۔ ایک شخص نے مسیح زمان ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میں نے اس کتاب کا کچھ رد لکھا ہے۔ آپ بڑے عالم و فاضل ہیں آپ اس کا بہتر جواب لکھ سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ

یہاں تو مصروف ہوں گھر جا کر یہ کتاب دیکھوں گا۔

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ دوم صفحہ ۴،۵)

☆......☆......☆

حضرت صاحبزادہ صاحب کے ایک شاگرد کا حج پر جانا اور راستہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر سن کر قادیان جانا

مولوی عبدالستار خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے ایک شاگرد براستہ ہندوستان حج کے لئے روانہ ہوئے۔ جب دہلی پہنچے تو کسی شخص نے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اطلاع دی اور حضور کی بہت تعریف و توصیف کی۔ اس شاگرد کے دل میں اشتیاق پیدا ہوا اور وہ قادیان آگئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملے، آپ کی باتیں سن کر اتنا متاثر تھے کہ انہوں نے حضور کی بیعت کرلی۔ جب وہ اپنے ملک واپس جانے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے افغانستان کے امیر عبدالرحمٰن خان کے نام ایک تبلیغی خط لکھنے کی آرزو کی۔ حضورؑ نے پہلے تو یہ فرمایا کہ تمہارا امیر نافہم اور ظالم ہے وہ ایمان نہیں لائے گا۔ لیکن اس شاگرد کے اصرار پر حضور نے انہیں ایک خط فارسی زبان میں لکھ دیا۔ اس کا کچھ حصہ عربی میں تھا۔ اس خط کا اردو ترجمہ سیرت المہدی حصہ سوم روایت نمبر ۶۱۷ میں چھپا ہوا ہے۔

اس خط میں حضور نے امیر عبدالرحمٰن خان کو لکھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مامور و مصلح بنا کر مبعوث کیا ہے۔ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ خود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت کہتا ہوں۔ میں اس زمانہ کا مجدد ہوں اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مسیح و مہدی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس کے علاوہ آپ نے امیر عبدالرحمٰن خان کو اس خط میں بعض نصائح بھی فرمائیں۔ یہ خط ماہ شوال ۱۳۱۳ھ مطابق مارچ ۱۸۹۶ء میں لکھا گیا۔

جب یہ شاگرد خوست پہنچے تو انہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو وہ خط دے دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو سچی ہے اور یہ کلام ایک عظیم الشان کلام ہے لیکن امیر عبدالرحمٰن خان اتنی سمجھ نہیں رکھتا کہ وہ اسے سمجھ سکے اور ایمان لے آئے اس لئے یہ خط اس کو بھجوانا بے سود ہوگا۔ یہ خط حضرت صاحبزادہ صاحب کے پاس پڑا رہا۔ ایک موقعہ پر آپ نے یہ خط سردار شیرندل خان کو دکھایا تو اس نے خط پڑھ کر کہا کہ یہ بات تو سچی ہے مگر امید نہیں کہ امیر اسے مانے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ آپ مجھے اجازت دے دیں کہ میں قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملوں لیکن سردار نے کہا کہ جس طرح میں اپنے بیٹے کو اجازت نہیں دے سکتا آپ کو بھی اجازت نہیں دے سکتا۔ آپ بڑے آدمی ہیں، امیر ہی اجازت دے تو دے۔

یہ شاگرد کون تھے اور کب قادیان آئے اس بارہ میں وضاحت نہیں مل سکی۔ عام طور پر معروف تو یہی ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے وہ شاگرد جو پہلی دفعہ قادیان گئے وہ مولوی عبدالرحمٰن خان صاحب شہید تھے اور جن کو حضرت صاحبزادہ صاحب نے خود تحقیق احوال کے لئے قادیان بھجوایا تھا۔

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ دوم صفحہ ۱۴،۱۵۔ سیرت المہدی حصہ سوم روایت نمبر ۶۱۷)

☆......☆......☆

افغانستان کے دو صحابی جو ۳۱۳ صحابہ کی فہرست میں شامل ہیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنوری ۱۸۹۷ء میں اپنی کتاب انجام آتھم شائع فرمائی جس میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اپنے ۳۱۳ صحابہ کے نام درج فرمائے۔ اس فہرست میں نمبر ۱۱۱ پر ایک نام یوں درج ہے:

"شیخ محمد عبدالرحمٰن صاحب عرف شعبان، کابلی"۔

یہ صحابی مولوی عبدالرحمٰن خان صاحب شہید اول افغانستان معلوم ہوتے ہیں"۔

دوسرا نام نمبر ۱۳۶ پر یوں درج ہے "مولوی شہاب الدین صاحب غزنوی، کابلی"۔

یہ دوسرے صحابی کون تھے اور کب قادیان آئے اور احمدی ہوئے اس بارہ میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے یہ وہی شاگرد ہوں جن کا ذکر مولوی عبدالستار خان صاحب نے کیا ہے کہ وہ حج کرنے گئے تھے اور دہلی میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر سن کر قادیان چلے گئے اور حضورؑ کی بیعت کا شرف حاصل کیا اور قادیان سے واپس آتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درخواست کر کے امیر عبدالرحمٰن خان کے نام خط لے کر واپس آئے اس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ (انجام آتھم، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۶)

☆......☆......☆

واقعہ شہادت میاں عبدالرحمن صاحب شاگرد حضرت صاحبزادہ محمد عبداللطیف صاحبؓ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

"مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے تخمیناً دو برس پہلے ان کے ایماء اور ہدایت سے میاں عبدالرحمٰن شاگرد رشیدان کے قادیان میں شاید دو یا تین دفعہ آئے اور ہر یک مرتبہ کئی کئی مہینے تک رہے۔ اور متواتر صحبت اور تعلیم اور دلائل کے سننے سے ان کا ایمان شہداء کا رنگ پکڑ گیا اور آخری دفعہ جب کابل واپس گئے تو وہ میری تعلیم سے پورا حصہ لے چکے تھے اور اتفاقاً ان کی حاضری کے ایام میں بعض کتابیں میری طرف سے جہاد کی ممانعت میں چھپی تھیں جن سے ان کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ سلسلہ جہاد کا مخالف ہے۔......... جب وہ مجھ سے رخصت ہو کر پشاور میں پہنچے تو اتفاقاً خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سے جو پشاور میں تھے اور میرے مرید ہیں ملاقات ہوئی اور انہیں دنوں میں خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک رسالہ جہاد کی ممانعت میں شائع کیا تھا اس سے ان کو بھی اطلاع ہوئی اور وہ مضمون ایسا ان کے دل میں بیٹھ گیا کہ کابل میں جا کر جابجا انہوں نے یہ ذکر شروع کیا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا درست نہیں کیونکہ وہ ایک کثیر گروہ مسلمانوں کے حامی ہیں اور کئی کروڑ مسلمان امن و عافیت سے اُن کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ تب یہ خبر رفتہ رفتہ امیر عبدالرحمٰن کو پہنچ گئی اور یہ بھی بعض شریر پنجابیوں نے جو اس کے ساتھ ملازمت کا تعلق رکھتے تھے اس پر ظاہر کیا کہ یہ ایک پنجابی شخص کا مرید ہے جو اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے اور اس کی یہ بھی تعلیم ہے کہ انگریزوں سے جہاد درست نہیں بلکہ اس زمانہ میں قطعاً جہاد کا مخالف ہے۔ تب امیر یہ بات سن کر بہت برافروختہ ہو گیا اور اس کو قید کرنے کا حکم دیا۔ تا مزید تحقیقات سے کچھ زیادہ حال معلوم ہو۔ آخر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ضرور یہ شخص مسیح قادیانی کا مرید اور مسئلہ جہاد کا مخالف ہے۔ تب اس مظلوم کو گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے شہید کیا گیا۔ کہتے ہیں اس کی شہادت کے وقت بعض آسمانی نشان ظاہر ہوئے"۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۴۷،۴۸)

سید احمد نور صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولوی عبدالرحمٰن خان جب آخری دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت سے واپس افغانستان آئے تو پہلے سید گاہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور انہیں حضورؑ کی وہ تصنیفات دیں جو وہ قادیان سے لے کر آئے تھے۔ اسکے بعد وہ اپنے وطن چلے گئے جو قبیلہ منگل کے علاقہ میں ہے۔ اس پر کسی شخص نے امیر عبدالرحمٰن خان کے پاس ان کی شکایت کی اور ان کے قادیان جانے کا بھی ذکر کیا۔ امیر عبدالرحمٰن خان نے حاکم کے نام حکم بھیجا کہ مولوی عبدالرحمٰن خان صاحب کو گرفتار کر کے کابل بھجوایا جائے۔ حاکم خوست نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اطلاع دی کہ ایسا حکم آیا ہے۔ جب مولوی عبدالرحمٰن خان صاحب کو علم ہوا تو وہ روپوش ہو گئے۔ اس پر امیر عبدالرحمٰن خان نے حکم دیا کہ ان کا تمام مال و اسباب ضبط کر لیا جائے اور ان کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے کابل بھجوا دیا جائے۔ جب مولوی عبدالرحمٰن خان صاحب کو اپنے اہل و عیال کی گرفتاری کے متعلق حکم کا علم ہوا تو خود ہی کابل چلے گئے اور امیر عبدالرحمٰن خان کے پیش ہو گئے۔ امیر نے ان سے پوچھا کہ تم افغانستان سے بلا اجازت باہر کیوں گئے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں سرکار کی خدمت کے لئے قادیان گیا تھا اور وہاں سے آپ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں لایا ہوں۔ امیر نے ان سے کتابیں لے کر انہیں قید خانہ بھجوا دیا۔

امیر عبدالرحمٰن خان کو شکایت کئے جانے کا سبب یہ تھا کہ مولوی صاحب نے علی الاعلان حاکموں، افسروں اور عوام تک یہ خبر پہنچانا شروع کر دی تھی کہ قادیان میں ایک مصلح کا ظہور ہو گیا ہے۔ مجھے صحیح معلوم نہیں کہ ان سے قید میں کیا سلوک کیا گیا۔ سنا یہی ہے کہ ان کے منہ پر تکیہ رکھ کر دم بند کر کے مار دیا گیا۔

(شہید مرحوم کے چشم دید واقعات حصہ اول صفحہ ۴،۵)

جناب قاضی محمد یوسف صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب آخری دفعہ دسمبر ۱۹۰۰ء میں قادیان گئے تھے اور واپسی پر پشاور کے راستہ اپنے ملک گئے۔ پشاور میں وہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب احمدی وکیل کے بالاخانہ پر بیرون کابلی دروازہ میں مقیم رہے۔ ان دنوں میں سرحدی علاقوں میں افغان غازی جہاد بالسیف کے غلط تصور کی وجہ سے بے گناہ انگریزوں کے ناحق قتل میں مصروف رہتے تھے۔ انہیں ایام میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رسالہ جہاد کے بارہ میں لکھا تھا جس میں قرآن و حدیث کی روشنی میں جہاد کی حقیقت واضح کی گئی تھی اور اس قسم کے قتال کو خلاف منشاء اسلام ثابت کیا تھا۔ مولوی عبدالرحمٰن خان صاحب یہ رسالہ اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اس کے علاوہ اور بھی لٹریچر موجودہ زمانہ میں جہاد بالسیف کے خلاف ان کے پاس تھا اور انہوں نے افغانستان جا کر یہ لٹریچر اور کتابیں تقسیم کی تھیں۔

اس پر امیر عبدالرحمٰن خان نے ان کے لئے قید کا حکم دیا اور تحقیقات کے بعد مولوی صاحب کے عقائد اور ان کتب اور رسائل کے مضمون کو جو وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے اپنے عقیدہ جہاد کے خلاف پایا تو ان کو شہید کروا دیا۔

سید محمود احمد صاحب افغانی کا بیان ہے کہ مولوی صاحب کی شہادت ۲۰ر جون ۱۹۰۱ء کو ہوئی تھی۔ (عاقبۃ المکذبین حصہ اول صفحہ ۳۱،۳۲ مصنفہ جناب قاضی محمد یوسف صاحب۔ وقلمی مسودہ تاریخ احمدیت افغانستان مصنفہ سید محمود احمد افغانی)

(باقی اگلے شمارہ میں)

ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

خطبہ جمعہ

تقسیم ملک کے دوران اور وقف اور خدمت کے دوران اپنے وطنوں سے دور حادثاتی یا طبعی موت پانے والے

متفرق شہداء کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۱۱ر جون ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۱ر احسان ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی

بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْابِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ . اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. وَلَا تَقُوْلُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ. بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾-(سورة البقره آيات ۱۵۴ تا ۱۵۵)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے مدد طلب کرتے رہو صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں انہیں مردے نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

اس خطبہ کے شہداء کے ذکر میں بعض ایسے شہداء کا بھی ذکر ہے جو تقسیم ملک کے دوران شہید کئے گئے تھے۔ یہ ذکر پہلے گزر چکا ہے اور بظاہر ختم ہو گیا تھا لیکن چونکہ بعد میں ان کے ورثاء وغیرہ نے یہ اطلاعات بھجوائی ہیں اس لئے ان کا ذکر بھی شہداء کے ذکر کے موجودہ تذکرے میں داخل کر لیا گیا ہے۔ اس تذکرے کے بعد گزشتہ تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے ان شہداء کا ذکر جاری رکھا جائے گا جو وقف اور خدمت کے دوران اپنے وطنوں سے دور حادثاتی یا طبعی موت سے وفات پا گئے۔

سب سے پہلے **مکرم حافظ بشیر احمد صاحب جالندھری** کا ذکر کرتا ہوں۔ آپ ۸ر اپریل ۱۹۱۲ء کو صوفی علی محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لاہور چھاؤنی کے ہاں پیدا ہوئے۔ حافظ صاحب کی والدہ ماجدہ حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی خان صاحب ناظر بیت المال کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں۔ حافظ صاحب نے بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کیا۔ ۱۹۲۴ء میں مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لیا اور ۱۹۳۴ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کر کے مبلغین کلاس میں شامل ہو گئے اور یکم اگست ۱۹۳۶ء کو مبلغ کے فرائض سر انجام دینے لگے۔ وفات سے صرف دو روز قبل لدھیانہ میں ایک تبلیغی دورہ سے واپس آئے۔ آپ مجلس خدام الاحمدیہ کے ابتدائی دس ارکان میں سے تھے اور نہایت جوش اور اخلاص کے ساتھ مجلس کے کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ حلقہ وار مجالس کے قیام کے بعد آپ مجلس خدام الاحمدیہ دارالرحمت کے زعیم مقرر ہوئے۔ آپ نے نہایت ہی جوش اور اخلاص کے ساتھ مجلس کے لئے انتھک محنت کی۔

سانحہ ارتحال اس طرح پیش آیا کہ ۲ر مئی ۱۹۳۸ء کو صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد خدام الاحمدیہ کے دیگر ممبروں کے ساتھ محلّہ دارالرحمت کے اجتماعی وقار عمل میں شریک تھے کہ دماغ کی رگ پھٹ گئی۔ آپ کو فوراً میو ہسپتال پہنچایا گیا جہاں ہر ممکن تدبیر کے باوجود پونے نو بجے آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ ۲ر مئی کو بعد نماز عصر حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر مقامی کی حیثیت سے باغ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور مرحوم کو بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سانحہ کا مندرجہ ذیل الفاظ میں تذکرہ فرمایا۔ حافظ بشیر احمد صاحب حافظ قرآن، جامعہ کے فارغ التحصیل، وقف کنندہ، خدام الاحمدیہ کے مخلص کارکن اور ان نوجوانوں میں سے تھے جن کے مستقبل کی طرف سے نہایت اچھی خوشبو آ رہی تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت کچھ اور تھی۔ اس نے خدام الاحمدیہ کے لئے ایک مثال اور نمونہ بنانا تھا۔ جس جماعت کے بنتے ہی اس کے کارکنوں کو شہادت کا موقع مل جائے اس کے مستقبل کے شاندار ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا اور غیرت مند افراد اپنی روایات کے قائم رکھنے کے لئے ہمیشہ جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ پس یہ موت تکلیف دہ تو ہے لیکن اس کے پیچھے خدا تعالیٰ کی ایک حکمت کام کرتی نظر آ رہی ہے۔

دوسرے شہید جو ہندوستان کی تقسیم کے دوران شہید ہوئے **عدالت خان صاحب تحصیل خوشاب ضلع شاہ پور**۔ عدالت خان صاحب قادیان میں دینیات کی متفرق کلاس میں پڑھتے تھے۔ ۱۹۳۴ء میں جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احمدی نوجوانوں کو تحریک فرمائی کہ دوسرے ممالک میں اپنے ذرائع سے جا کر وہاں احمدیت کی تبلیغ کریں تو عدالت خان صاحب قادیان سے اچانک غائب ہو گئے۔ اس وقت یہی سمجھا گیا کہ شاید وہ پڑھائی سے دلبرداشتہ ہو کر بھاگ گئے ہیں۔ دراصل عدالت خان صاحب حضور کی تحریک پر فوری تعمیل کی غرض سے سفری دستاویزات کے بغیر افغانستان پہنچ گئے تھے۔ وہاں حکومت نے انہیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ جیل میں انہوں نے قیدیوں میں تبلیغ شروع کر دی۔ جب حکومت کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے عدالت خان صاحب کو ہندوستان کی سرحد پر لا کر چھوڑ دیا۔

عدالت خان صاحب قادیان آئے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساری روئیداد سنا کر درخواست کی کہ انہیں کسی اور ملک میں جانے کا ارشاد فرمایا جائے۔ حضور نے انہیں فرمایا کہ تم چین چلے جاؤ۔ چین جاتے ہوئے عدالت خان صاحب کو کشمیر کی حکومت نے پاسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے روک لیا۔ سردیوں کا موسم تھا اور عدالت خان صاحب کے پاس لباس وغیرہ واجبی سا تھا۔ آپ کو ڈبل نمونیا ہو گیا اور دو دن بعد وہ وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ ان کی شہادت میں بھی ایک عظیم الشان نشان احمدیت کے لئے ظاہر ہوا ہے وہ اس طرح کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس مشاورت ۱۹۳۹ء کے موقع پر عدالت خان کے ذکر میں ان کا ایک ایمان افروز واقعہ یوں بیان فرمایا "ابھی کشمیر سے چند دوست آئے ہوئے تھے انہوں نے عدالت خان کا ایک عجیب واقعہ سنایا جو سن کر رشک پیدا ہوتا ہے کہ احمدیت کی صداقت کے متعلق اسے اتنا یقین اور وثوق تھا۔ وہ ایک گاؤں میں بیمار ہوا جہاں کوئی علاج میسر نہیں تھا۔ جب اس کی حالت بالکل خراب ہو گئی تو ان دوستوں نے سنایا کہ وہ ہمیں کہنے لگا کہ کسی غیر احمدی کو تیار کرو"۔ اب یہ ترکیب بھی خوب سوجھی ہے ان کو۔ "کسی غیر احمدی کو تیار کرو جو احمدیت کی صداقت کے متعلق مجھ سے مباہلہ کرے۔ اگر کوئی ایسا غیر احمدی مل گیا تو میں بچ جاؤں گا اور اسے تبلیغ بھی ہو جائے گی ورنہ میرے بچنے کی کوئی صورت نہیں"۔

مکرم چوہدری فقیر محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ونجواں ضلع گورداسپور اور **مکرم محمد اسمٰعیل صاحب ابن چوہدری فقیر محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ** صدر جماعت ونجواں۔

چوہدری فقیر محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔اس حیثیت سے آپ کو ۱۹۳۹ء میں خلافت جوبلی کے موقع پر لوائے احمدیت کی تیاری میں شمولیت کا موقع ملا۔یہ چوہدری فقیر محمد صاحب کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے بھی ایک بہت یاد رکھنے والی بات ہے، بہت عظیم الشان واقعہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصولی ہدایت فرمائی تھی کہ لوائے احمدیت کی تیاری میں صرف صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شامل کیا جائے۔ یعنی آغاز سے آخر تک، بیج کی کاشت سے لے کر اس کی برداشت تک اور پھر سوت کاتنے تک ہر مرحلے پر صرف صحابہ کا ہاتھ لگے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا کہ اپنی نگرانی میں کروائیں۔چوہدری فقیر محمد صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے ارشاد پر اپنے ہاتھ سے کپاس کا بیج بویا، خود پانی دیا، پھر چنا اور صحابیوں سے ہی اس کو دُھنوایا یعنی اس کو دھنکنے والے بھی صحابہ تلاش کر لئے اور اپنے گھر میں اس کو کتوایا۔ آپ نے کچھ اور روئی دی جسے میری والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نگرانی میں قادیان کی صحابیات نے کاتا اور پھر ایک بزرگ صحابی حضرت میاں خیر دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دری باف اور دوسرے صحابہؓ نے مل کر وہ کپڑا تیار کیا۔

واقعۂ شہادت: جب ملک تقسیم ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب تک مرکز اجازت نہ دے اس وقت تک ارد گرد کے بعض احمدی دیہات کے افراد اپنی جگہ نہ چھوڑیں۔ونجواں کے لئے بھی یہی حکم تھا۔چوہدری فقیر محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بھائی چوہدری علی محمد صاحب نماز تہجد ادا کرنے کے بعد نماز فجر کے لئے ابھی صفیں سیدھی ہی کر رہے تھے کہ سکھوں نے حملہ کر دیا اور سب سے پہلے چوہدری فقیر محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہادت نصیب ہوئی۔ بہت سے احمدی زخمی ہوئے ان میں چوہدری صاحب کے بیٹے محمد اسمٰعیل بھی تھے ۔ملٹری والے انہیں دھاریوال ہسپتال لے گئے وہاں سے ڈسچارج ہو کر اسمٰعیل صاحب قادیان کے لئے روانہ ہوئے تو پیچھے سے گولی مار کر انہیں بھی شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

پسماندگان۔ حضرت چوہدری فقیر محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد تین بیٹوں اور تین بیٹیوں پر مشتمل ہے۔ان کے سب سے بڑے بیٹے مکرم محمد اسمٰعیل صاحب کو تو ۱۹۴۷ء میں ہی شہید کر دیا گیا تھا۔باقی دونوں بیٹے مکرم احمد علی صاحب اور مکرم فضل الٰہی صاحب بھی اب وفات پا چکے ہیں جبکہ تینوں بیٹیاں خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ بڑی بیٹی کا نام غلام بی بی ہے، دوسری شریفاں بی بی اور تیسری ناصرہ بی بی صاحبہ۔ حضرت چوہدری صاحب کی اولاد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں دنیا کے مختلف ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور خدا کے فضل سے اکثر بڑے اخلاص سے اپنے اپنے رنگ میں جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرم محمد منیر صاحب شامی۔ آپ مکرم ڈاکٹر حبیب اللہ صاحب ابو حنیفی کے ہاں تنزانیہ میں ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء کے دوران آپ تعلیم الاسلام کالج قادیان میں بی اے کے طالب علم تھے۔ آپ واقف زندگی تھے اور عربوں سے اپنی ہمدردی کی وجہ سے آپ کو لوگوں نے شامی مشہور کر دیا حالانکہ ملک شام سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا لیکن عربوں سے محبت تھی۔

اوصاف حمیدہ۔ آپ خاموش طبع اور محنتی طالبعلم تھے ۔انگریزی زبان پر عبور حاصل تھا۔ جماعت سے انتہائی محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔امام وقت کے ہر حکم پر لبیک کہنے والے تھے۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ مکرم چوہدری فضل داد صاحب مرحوم لائبریرین تعلیم الاسلام کالج قادیان بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے لائبریری کی تقریباً تمام کتب پڑھ لی تھیں۔

SATELLITE WAREHOUSE
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

واقعہ شہادت۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق اپنے گھر دارالرحمت قادیان بر مکان خان ارجمند خان صاحب مرحوم محلّہ کی حفاظت کے سلسلہ میں مقیم تھے۔ گھر میں دونالی بندوق تھی۔ادھر ادھر سے سکھوں کے ہونے والے حملوں کے دوران خوب مقابلہ کرتے رہے۔ایک رات سکھوں نے ان کے گھر کی دیوار پھاند کر اندھیرے میں آپ پر حملہ کیا اور آپ کو شہید کر دیا۔جب خدام کو حکم ہوا کہ وہ ہوسٹل میں جمع ہو جائیں تو آپ کو نہ پا کر جب پتہ کیا گیا تو آپ کو گھر کے صحن میں چت پڑا پایا گیا۔ آپ کی انتڑیاں باہر نکل چکی تھیں اور آپ شہید ہو چکے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

آپ کے والد صاحب جو ان دنوں تنزانیہ میں تھے وہ بھی اللہ کے فضل سے بہت مخلص انسان تھے ۔ دراصل ان سے ہی اخلاص ورثہ میں پایا تھا ۔ ان کی ڈائری کے اندراج بتاریخ ۳؍ستمبر ۱۹۴۷ء میں یہ پرخلوص عبارت درج ہے۔ ”آج قادیان میں عزیز محمد منیر خان شامی نے شہادت پائی۔ الحمدللہ رب العالمین“۔

پسماندگان۔ آپ غیر شادی شدہ تھے۔ آپ کے تین بھائی اور ایک بہن زندہ ہیں۔ سب سے بڑے بھائی ڈاکٹر محمد حفیظ خان صاحب آج کل ٹورانٹو میں رہتے ہیں۔ شہید کے دو چھوٹے بھائی بھی تھے محمد معین خان صاحب لاہور میں اور پروفیسر محمد شریف خان صاحب ربوہ میں مقیم ہیں۔ جبکہ ان کی بہن خدیجہ بیگم صاحبہ مانٹریال میں آباد ہیں۔

حمیدہ بیگم اہلیہ عبدالسلام پنڈت صاحب اور عظیم احمد ولد پنڈت عبداللہ صاحب ۔ عمر ساڑھے چار سال۔ شہدائے قادیان۔ قادیان میں کرفیو لگا ہوا تھا، جماعت نے محلے کی عورتوں اور بچوں کو فضل حسین صاحب بوٹوں والے کے گھر رکھ کر دشمن کو بے خبر رکھنے کی خاطر گھر سے باہر تالا لگا دیا تھا۔ حملہ آوروں کے جتھے نے تالہ توڑ کر اندر آ کر لوٹ مار اور قتل و غارت شروع کی۔ پنڈت عبداللہ صاحب کے بڑے بیٹے عبدالسلام پنڈت کی اہلیہ حمیدہ بیگم اپنی ایک بھانجی کو بچانے کی کوشش میں شہید کر دی گئیں۔ پنڈت عبداللہ صاحب کا سب سے چھوٹا بیٹا عظیم احمد عمر ساڑھے چار سال اپنے بھائی بابو مسعود کی گود میں تھا حملہ آوروں نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا سر بھی کاٹ ڈالا اور یہ کم سن موقع پر ہی شہید ہو گیا۔اس وقوعہ میں پنڈت عبداللہ کے ایک بیٹے پنڈت نصراللہ صاحب جو آج کل ربوہ میں ڈسٹمپر وغیرہ کا کام کرتے ہیں کو بھی شدید زخمی کر دیا گیا تھا۔

عبدالسلام پنڈت صاحب ہالینڈ والے باسط صاحب کے ابا ہیں۔ ہالینڈ والے عبدالباسط صاحب کو سب جماعت ہالینڈ کے لوگ اُن کے خاص غیر معمولی اخلاص کی وجہ سے جانتے ہیں لیکن جو بیگم ان کی شہید ہوئی تھیں ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ حمیدہ بیگم صاحبہ، سلام صاحب کی پہلی بیگم تھیں۔ دوسری شادی امتہ القیوم صاحبہ سے ہوئی جو ہالینڈ والے عبدالباسط کی والدہ ہیں۔ان سے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں جو سب خدا تعالیٰ کے فضل سے دین و دنیا میں بہت اچھے ہیں اور ہمیشہ خدمت کے کاموں میں آگے رہتے ہیں۔

بابو عبدالکریم صاحب ابن نواب علی خان صاحب یوسف زئی پونچھ ریاست جموں و کشمیر۔ آپ ۸؍جون ۱۹۳۳ء کو ایک خواب کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ جماعت میں آپ کی شہرت کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ کو ۱۹۳۳ء میں ایک برطانوی فوجی کی حیثیت سے شرق اوسط یعنی مشرق وسطی میں جانے کا موقع ملا تو وہاں آپ نے جامعہ ازھر کی مجلس افتاء کو یہ استفسار بھیجا کہ کیا قرآن کریم اور سنت نبوی سے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام وفات یافتہ ثابت ہوتے ہیں یا چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔اسی استفتاء کے جواب میں الاستاذ محمود شلتوت مفتیٔ مصر نے وفات مسیح کے حق میں اپنا وہ عظیم الشان مدلل فتویٰ دیا جو جماعت کے لٹریچر میں بہت شہرت پا گیا ہے۔ان پر بہت دباؤ ڈالا گیا علماء کی طرف سے کہ اس فتویٰ کو واپس لے لیں یا اس میں تبدیلی کریں لیکن وہ مرد خدا قائم رہا۔ یہ واقعہ استفتاء کا انہی بابو صاحب سے تعلق رکھتا ہے۔

واقعہ شہادت: بابو عبدالکریم صاحب نے اپنی ملکیتی زمین کا ایک حصہ جماعت احمدیہ پونچھ کی مسجد کے لئے وقف کیا ہوا تھا۔ بابو صاحب کی نگرانی ہی میں یہ مسجد زیر تعمیر تھی اور اسے جموں کے سات آٹھ احمدی معمار تعمیر کر رہے تھے کہ ملک کی تقسیم ہو گئی۔ پونچھ شہر میں مظفر آباد آزاد کشمیر سے جو ہندو اور سکھ ہجرت کر کے آئے تھے انہوں نے اس وقت جب اس زیر تعمیر مسجد میں عصر کی نماز ہو رہی تھی اور **محترم بابو عبدالکریم صاحب کے علاوہ جموں کے سات آٹھ احمدی معمار بھی شامل تھے مسجد پر حملہ کر کے ان سب کو شہید کر دیا** اور پھر **بابو عبدالکریم صاحب کے مکان پر حملہ کر کے ان کی والدہ صاحبہ اور پہلی بیوی کو بھی شہید کر دیا**۔ دوسری بیوی اپنی بچی سمیت حملہ آوروں سے بچ گئیں۔ حکومت نے ان سب شہداء کو پونچھ جیل سے متصل قبرستان میں

دفن کردیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن۔

خواجہ محمد عبداللہ لون صاحب مولوی فاضل آف آسنور کشمیر۔ آپ مولوی حبیب اللہ صاحب لون، صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند تھے۔ قادیان سے ۱۹۳۶ء میں مولوی فاضل کیا اور کشمیر میں محکمہ تعلیم میں ملازم ہوگئے۔ تقسیم ملک کے وقت آپ اپنے گاؤں آسنور میں تھے، دو ماہ بعد اکتوبر میں جب سکول کھل گئے تو آپ ڈیوٹی پر جموں آگئے جو اُن دنوں ہندو مسلم فسادات کی لپیٹ میں آیا ہوا تھا۔ اس دوران حکومت نے اعلان کیا کہ جو مسلمان پاکستان جانا چاہتے ہیں وہ کل ایک مقررہ جگہ پہنچ جائیں۔ اس طرح حکومت دھوکہ کے ساتھ بکثرت مسلمانوں کے قتل عام کو ترویج دے رہی تھی۔ بظاہر تو یہ اعلان ان کے لئے نجات کا اعلان تھا مگر جال میں پھنسانے کا ایک طریقہ تھا۔ جب یہ بسیں اکھنور کے قریب پہنچیں تو ہندوؤں اور سکھوں نے ان بسوں پر حملہ کر دیا اور ہزاروں مسلمان مرد اور عورتوں کو شہید کر دیا۔ خواجہ محمد عبداللہ صاحب بھی ان شہید ہونے والوں میں شامل تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم بہت شریف النفس اور عبادت گزار تھے۔ بہت خوش الحان تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت بہت خوش الحانی اور سوز کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ آپ کی شادی خواجہ عبدالرحمٰن صاحب ڈار رئیس آف آسنور کی صاحبزادی مریم بیگم صاحبہ سے ہوئی جو ابھی آسنور میں زندہ ہیں۔ آپ کی بیٹی عائشہ بیگم صاحبہ اسلام آباد میں رہتی ہیں اور دو بیٹے نعمت اللہ اور مطیع اللہ صاحب آسنور تحصیل کولگام میں ہیں۔ نعمت اللہ صاحب پچھلے سالوں میں جماعت احمدیہ آسنور کے پریذیڈنٹ بھی رہے ہیں۔

مکرم حاجی فضل محمد خان صاحب اور آپ کا بیٹا۔ شہادت ۱۹۵۷ء۔ حاجی صاحب بہت علم دوست، سادہ مزاج اور متقی انسان تھے۔ عرصہ دراز سے احمدی تھے۔ آپ جاجی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور پیواڑ کوتل کے قریب ایک گاؤں کے باشندے تھے۔ حاجی صاحب پشاور سول کوارٹرز کی مسجد میں نقیب ہوا کرتے تھے۔ وہاں مجھے بھی ان سے ملنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں وہاں کسی خدام الاحمدیہ یا وقف جدید کے دورے پر تھا جب میں ان سے ملا اور مجھے یاد ہے وہ لحہ جب سیڑھیوں میں بڑے جوش سے وہ مجھے دیکھ کر اتر رہے تھے۔ وہیں ایک دن ۱۹۵۷ء میں ان کے رشتہ دار آئے اور قرآن کریم پر حلف اٹھا کر تسلی دی کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں ہم ہر طرح آپ کو اچھی حالت میں رکھیں گے۔ مگر ان کے دل میں ان کے قتل کا ارادہ تھا تاکہ ان کی جائیداد پر قبضہ کرلیں۔ حاجی صاحب بہت سادہ دلی سے ان کے حلف پر اعتبار کر کے چلے گئے۔ وطن پہنچ کر ان کے رشتہ داروں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کو اور ان کے خورد سالہ بچے کو شہید کر دیا اور ان کی بیوی اور لڑکی پر قبضہ کر لیا۔ حکومت افغانستان نے ان مظالم کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔ اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان کی بیوی اور لڑکی کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی دوبارہ احمدیت میں کھینچ لائے۔

مکرم عثمان غنی صاحب اور مکرم عبدالرحیم صاحب شہدائے بنگلہ دیش۔ ۳/نومبر ۱۹۶۳ء کو احمدیہ مسلم جماعت برہمن بڑیہ کا سالانہ جلسہ بعد نماز مغرب لوک ناتھ ٹینک کے میدان میں مکرم سید سہیل احمد صاحب سی ایس پی کی زیر صدارت شروع ہوا۔ سید سہیل احمد صاحب سی ایس پی آج کل اسلام آباد میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اور ان کا سارا خاندان بہت مخلص ہے۔ وہ اس وقت ڈھاکہ میں حکومت کے ڈپٹی سیکرٹری بھی تھے اور خدام الاحمدیہ میں اسسٹنٹ ریجنل قائد کے عہدہ پر فائز تھے۔ یعنی بڑے عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود بھی انہوں نے خدمت دینیہ سے سر مو انحراف نہیں کیا۔ بڑی جرأت سے عہدے لیا کرتے تھے اور بڑی جرأت سے اور عمدگی سے ان کو نبھاتے تھے۔

جلسہ شروع ہوئے دس پندرہ منٹ گزرے تھے کہ ملاؤں نے ہلہ بول دیا اور جلسہ گاہ پر شدید پتھراؤ کیا۔ مخالفین نے جلسہ گاہ کی بجلی کی تاریں کاٹ دیں جس سے سارے علاقے میں اندھیرا چھا گیا۔ لوگ ادھر ادھر بکھر گئے۔ محترم سید سہیل احمد صاحب اور بعض دوسرے احمدیوں نے کرسیاں سر پر رکھ کر اپنی حفاظت کی۔ مخالفین کے ہلہ بولنے کے بہت دیر بعد پولیس جب وقوعہ پر پہنچی تو وہ اس طوفانی بارش کے بعد نظر آئی جو خدا تعالیٰ نے اس موقع پر معجزانہ طور پر نازل فرمائی تھی اور جس سے خود دشمن ہی تتر بتر ہو چکا تھا۔ دشمن کے اس حملہ کے نتیجہ میں بہت سے احمدی احباب زخمی ہوئے جنہیں رات کے وقت برہمن بڑیہ ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ ان میں سے دو دوست مکرم عثمان غنی صاحب اور مکرم عبدالرحیم صاحب کی حالت بہت نازک تھی اور وہ شدید زخموں سے جانبر نہ ہو سکے اور اگلے روز ۴/نومبر ۱۹۶۳ء کی صبح کو دونوں اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے اور شہادت کا رتبہ پایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن۔

شہید عثمان غنی صاحب شاہ ٹوریہ ضلع مانک گنج کے رہنے والے تھے اور اپنے خاندان میں پہلے احمدی تھے۔ نہایت مخلص، خاموش طبع، خدمت گزار اور نرم خو شخصیت کے حامل تھے احمدی ہونے کے بعد فوج میں بھرتی ہو کر کراچی چلے گئے تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد موصوف سلسلہ کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۳۵ برس تھی اور آپ غیر شادی شدہ تھے۔ آپ کی تبلیغ سے آپ کے چھوٹے بھائی جناب ڈاکٹر اولاد حسین صاحب اور آپ کی ہمشیرہ احمدی ہوئیں۔

شہید عبدالرحیم صاحب برہمن بڑیہ ضلع تاروان گاؤں کے رہنے والے تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر تقریباً ۴۷ سال تھی۔ خاموش طبع اور عبادت گزار تھے۔ آپ بھی ریٹائرڈ فوجی تھے۔ شہادت کے وقت ان کے دو بچے اور تین بچیاں تھیں جو سب سلسلہ سے اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں۔ بڑے بیٹے مکرم مسلم صاحب سرکاری ملازم ہیں اور چھوٹے بیٹے مکرم رستم صاحب آج کل بلجیم میں مقیم ہیں۔

اب میں ازسرنو **وقف اور خدمت کے دوران اپنے وطنوں سے دور حادثاتی یا طبعی وفات پانے والے شہداء کا تذکرہ** کرتا ہوں۔

سب سے پہلے **مکرم عبدالرحمن صاحب سماٹری۔** آپ سماٹرا انڈونیشیا سے ۱۹۳۸ء کے شروع میں قادیان دینی تعلیم کے حصول کے لئے تشریف لائے۔ آپ سے قبل آپ کے دو بڑے بھائی مولوی ابو بکر ایوب صاحب اور مولوی محمد ایوب صاحب بھی اسی غرض سے قادیان آ چکے تھے۔ آغاز میں آپ اردو سے بالکل بے بہرہ تھے لیکن دن رات محنت کر کے بہت جلد اردو زبان سیکھ لی۔ بعد میں مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لے کر تیسری اور چوتھی جماعت کا امتحان اکٹھا دے کر کامیاب ہوئے۔ وفات کے وقت آپ مدرسہ احمدیہ کی چھٹی جماعت میں پڑھ رہے تھے اور اپنی جماعت کے چوٹی کے طلباء میں تھے۔ آپ احمدیت کے شیدائی تھے اور زندگی خدمت دین کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات اور آپ کے خاندان سے بڑی محبت تھی۔

آپ ٹائیفائیڈ کی وجہ سے ایک ماہ تک بستر مرگ پر رہے۔ اس عرصہ میں تکلیف کو نہایت صبر و استقلال سے برداشت کیا۔ آخر ۱۳/اگست ۱۹۴۱ء کو صبح سات بجے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن۔ آپ اگرچہ موصی تو نہ تھے مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از راہ شفقت قواعد الوصیت کی شرط نمبر ۴ کے تحت کہ "ہر ایک صالح جس کی کوئی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے"۔ آپ کی بہشتی مقبرہ میں تدفین کی اجازت فرمائی۔ بوقت وفات آپ کی عمر ۲۴ سال تھی۔

محترمہ فضل بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب مبلغ بلاد عربیہ فلسطین و مغربی افریقہ۔ آپ ۱۹۳۸ء میں اپنے میاں چوہدری محمد شریف صاحب کے ساتھ قادیان سے فلسطین گئیں۔ ۱۹۴۳ء میں کبابیر فلسطین میں ہی وفات پا گئیں۔ آپ کبابیر کے احمدیہ قبرستان میں دفن ہوئیں۔ آپ موصیہ تھیں اس لئے بہشتی مقبرہ قادیان میں آپ کے نام کا کتبہ نصب ہے۔ یہ خود فلسطینی نہیں تھیں، ان کی فلسطینی بیوی دوسری ہیں جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔ آپ کے بطن سے ایک بیٹی اور دو بیٹے تھے۔ چھوٹا بیٹا آپ کی وفات کے چند دن بعد وفات پا گیا تھا۔ بڑے بیٹے مکرم عبدالرشید شریف، ڈپٹی سیکرٹری محکمہ صحت حکومت پنجاب تھے جنہیں اکتوبر ۱۹۹۸ء میں لاہور میں بعض شر پسندوں نے شہید کر دیا۔ آپ کی بیٹی امتہ الحمید صاحبہ کی شادی چوہدری غلام رسول صاحب ٹھیکیدار کے بیٹے عبدالمجید ایم۔ اے۔ کے ساتھ ہوئی تھی۔ ان کے پانچ بیٹے ہیں جو بفضلہٖ تعالیٰ سبھی مخلص ہیں۔ عزیزم بشیر شریف صاحب جو انگلستان کی جماعت کے بڑے مخلص کارکن ہیں چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم کی دوسری اہلیہ کی اولاد ہیں جو فلسطینی تھیں اور ربوہ میں رہتی ہیں۔ اور ان کی ایک بہن امیر صاحب کینیڈا کی پہلی بیگم کی وفات کے بعد ان سے بیاہی گئی ہیں۔

سید رضوان عبداللہ صاحب ابن سید عمر ابوبکر آفندی خرطوم سوڈان۔ آپ دسمبر ۱۹۵۰ء میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ربوہ آئے اور جامعہ احمدیہ احمد نگر میں داخلہ لیا۔ آپ بہت ذہین تھے۔ آپ نے چند ماہ میں ہی اردو بولنی اور لکھنی پڑھنی سیکھ لی اور ہر امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ آپ جامعہ احمدیہ کی بزم تعلیم البیان کے بانیوں میں سے تھے۔ آپ ۲۶/اگست ۱۹۵۳ء کو جامعہ احمدیہ کے طلبہ کے ساتھ دریائے چناب پر نہانے گئے۔ عصر کی نماز کے لئے وضو کر رہے تھے کہ پاؤں پھسل جانے سے دریا میں ڈوب گئے اور اس غریب الوطنی کے عالم میں شہید ہو گئے۔ مرحوم اپنے والدین کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ آپ کو پہلے امانتاً عام

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اگرچہ آپ موصی نہیں تھے مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے آپ بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کئے گئے۔ یعنی آپ کی امانت وہاں منتقل کردی گئی۔

آپ کی وفات پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مضمون "رضوان عبداللہ کی المناک وفات" کے عنوان سے سپرد قلم فرمایا جس میں لکھا "رضوان جو کئی ہزار میل کی مسافت کرکے علم دین کی تحصیل کی غرض سے ربوہ آیا تھا اور جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے اپنے والدین کا سب سے بڑا بچہ تھا۔ ایک بہت ہی شریف اور ہونہار اور دیندار لڑکا تھا۔.........

رضوان مرحوم سب سے پہلے لاہور میں مجھے ملا اور عربی زبان میں باتیں کرتا رہا اور پھر ہم نے اسے ربوہ بھجوانے کا انتظام کردیا۔ اس وقت میری طبیعت پر رضوان کی شرافت کا خاص اثر تھا۔ کم گو، شریف مزاج، بے شر، مخلص، دینی جذبات سے معمور اور ہونہار۔ یہ وہ اثر ہے جو ہر وہ شخص جو رضوان سے ملا اس کے متعلق قائم کرتا رہا ہے"۔

مکرمہ سیدہ طینت صاحبہ اہلیہ سید جواد علی صاحب مبلغ امریکہ مرحوم۔ آپ ادیب عالم تھیں اور میٹرک تک تعلیم یافتہ تھیں۔ آپ نے اپنی زندگی اسلام اور احمدیت کی خدمت کے لئے ۱۹۵۲ء میں پیش کی جسے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرمالیا اور پھر ۱۹۵۳ء میں آپ کا نکاح بھی ایک واقف زندگی یعنی سید جواد علی شاہ صاحب سے کروا دیا۔ ۱۹۵۴ء میں مکرم شاہ صاحب کو امریکہ میں بطور مبلغ سلسلہ بھجوایا گیا تھا۔ دسمبر ۱۹۵۷ء میں آپ کو بھی یعنی مرحومہ کو اپنی تین سالہ بچی کے ہمراہ امریکہ اپنے میاں کے پاس بھجوادیا گیا۔ مارچ ۱۹۵۸ء کے آغاز میں آپ کو دل کی تکلیف ہوئی اس کی وجہ سے آپ ہسپتال میں زیر علاج تھیں کہ نمونیہ کا ایسا سخت حملہ ہوا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکیں۔ آخر ۱۶ر مارچ ۱۹۵۸ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے اپنے پسماندگان میں ایک بچی چھوڑی ہے۔ آپ کی تدفین امریکہ ہی میں ہوئی۔

محترمہ بشریٰ منیر ایم۔ ایس۔ سی، ایم فل بنت چوہدری علیم الدین صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ اسلام آباد۔ آپ کی شادی منیر احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی، بی۔ ایڈ، ابن مولوی محمد صدیق صاحب سابق انچارج خلافت لائبریری سے ہوئی تھی۔ نصرت جہاں سکیم کے تحت احمدیہ سکول جورو، سیرالیون میں خدمت سرانجام دے رہی تھیں کہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۸۲ء کو زچگی کے دوران بتیس سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ میت ربوہ پہنچنے پر ۲۰ر ستمبر ۱۹۸۲ء کو آپ کو قطعہ شہداء قبرستان عام نمبر ایک ربوہ میں دفن کیا گیا۔ آپ کی شہادت کے وقت کوئی اولاد نہ تھی۔

مکرم و محترم مولوی حنیف یعقوب صاحب مبلغ ٹرینیڈاڈ۔ وفات ۶ر نومبر ۱۹۸۶ء۔ آپ ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے اور مولانا محمد اسحاق ساقی صاحب مبلغ ٹرینیڈاڈ کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ ۱۹۵۴ء میں آپ ربوہ تشریف لے گئے اور خدمت اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کردی۔ ربوہ میں تین سال کی تربیت کے بعد ۱۹۵۷ء میں ٹرینیڈاڈ تشریف لائے اور بطور مبلغ کام شروع کیا۔ ۲۶ر سال مسلسل ٹرینیڈاڈ میں خدمت دین کی توفیق پائی۔ ۱۹۸۳ء میں آپ کو گیانا بطور مبلغ بھجوایا گیا اور خدمت دین کے دوران ہی ۲۶ر نومبر ۱۹۸۶ء کو گیانا میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ چونکہ خدمت دین کرتے ہوئے اپنے وطن سے دور فوت ہوئے اس لئے ان کو بھی شہداء میں شامل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گیارہ بچوں سے نوازا جن میں سے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں زندہ موجود ہیں اور اخلاص کے ساتھ جماعت سے وابستہ ہیں۔

ڈاکٹر قدسیہ خالد ہاشمی صاحبہ اہلیہ خالد ہاشمی صاحب۔ آپ ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئیں۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کرنے کے بعد ۱۹۶۶ء میں آپ کی شادی ڈاکٹر خالد ہاشمی صاحب کے ساتھ ہوئی۔ شادی کے وقت آپ احمدی نہیں تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی اجازت سے شادی ہوئی تھی۔ ۱۹۷۲ء میں آپ نے احمدیت قبول کی تھی اور ۱۹۷۴ء میں نصرت جہاں سکیم کے تحت زندگی وقف کرنے کے بعد اپنے خاوند ڈاکٹر خالد ہاشمی صاحب کے ساتھ ٹیچی مان غانا میں بطور لیڈی ڈاکٹر تقرر ہوا۔ انتہائی نامساعد حالات میں صبر و شکر اور محنت کے ساتھ آپ نے ہسپتال کو بہت ترقی دی۔

واقعہ شہادت: ۶ر فروری ۱۹۸۸ء کو جب میں غانا کے دورہ پر اکرا پہنچا تو یہ وہاں استقبال کے لئے تشریف لائی ہوئی تھیں۔ ائرپورٹ سے واپس اپنے سنٹر ٹیچی مان جاتے ہوئے کار کے حادثہ میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ۱۹۸۸ء کے جلسہ سالانہ غانا کے موقعہ پر میں نے پچیس تیس ہزار احباب کی موجودگی میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ احمدیہ ہسپتال ٹیچی مان کے احاطہ میں انہیں دفن کیا گیا۔ موصیہ بھی تھیں اس لئے بہشتی مقبرہ ربوہ میں ان کا یادگاری کتبہ نصب ہے۔ مرحومہ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ ان کے میاں خالد ہاشمی صاحب آج کل وینکوور کینیڈا میں ہیں۔ احمدیہ ہسپتال ٹیچی مان کی نئی عمارت میں جو میٹرنٹی وارڈ ہے وہ انہی کے نام پر "قدسیہ وارڈ" کہلاتا ہے۔

حافظ عبدالوہاب بلتستانی۔ تاریخ وفات 14 اکتوبر ۱۹۸۸ء۔ مکرم حافظ عبدالوہاب صاحب، مولوی غلام محمد صاحب بلتستانی کے بڑے بیٹے تھے۔ مولوی غلام محمد صاحب بلتستان کے پہلے احمدی تھے جو سیاچین گلیشیئر کے نیچے دُم سُم کے دُور دراز علاقہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ۱۹۷۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دست مبارک پر بیعت کی تو حضور نے اسی موقعہ پر آپ سے کہا کہ اپنے بچوں کو ربوہ لائیں اور حصول تعلیم کے لئے انہیں یہاں کے تعلیمی اداروں میں داخل کرائیں۔ چنانچہ انہوں نے عبدالوہاب کو مدرسۃ الحفظ میں داخل کرایا۔ تین سال میں قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد حافظ صاحب جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور ۱۹۸۴ء میں شاہد پاس کرکے گلگت اور شمالی علاقہ جات میں مربی مقرر ہوئے۔ اسی دوران آپ کے دماغ میں ٹیومر ہوگیا۔ کراچی میں آپ کا اپریشن بھی ہوا مگر صحت روز بروز گرتی گئی اور ۱۴ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو آپ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پاگئے۔ موصی تھے اس لئے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم جوانی میں ہی عابد و زاہد اور تہجد گزار تھے۔ آپ شادی شدہ نہیں تھے۔ مرحوم کے والد مولوی غلام محمد صاحب کچھ ہی عرصہ پہلے مارچ ۱۹۹۹ء میں وفات پاچکے ہیں۔ آپ کے بھائی ثناء اللہ نے بھی ربوہ سے بی۔ اے پاس کیا ہے اور آپ کی چھوٹی ہمشیرہ خدیجہ محترم سید عبدالحیٔ شاہ صاحب کے زیر کفالت پل رہی ہیں۔

اب یہ آخری تذکرہ ہے ایک تازہ واقعہ کا۔ **محترمہ امۃ المتین صاحبہ اہلیہ محترم محمد افضل ظفر صاحب۔** تاریخ وفات ۳ر مئی ۱۹۹۹ء۔ محترمہ امۃ المتین صاحبہ بنت چودھری محمود احمد صاحب (عرضی نویس وفات: ۲۶ر فروری ۱۹۷۸ء) ہمارے مبلغ فجی مکرم محمد افضل ظفر صاحب کی اہلیہ تھیں۔ چوہدری محمود احمد صاحب عرضی نویس کو میں ذاتی طور پر بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ آپ سنڈیکیٹ میں بھی ملازم رہے جس میں میں ان دنوں انچارج ہوا کرتا تھا اور اس کے علاوہ وقف جدید میں بہت آنا جانا تھا۔ بہت ہی نرم مزاج، خوش اخلاق، بہت ہی پیار کرنے والی طبیعت جس سے لوگوں کے دل موہ لیا کرتے تھے۔ افضل ظفر صاحب انہی کے داماد تھے۔

۳ر مئی سوموار کو محترم محمد افضل صاحب مربی سلسلہ کے اہل خانہ بیگم اور بچے ایک اَور احمدی خاندان کے ساتھ لمباسہ سے سمندر کی طرف پکنک کے لئے گئے۔ پکنک سمندر میں ایک جزیرے پر منائی گئی۔ پکنک کے بعد سمندر کے اوپر چڑھنے کا وقت ہوچکا تھا۔ چنانچہ سمندر میں جوش آچکا تھا اور لہریں بہت زور دکھا رہی تھیں۔ چنانچہ جزیرے سے واپس آتے ہوئے اچانک کشتی ایک بڑی لہر سے ٹکرانے کے نتیجہ میں الٹ گئی اور کشتی پر سوار تمام افراد ڈوب گئے۔ افسوس ہے کہ اس سانحہ میں جو آٹھ افراد جاں بحق ہوگئے ان میں **محترمہ امۃ المتین صاحبہ اور ان کے چار بچے عزیزہ ناصرہ ظفر صاحبہ عمر پندرہ سال، عزیزہ سارہ ظفر عمر بارہ سال، عزیزہ رابعہ بشریٰ عمر ساڑھے دس سال اور عزیز عطاء المنعم اکمل عمر چھ سال شامل تھے**۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

محمد افضل ظفر صاحب کے بچوں میں سے صرف دو بیٹیاں عزیزہ طاہرہ ظفر عمر چودہ سال اور عزیزہ عطیۃ المنعم عمر پانچ سال بچیں جو اس کشتی پر سوار تھیں جس میں محمد افضل ظفر صاحب بھی سوار تھے۔ اور یہ کشتی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچ گئی اور ان کی حالت بہت دردناک ہے۔ ان کے لئے میں دعا کی تحریک کرتا ہوں اگرچہ بچنے والوں نے، افضل صاحب نے بھی اور ان کی دو بچیوں نے بھی غیر معمولی صبر کا نمونہ دکھایا ہے۔ ان سب غرق ہونے والے شہداء کو اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے۔ مولوی محمد افضل ظفر صاحب کا خاندان تو خاص طور پر دوہری شہادت کا رُتبہ پاگیا ہے۔ ایک غریق کی شہادت جس کا خود حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا اور دوسرے ایک واقفِ زندگی کی بیگم ہونے کے لحاظ سے اپنے وطن سے دُور خدمت کے دوران انہیں اور ان کے بچوں کو جو حادثہ پیش آیا اس کی وجہ سے انہیں شہادت کا ایک اور مرتبہ بھی نصیب ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو غریق رحمت فرمائے۔

آج کی فہرست عین وقت کے مطابق ختم ہوئی ہے۔ باقی انشاء اللہ اگلے جمعہ سے پھر شہداء کا تذکرہ شروع کیا جائے گا۔ ابھی تو بہت بڑی فہرست باقی ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ کب تک سلسلہ چلے گا۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

ہم تمام احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو اللہ تعالیٰ کے بے شمار افضال و برکات اور عظیم الشان خوشخبریوں اور روحانی فتوحات پردلی مبارکباد پیش کرتے ہیں

Smart Phone Systems Ltd

141 High Street Ruislip Middlesex

Tel: 01895-622262 - Fax: 01895- 624226

آسمانی عدالت میں

حضرت مہدی موعودؑ کے استغاثہ پر ایک صدی مکمل ہوگئی

ہر قدم پر میرے مولیٰ نے دیئے مجھ کو نشاں
ہر عدو پر حجت حق کی پڑی ہے ذوالفقار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

۱۸۹۹ء کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں یہ منفرد عظمت حاصل ہے کہ اس سال مہدی موعود سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے یک طرفہ بددعا شائع کرکے ربّ ذوالجلال اور بادشاہوں کے بادشاہ کی آسمانی عدالت میں استغاثہ دائر کیا جس پر ایک صدی مکمل ہو چکی ہے۔ اس استغاثہ کا پس منظر یہ تھا کہ حضور نے ۱۸۹۶ء کے آخر میں خدا تعالیٰ کے حکم سے مکفر و مکذب علماء اور سجادہ نشینوں کے نام "اشتہار مباہلہ" شائع فرمایا جو ۲۷ صفحات پر مشتمل تھا۔ حضرت اقدس نے اشتہار کے آغاز میں تحریر فرمایا:

"اللہ جلشانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔
ان يك كاذباً فعليه كذبه و ان يك صادقاً يصبكم بعض الذى يعدكم ان الله لا يهدى من هو مسرف كذاب.

یعنی اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اس پر پڑے گا۔ اور اگر یہ سچا ہے تو تم اس کی ان بعض پیشگوئیوں سے بچ نہیں سکتے جو تمہاری نسبت وہ وعدہ کرے۔ خدا ایسے شخص کو فتح اور کامیابی کی راہ نہیں دکھلاتا جو فضول گو اور کذاب ہو۔

اب اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو!! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فئۃ قلیلۃ ہے۔ اور شائد اس وقت تک چار ہزار یا پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوگی تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا۔ اور اس کا نام ونشان باقی نہ رہتا۔

اسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں"۔

آپ نے اس سلسلہ میں پوری قوت و شوکت سے یہ اعلان بھی فرمایا کہ:

"میں نے پہلے اس سے کبھی کلمہ گو کے حق میں بددعا نہیں کی اور صبر کرتا رہا۔ مگر اس روز خدا سے فیصلہ چاہوں گا۔ اور اس کی عصمت اور عزت کا دامن پکڑوں گا کہ تا ہم میں سے فریق ظالم اور دروغگو کو تباہ کرکے اس دین متین کو شریروں کے فتنہ سے بچاوے۔

میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ **اگر ایک بھی باقی رہا** تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم مطبوعہ لندن صفحہ ۲۸۱۔۲۸۵)

حضور چونکہ پنجاب، ہندوستان، بلاد عرب اور بلاد فارس کے مخالف مکفر اور مکذب علماء پر اتمام حجت کرنا چاہتے تھے اس لئے حضور نے یہ تجویز بھی پیش فرمائی کہ اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کیا جائے۔ چنانچہ نہایت واضح لفظوں میں ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۳۳ (مطبوعہ ۲۲؍جنوری ۱۸۹۷ء) کے ذریعہ صراحت فرمائی کہ۔

"چاہیئے کہ ہر یک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چھپا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو بلکہ کم سے کم دس ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کے لئے ہر یک شخص بلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا۔ اس لئے یہ مشقت مخالفوں پر جائز نہیں رکھی گئی کہ وہ دور دراز سفر کرکے پہنچیں بلکہ حسب منطوق وما جعل عليكم فى الدّين من حرج . يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر. یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص **اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔**

اس عالمی دعوت مباہلہ کے بعد حضور علیہ السلام نے مسلسل دو برس تک انتظار کیا مگر جب پوری مسلم دنیا میں کسی مکفر اور مکذب عالم کو مرد میدان بننے کی جرأت نہ ہوئی تو آپ نے حق و باطل میں فیصلہ کے لئے ایک فیصلہ کن قدم اٹھایا جو صرف خدا تعالیٰ کے برگزیدوں اور ماموروں کا ہی خاصہ ہے اور وہ یہ کہ آپ نے احکم الحاکمین پر بے مثال توکل کا ثبوت دیتے ہوئے ۲۱؍فروری ۱۸۹۹ء کو اپنی طرف سے یک طرفہ بددعا شائع کردی۔ اس بددعا کا ایک ایک لفظ دل و دماغ پر لرزہ طاری کر دیتا ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کسی کاذب کے منہ سے ایسے الفاظ نکلیں اور وہ ربّ قدیر کی وعید شدید اور سزا سے بچ سکے۔

لعنت ہے مفتری پہ خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ذرہ بھی اس کی جناب میں
کوئی اگر خدا پہ کرے کچھ بھی افترا
ہوگا وہ قتل ہے یہی اس جرم کی سزا

☆......☆......☆

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی موعودؑ کی یہ بددعا درج ذیل الفاظ میں تھی۔

اے قدیر و خالقِ ارض وسما
اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بردلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُرفسق و شر
گر تودید استی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن منِ بدکار را
شاد کن ایں زُمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار
ہر مرادِ شاں بفضلِ خود بر آر
آتش افشاں بر در و دیوارِ من
دشمنم باش و تبہ کن کارِ من
ور مرا از بندگانت یافتی
قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبت دیدہ
کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
بامن از روئے محبت کارکن
اندکے افشاء آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جویندۂ
واقفی از سوزِ ہر سوزندہ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم
زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ از پئے ابراء من
اے تو کہف و ملجاء و ماوائے من
آتشے کاندر دلم افروختی
وز دمِ آں غیر خود را سوختی
ہم ازاں آتش رخِ من برفروز
ویں شبِ تارم مبدل کن بروز
چشم بکشا ایں جہانِ کور را
اے شدید البطش بنما زور را
ز آسماں نورِ نشانِ خود نما
یک گلے از بوستانِ خود نما
ایں جہاں بینم پُراز فسق وفساد
غافلاں رانیست وقتِ موت یاد
از حقائق غافل و بیگانہ اند
ہمچو طفلاں مائلِ افسانہ اند
سرد شد دلہا ز مہرِ روئے دوست
روئے دلہا تافتہ از کوئے دوست
سیل درجوش است وشب تاریک وتار
از کرمہا آفتابے را برار

(حقيقة المهدى صفحه ۹،۸۔ مطبوعه مطبع ضياء الاسلام قاديان تاريخ اشاعت ۲۱؍فرورى ۱۸۹۹ء)

ترجمہ: اے قدیر اور ارض وسماء کے خالق! اے رحیم، مہربان اور رہنما۔ اے وہ جو دلوں پر نظر رکھتا ہے اے وہ کہ تجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اگر تو مجھے نافرمانی اور شرارت سے بھرا ہوا دیکھتا ہے۔ اگر تو نے دیکھ لیا ہے کہ میں بدذات ہوں تو مجھ بدکار کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال اور میرے دشمنوں کے اس گروہ کو خوش کردے۔ ان کے دلوں پر اپنی رحمت کا بادل برسا اور اپنے فضل سے ان کی ہر مراد پوری کر۔ میرے در و دیوار پر آگ برسا، میرا دشمن ہو جا اور میرا کاروبار تباہ کردے۔

لیکن اگر تُو نے مجھے اپنا فرمانبردار پایا ہے اور اپنی بارگاہ کو میرا مقصود قبلہ پایا ہے۔ اور میرے دل میں وہ محبت دیکھی ہے جس کا راز اب تک دنیا پر سربستہ رکھا ہے تو محبت کی رو سے مجھ سے پیش آ۔ اور ان اسرار کو تھوڑا سا ظاہر کردے۔ اے وہ کہ تو ہر متلاشی کے پاس آتا ہے اور ہر جلنے والے کے سوز سے واقف ہے تو اس تعلق کے باعث جو میں تجھ سے رکھتا ہوں اور اس محبت کی وجہ سے جو میں نے اپنے دل میں بوئی ہے خود میری بریت کے لئے باہر نکل۔ تو ہی میرا حصار اور جائے پناہ اور ٹھکانا ہے وہ آگ جو تو نے میرے دل میں فروزاں کی ہے اور اس کے شعلوں سے تو نے اپنے غیر کو جلا دیا ہے۔ اسی آگ سے میرے چہرہ کو بھی روشن کردے اور میری اس تاریک رات کو دن میں بدل دے۔ اس اندھی دنیا کی آنکھیں کھول اور اے شدید البطش خدا اپنا زور دکھا۔ **آسمان سے اپنے نشان کا نور ظاہر کر اور اپنے باغ میں سے ایک پھول دکھلا دے۔**

میں اس جہان کو فسق وفجور سے پُر دیکھتا ہوں۔ غافلوں کو موت کا وقت یاد نہیں رہا۔ وہ حقائق سے غافل اور بیگانہ ہیں اور بچوں کی طرح کہانیوں کے شائق ہیں۔ ان کے دل مولا کی محبت سے سرد ہیں ان کے دلوں کے رخ کوئے یار سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔ سیلاب جوش پر ہے اور رات تاریک و تار **۔براہ کرم سورج چڑھا دے۔**

☆......☆......☆

خدائے غیور کی آسمانی عدالت نے گزشتہ سو سال میں اپنے محبوب اور پیارے مسیح موعود کے اس استغاثہ کے نتیجہ میں جہاں نافرمانوں اور شریروں کے منصوبوں اور سازشوں کو اپنی قہری تجلیات سے ناکام اور نامراد کیا اور سچ مچ بعض فراعنہ وقت صلیبی

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

موت سے پارہ پارہ کردیئے اور بغض کے درودیوار پر فی الواقع آگ کی ایک ایسی بارش ہوئی کہ وہ آتش نمرودیت میں جل کر بھسم ہوگئے وہاں بڑی بڑی تہمتوں اورالزاموں کی بریت کے لئے عرش کا خدا خودنازل ہوا،اوراحمدیت میں افواج درافواج کی آمد کا سلسلہ شروع کرکے اس نے اپنی محبت کاراز آشکار کردیااور بے شمار مساجد کی تعمیر اور اسلامی لٹریچر کے پھولوں سے بوستانِ احمدیت میں نئی بہار آگئی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حق تعالیٰ نے حضرت بانی جماعت احمدیہ کے لئے MTA کی صورت میں آسمان سے ایک زبردست نشان ظاہر کرکے اپنی نصرتوں کاسورج چڑھادیاہے اور حضور کے مقدس اورنورانی چہرے کی افق عالم پر **اس شان سے جلوہ نمائی ہو رہی ہے کہ حقائق سے غافل اقوامِ عالم بھی کشاں کشاں احمدیت کے مینا ر بلند کی طرف کھنچی چلی آ رہی ہیں۔**

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے
ہمارے کردئے اونچے منارے
مقابل پر مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے. ان کے شرارے
نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے ارشاد ربانی کے مطابق دنیا بھر کے مکفر و مکذب علماء کو ایک صدی بیشتر دعوت مباہلہ دی اور پھر اس کی جناب میں استغاثہ دائر کیابالکل اسی طرح خدا تعالیٰ کے القائے خاص کی روشنی میں آپ نے قبل از وقت پیشگوئی بھی فرمادی کہ مستقبل میں آپ کی منادی کودنیا کے کونے کونے میں پھیلادیاجائے گااوراس عالمگیر ترقی و اشاعت کے لئے خدا تعالیٰ کے فرشتے ایک نئی آسمانی مہم جاری کریں گے اور عظیم الشان نشانوں کا ظہور ہوگا۔چنانچہ حضور علیہ السلام نے ۲۲ مئی ۱۹۰۰ء کو اشتہارِعام دیاکہ:

"جیساکہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیاہےاورریل گاڑیوں کوگھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کردکھلایا ہے ایسا ہی **اب وہ روحانی ضرورتوں کے لئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہونگے اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی** ۔تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اوردوسری چیزوں کوخدابنایا گیاتھاسب غلطیاں تھیں۔سوتم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیرتمند ہے۔اوردعا میں لگے رہو ایسانہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکواورپیاسو! سن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کاابتداء سے وعدہ تھا۔خداان قصوں کوبہت لمبا نہیں کرے گا اور **جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پرچراغ رکھا جائے تو دور دور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں ایسا ہی ان دنوں میں ہو گا کیونکہ خدا نے اپنی اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے کہ مسیح کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھرجائے گی یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی ۔زمین پر ہر ایک سامان مہیا کر دیا ہے۔"**

(مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم مطبوعہ لندن صفحہ ۲۲۳)۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتاہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

مستقبل کی دنیا میں حیرت انگیز سفر

(عالمی صنعتی نمائش ہانوور Expo-2000 Germany)

(صوفی نوید اقبال ھا نوور جرمنی)

ہانوور جرمنی کے ایک شمالی صوبہ نیڈرزاکسن کا دارالحکومت ہے۔یہ شہر پہلے سے عالمی صنعتی و ثقافتی نمائشوں کے لئے مشہور ہے مگراب اسے EXPO 2000 کی وجہ سے دنیابھر میں بھرپور شہرت حاصل ہو رہی ہے۔یہاں جدید ترین طور پر تعمیر کیا گیا ۱۷۰ ہیکڑ وسیع علاقہ ہے جسے جرمن زبان میں میسے گیلنڈے "Messegelaende" اور انگریزی میں Fair Ground کہتے ہیں۔ یہاں پر(یکم جون ۲۰۰۰ء سے ۳۱/اکتوبر ۲۰۰۰ء تک) یعنی ۱۵۳ دن مسلسل ۱۹۰ ممالک اور تنظیمیں اپنی صنعتی اور ثقافتی ترقی کی نمائش کریں گی۔

اس نمائش میں حصہ لینے والے ملکوں کی تعداد پچھلے تمام ریکارڈ توڑ چکی ہے۔ ۵۲ ملک اپنے اپنے پویلین (Pavilion) خود تعمیر کریں گے جبکہ ۱۳۸ ممالک اور تنظیمیں پہلے سے تعمیر شدہ وسیع وعریض ہالوں میں نمائش کریں گی۔

"انسان قدرت اور ٹیکنو لو جی"

انسان ، قدرت اور ٹیکنالوجی۔ یہ ہے اس نمائش کا خاص ماٹو یادستورالعمل جسے صدی کے موڑ کاسب سے بڑااجتماع قرار دیاجارہاہے۔جس کودیکھنے والوں کی یومیہ اوسطاً تعداد دو لاکھ تریسٹھ ہزار (۲۶۳۰۰۰) متوقع ہے۔اسی طرح زائرین کی کل متوقع تعداد ۴۰ ملین ہوگی۔اس کے انتظامات پر ۳٫۵ بلین مارک لاگت آئے گی۔ نمائش کے اوقات صبح ۹ سے رات ۱۲ بجے تک اوردن بھر کا ٹکٹ ۶۹ جرمن مارک ہوگا۔

انسان، قدرت اور ٹیکنالوجی کے ماٹو کے تحت یہاں کیاکچھ دیکھا جاسکے گا۔ آیئے ہم آپ کواس کی کچھ جھلک دکھاتے ہیں:

اس ضمن میں سب سے پہلے ہالینڈ کانام آتاہے جس کے ماہرین تعمیر EXPO کی تاریخ کا سب سے طلسماتی محل تعمیر کررہے ہیں جس کی تیسری منزل پر جنگل، دوسری منزل پر نرسری، پہلی منزل پر جھیل اور سب سے نیچے پارک ہوگا۔

اس چالیس میٹراونچی شیشے سے تعمیر ہونے والی جادوئی کاریگری کانمونہ چار منزلہ عمارت کے معماروں کا پیغام یہ ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کے کرۂ ارض پر مرتب ہونے والے اثرات کا یہی توڑ ہے کہ مستقبل کے شہروں کواوپر کی طرف بڑھنا چاہئے حتیٰ کہ کھیت اور پارک وغیرہ بھی منزل بمنزل تعمیر ہونے چاہیں ۔ دوسری صورت میں ہمارے لئے صاف ہوا کا میسر ہونا محال ہوجائے گا۔

اسی طرح امریکہ کا منصوبہ بھی بہت عظیم الشان ہے جسے ایک جرمن امریکی Architecct جوڑا ۱۵۴ ملین ڈالر کی خطیر رقم سے تعمیر کررہاہے۔ یہ پروجیکٹ ایک خالصتاً روایتی امریکی شہر کا نمونہ ہوگا۔ جس میں مین سٹریٹ (Main Street) کے دونوں اطراف جدید امریکی شہر کانمونہ پیش کیاجائے گا۔

راج شاہی بھوٹان میں بھی تقریباً ۸۰۰ ماہر دستکارایک روایتی مندر کی تعمیر میں مصروف ہیں۔ جس کوبعدازاں ٹکڑوں کی شکل میں جرمنی لایاجائے گا اوریہاں دوبارہ جوڑ کر تعمیر کیا جائے گا ۔ متحدہ عرب امارات خالص ریت سے یہاں صحرا کا حقیقی منظر پیش کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔یہ ریت ٹنوں کے حساب سے جہازوں کے ذریعہ جرمنی لائی جارہی ہے جس پر شائقین اونٹوں کی سواری سے محظوظ ہو سکیں گے۔اس کے علاوہ اس مصنوعی صحرا میں ایک صحرائی قلعہ تعمیر کیاجائے گا جس میں عرب کی ثقافت اور صنعت کی نمائش کی جائے گی۔

Expo کے موقع پر عالمی مسائل پیش کرنے اور ان کا حل تلاش کرنے کیلئے بہت بڑا سیمینار ہوگا۔جس میں ۷۰۰ کے قریب تحریکیں عالمی مسائل کے تعلق سے پیش کی جائیں گی۔ مثلاً افریقہ میں Solar Energy کا استعمال اور Los Angeles میں پینے کے پانی کی فراہمی اور نکاس جیسے اہم پروجیکٹ شامل ہونگے۔جہاں اس عالمی نمائش کودنیاوی لحاظ سے نمائش کیلئے پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کیاجارہاہے وہاں دینی تعلق سے بھی مختلف مذاہب اپنی تعلیمات کی تشہیر کے لئے اپنے پویلین تعمیر کر رہے ہیں ۔ اس تعلق سے سب سے بڑا منصوبہ عیسائی مذہب والوں کا ہے۔

Expo کا سب سے حیرت انگیز تعمیراتی کام جاپان کا ہوگا۔ جس کے ماہرین دنیاکی سب سے بڑی کاغذکی عمارت بنانے میں مصروف ہیں۔ تقریباً ۹۰ میٹر لمبی اور ۴۲ میٹر چوڑی کئی منزلہ عمارت کے ہالوں کے ستون قدیم جاپانی نقش ونگار سے آراستہ ہونگے۔اس سے بھی حیران کن بات یہ ہے کہ اس کاغذی عمارت سے روشنی تو گزر سکے گی مگرپانی نہیں یعنی یہ واٹرپروف ہوگی تاکہ شمالی جرمنی کے برساتی موسم کامقابلہ کرسکے۔اس ساری کاوش کے باوجود ماہرین تنقید اس عمارت کو بقولِ شاعر "جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گاناپائیدار ہوگا" قرار دے رہے ہیں۔اس کاغذی محل کی عمر صرف چندماہ قرار دی جا رہی ہے۔ تاہم ایک سہارا تو جاپانی ماہرین فن تعمیر کے لئے موجود ہے۔وہ یہ کہ ماہرین تنقید پہلے بھی اسی قسم کادھوکہ کھا چکے ہیں۔ جب انہوں نے ۱۸۸۹ء میں ایک ایسی ہی نمائش کے موقع پر تعمیر ہونے والی دھات کی عظیم عمارت کوناپائیدار قرار دے دیاتھا۔ مگر وہ تعمیر کانمونہ آج بھی فرانس کے شہر پیرس میں موجود ہے جواس شہر کی پہچان بن چکا ہے۔جی ہاں پیرس کاآئفل ٹاور۔

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی
تجارت کو فروغ دیں۔ مینجر

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔پیزا(PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

گائے کے خالص گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواھشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھاکر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ھیں

آج ھی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

ایک مقدس خواہش
اور
اس کی حیرت انگیز تکمیل

(عبدالسمیع خان۔ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو الہام ہوا:

"یُنَادِی مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ".

(بدر ۱۹ر دسمبر ۱۹۰۲ء)

ایک منادی آسمان سے پکارے گا۔

(تذکرہ صفحہ ۴۴۲ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ ۱۹۶۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۱۸۹۷ء کے الہامات میں یہ عظیم الشان الہام بھی شامل ہے:

"اَلْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِي"

(سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۸۳)

اس الہام کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اس الہام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ایسے ترجمے کے ساتھ پیش کیا ہے جو خود اپنی ذات میں ایک تشریح اور تفسیر کے معنے رکھتا ہے۔ فرماتے ہیں یعنی آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمانی طاقتیں اور خدائی نوشتے تیری تائید کریں گے۔ اس زمین پر تو اپنی کوشش کر لیکن آسمان سے ایسی ہوائیں چلائی جائیں گی جو تیری مددگار ثابت ہونگی۔

اس زمانہ میں آسمان کس طرح ساتھ تھا یہ فرشتوں کا نزول ہو رہا تھا۔ قادیان میں طرح طرح کے آسمانی نشان دکھائے جا رہے تھے۔ خود اس سال میں یعنی ۱۸۹۷ء یعنی ۹۷ کے لحاظ سے دہرایا جا رہا ہے، عظیم الشان نشانات اس سال دکھائے گئے تھے۔ ان کا ذکر بعد میں کروں گا لیکن یہاں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہی الہام ایک نیا رنگ اختیار کر جاتا ہے جب اس کو ۱۹۹۷ء میں پڑھتے ہیں۔

آسمان کا ساتھ ہونا ایم ٹی اے کی طرف بھی اشارہ کر رہا ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ کل عالم میں آسمان نے جو گواہیاں دی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔ اس کثرت کے ساتھ وحدت نصیب ہوئی ہے کہ جب ہم اس الہام کو ۱۸۹۷ء کی بجائے ۱۹۹۷ء میں پڑھتے ہیں تو پھر اس کے معنی ہیں آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی وہ آسمانی طاقتیں جو ابھی ظہور میں نہیں آئیں وہ بھی تیرے ساتھ ہونگی جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے جس خدا کو پیش کیا وہ جیسا کہ آسمان پر تھا ویسا ہی زمین پر ظاہر ہوا۔ مراد یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ مسیح موعود علیہ السلام کو باقی انبیاء پر فوقیت عطا ہوئی ہے۔ ہر نبی کے ساتھ آسمان کا خدا اترتا ہے اور اس کے زمین پر اترنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ زمینی طاقتیں آسمانی طاقتوں کے سائے تلے اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔

پس اس پہلو سے ہم جب اس سال اس الہام کو پڑھتے ہیں تو آسمان ہمارے ساتھ ہے اس سے مراد یہ کہ آسمان کی متحرک طاقتیں اور ریڈیائی وجود جس کا پہلے علم نہیں تھا اب کلیۃً جماعت احمدیہ کی تائید میں ظاہر ہو چکا ہے اور رونما ہو رہا ہے اور اس کے نتیجے میں انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر ہوگا"۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ ۱۲ر ستمبر ۱۹۹۷ء، خطبہ جمعہ ۲۵ر جولائی ۱۹۹۷ء)

☆......☆......☆

کشف میں ہوا میں تیرنا اور اس کی تعبیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف میں ہوا میں تیرنے کا ذکر ہے۔ جس سے حضرت مصلح موعودؓ نے لطیف استنباط فرمایا ہے۔

آپ کا ۸ر دسمبر ۱۹۰۲ء کا کشف ہے:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں اور ایک گڑھا ہے مثل دائرہ کے گول اور اس قدر بڑا جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر (مسجد مبارک سے نواب محمد علی خان صاحبؓ کا گھر) اور میں اس پر اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر تیر رہا ہوں۔ سید محمد احسن صاحب کنارے پر تھے میں نے ان سے کہا کہ دیکھ لیجئے کہ عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں۔

حامد علی میرے ساتھ ہے اور اس گڑھے پر ہم نے کئی پھیرے کئے نہ ہاتھ نہ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں اور بڑی آسانی سے اِدھر اُدھر تیر رہے ہیں"۔

(البدر ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۵۔ تذکرہ صفحہ ۴۴۵۔ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ ۱۹۶۹ء)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اس کشف کی تعبیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح کے متعلق انجیل میں ذکر آتا ہے کہ وہ پانی پر چلے۔ لوگ سمجھتے تھے کہ واقعہ میں حضرت مسیح علیہ السلام پانی پر اپنے پاؤں سے چلتے تھے۔ حالانکہ یہ ان کا ایک کشف تھا جس میں انہیں بتایا گیا تھا کہ ان کی قوم کی بحری قوت زیادہ ہوگی۔ مگر اس عقدہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشف نے ہی حل کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں۔ اس کشف میں جہاں یہ اشارہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے جب کہا کہ میں پانی پر چل رہا ہوں تو درحقیقت آپ نے اپنا ایک کشف ہی بیان فرمایا تھا جسے لوگوں نے بعد میں بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیا اور اس کشف کا مطلب یہ تھا کہ میری قوم کسی زمانے میں بہت بڑی بحری طاقت حاصل کرے گی۔ وہاں اس کشف میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آئندہ ہوائی جہازوں کا زیادہ زور ہو جائے گا اور بحری جہاز صرف سیر و سیاحت کے لئے رہ جائیں گے زیادہ ترکام ہوائی جہازوں سے ہی لیا جائے گا۔ اور بحری جہازوں کے مقابلہ میں ان کی اہمیت بہت بڑھ جائے گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں اب ایسا ہی ہو رہا ہے"۔

(روزنامہ الفضل قادیان ۳ر جون ۱۹۴۴ء)

اس زمانہ میں ہوا میں تیرنے کے یہ معنی بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کو ہواؤں پر غلبہ دیا جائے گا اور ان فضائی ذرائع سے وہ مسیح کی قوم پر غالب آئیں گے۔

اس رؤیا میں گول گڑھے سے ڈش مراد لینا بعید از قیاس نہیں ہے۔ جس پر تیرنے کے لئے ہاتھ پاؤں ہلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ حامد علی حضرت مسیح موعودؑ کے خادم تھے۔ اس رویا میں حامد علی سے مراد علی کا مثیل چوتھا خلیفہ بھی ہو سکتا ہے۔ جو ہمہ وقت حضور کی خدمت میں کمربستہ ہے اور اس کو حامد کہہ کر اس لئے پکارا ہے کہ وہ کثرت سے حمد کرنے والا ہے اور مسیح موعود کے ساتھ ہوا میں تیر رہا ہے۔

ہواؤں میں اڑنے اور تیرنے کے اس مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے حمد اور شکر کے ساتھ باندھ کر یوں بیان فرمایا ہے:

"اسلام کی ترقی کی راہ پر آگے بڑھتے رہیں۔ آپ جو کل چل رہے تھے، آج دوڑ رہے ہیں۔ آپ کو جو آج دوڑ رہے ہیں ان کو فضا میں اڑنا بھی نصیب ہوا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اب یہ فیصلہ ہے کہ مسیح محمدی کے لئے آسمان کی فضائیں مسخر کی جائیں گی اور ان تمام مراتب میں جو آسمانی سفروں سے تعلق رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کو سب دنیا کی دوسری قوموں اور انسانوں پر ایک برتری عطا ہوگی۔

پس یہ آسمانی سفر کا آغاز ہوا ہے۔ یہ ایم ٹی اے کی لہریں جو تمام دنیا میں آسمان سے اترتی ہیں یہ اس سفر کا آغاز ہے۔ ابھی بہت کچھ ہے جو آگے آنے والا ہے۔ اگلی صدیاں جو کچھ دیکھیں گی آپ یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کتنی بڑی عظمتوں کی بنا ڈالی جا چکی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا شکر ادا کرتے ہوئے آگے بڑھیں"۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل ۴ر جولائی ۱۹۹۷ء)

☆......☆......☆

بلند سے بلند تر، عظیم سے عظیم تر
قریب سے قریب تر خدائے مہربان ہے
ہے گونج شش جہات میں صدائے حق شناس کی
اب احمدی جیالوں کی زد میں آسمان ہے

☆......☆......☆

نزول بجلی کی مانند

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے روحانی غلبہ کی کیفیات اور ذرائع کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

وَيَنْزِلُ الْاَمْرُ مِنَ الفَوقِ مِنْ غَيْرِ تَدْبِيرِ الْمُدَبِّرِيْن. كَانَّ الْمَسِيْحَ يَنْزِلُ كَالْمَطَرِ مِنَ السَّمَاءِ وَاضِعاً يَدَيْهِ عَلَى اَجْنِحَةِ الْمَلَا ئِكَةِ لَا عَلَى اَجْنِحَةِ حِيَلِ الدُّنْيَا وَالتَّدَابِيْرِ الْاِنْسَانِيَّةِ وَ تَبْلُغُ دَعْوَتُهُ وَحُجَّتُهُ اِلَى اَقْطَارِ الْاَرْضِ بِاَسْرَعِ اَوْقَاتٍ كَبَرْقٍ يَبْدُو مِنْ جِهَةٍ فَاِذَا هِيَ مُشْرِقَةٌ فِي جِهَاتٍ فَكَذٰلِكَ يَكُونُ فِي هٰذَاالزَّمَانِ. فَلْيَسْمَعْ مَنْ يَكُوْنُ لَهُ اُذُنَانِ. وَيُنْفَخُ فِي الصُّورِ لِاِشَاعَةِ النُّوْرِ وَيُنَادِى الطَّبَائِعُ السَّلِيْمَةُ لِلْاِهْتِدَاءِ .فَيَجْتَمِعُ فِرَقُ الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ وَالشِّمَالِ وَالْجُنُوْبِ بِاَمْرٍ مِنْ حَضْرَةِ الْكِبْرِيَاءِ۔

(خطبہ الہامیہ ۱۳۱۹ھ۔ مطبع ضیاء الاسلام قادیان، روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۸۴، ۲۸۶)

یعنی مدبروں کی تدبیر کے بغیر تمام چیزیں اوپر سے نیچے آئیں گی گویا مسیح بارش کی طرح فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے اترے گا۔ انسانی تدبیروں اور دنیاوی حیلوں کے بازوؤں پر اس کا ہاتھ نہ ہوگا۔ اور اس کی دعوت اور حجت زمین میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائے گی۔ اس بجلی کی طرح جو ایک سمت میں ظاہر ہو کر ایک دم میں سب طرف چمک جاتی ہے۔ یہی حال اس زمانہ میں واقعہ ہوگا۔ پس سن لے جس کو دو کان دیئے گئے ہیں اور نور کی اشاعت کے لئے صور پھونکا جائے گا اور سلیم طبیعتیں ہدایت پانے کے لئے پکاریں گی۔ اس وقت مشرق اور مغرب، شمال اور جنوب کے فرقے خدا کے حکم سے جمع ہو جائیں گے۔

اس پیشگوئی میں آسمان سے نازل ہونے والی بارش، فرشتوں، بجلی اور چاروں سمتوں کا ذکر قابل توجہ ہے۔ کیونکہ یہ سب باتیں اس پیشگوئی میں مشترک ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی آمد ثانی کے لئے کی ہے۔

☆......☆......☆

ایک مقدس خواہش

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے"۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ۔ صفحہ ۳۴۔ سٹیم پریس قادیان، طبع سوم ۱۹۳۵ء)

دنیا کے کسی بھی قانون اور طریق سے اس خواہش کے پورا ہونے کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ ایک مکان کے گرد کروڑوں بلکہ اربوں احمدیوں کے مکانات ہوں اور ہر ایک گھر کی کھڑکی کھلے یہ ناممکن ہے۔ مگر اس خدا نے جس نے خود ایک پاک دل میں یہ خواہش پیدا کی تھی اسے ممکن کر دکھایا ہے اور آج ایم ٹی اے کی شکل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک ایسا عالمی مکان میسر آگیا ہے جس کے چاروں طرف احمدی بستے ہیں اور ہر گھر سے ہر وقت رابطہ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ اور اس کا مقرر

کردہ نظام ہمہ وقت تمام احمدیوں کی رہنمائی پر مستعد ہے صرف ٹیلی ویژن کی کھڑکی کھولنے کی دیر ہے اور روحانی مائدہ سے سیر ابی شروع ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کو حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے جنوری ۱۹۰۰ء میں تحریر فرمایا اور جیسا کہ آئندہ سطور میں ذکر کیا جائے گا ۱۹۰۱ء سے خدا تعالیٰ نے اس خواہش کی تکمیل کے سامان شروع فرمادئے جو اس زمانہ میں اپنے کمال کو پہنچ گئے ہیں اور ابھی مزید دو طرفہ تعلقات کے ذریعہ ٹیلی ویژن کی کھڑکی اور زیادہ مؤثر ہو جائے گی۔

حضرت مصلح موعودؓ کی بشارت

حسن و احسان میں حضرت مسیح موعودؑ کے نظیر حضرت مصلح موعودؓ نے بھی مختلف رنگوں میں اس عالمی مواصلاتی نظام کی خبر دی۔ کہیں واضح بشارات اور کہیں ایسی پاک خواہش کے طور پر جسے خدا نے پیشگوئی میں تبدیل کر کے پورا فرمایا۔

۱۹۳۶ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر پہلی دفعہ لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا گیا۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اس ایجاد کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا نشان قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"میں سمجھتا ہوں یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک نشان ہے کیونکہ رسول کریم ﷺ نے یہ خبر دی تھی کہ مسیح موعود اشاعت کے ذریعہ دین اسلام کو کامیاب کرے گا اور قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کا زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نشان کی صداقت کے لئے پریس جاری کر دئے اور پھر آواز پہنچانے کے لئے لاؤڈ سپیکر اور وائرلیس وغیرہ ایجاد کرائے اور اب تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا دن بھی آسکتا ہے کہ مسجد میں وائرلیس کا سیٹ لگا ہوا ہو اور قادیان میں جمعہ کے روز جو خطبہ پڑھا جا رہا ہو وہی تمام دنیا کے لوگ سن کر بعد میں نماز پڑھ لیا کریں"۔ (روزنامہ الفضل قادیان ۲۹/دسمبر ۱۹۳۶ء)

☆......☆......☆

عالمی درس القرآن

مسجد اقصیٰ قادیان میں پہلی دفعہ ۷/جنوری ۱۹۳۸ء کو لاؤڈ سپیکر لگا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس دن خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"اب وہ دن دور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ساری دنیا میں درس و تدریس پر قادر ہو گا۔ ابھی ہمارے حالات ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے، ابھی ہمارے پاس کافی سرمایہ نہیں اور ابھی عملی دقتیں بھی ہمارے راستے میں حائل ہیں۔ لیکن اگر یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ہی یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں گی تو بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن اور حدیث کا درس دیا جا رہا ہو اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمنی کے لوگ اور آسٹریلیا کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور اسی طرح تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائرلیس سیٹ لئے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔ یہ نظارہ کیا ہی شاندار نظارہ ہو گا اور کتنے ہی عالیشان انقلاب کی یہ تمہید ہو گی کہ جس کا تصور کر کے بھی آج ہمارے دل مسرت و انبساط سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ (روزنامہ الفضل قادیان ۱۲/جنوری ۱۹۳۸ء)

الفضل کے مطالعہ کے دوران اس حوالے پر خاکسار کی نظر پڑی اور حضور کی خدمت میں بھجوانے کی توفیق ملی تو حضور نے اپنے عالمی درس القرآن ۱۹/فروری ۱۹۹۵ء کے دوران یہ حوالہ پڑھ کر سنایا اور انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ فرمایا:

"اس وقت میں دس سال کا تھا......... میرے جیسے جاہل نادان بچے کا وہاں موجود ہونا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ وہ لڑکا ہو گا جو اٹھے گا اور اس پیشگوئی کا مصداق بنے گا"۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ ۷/جنوری کو حضرت مصلح موعودؓ نے یہ اعلان فرمایا اور ۷/جنوری کو ہی ایم ٹی اے کی باقاعدہ نشریات شروع ہوئیں۔

☆......☆......☆

احمدیت کی فجر

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے سورۃ الفجر کی ابتدائی آیات " وَالفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَ الشَّفْعِ وَالوَتْرِ وَاليْلِ اِذَا يَسْرِ " سے استنباط کرتے ہوئے ٹھوس دلائل کے ساتھ احمدیت کی ترقی کے کئی ادوار کا ذکر کیا اور ۱۹۴۵ء میں پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:

"آخری ترقی خواہ کچھ لمبے عرصے کے بعد ہو احمدیت کی ایک فتح آج سے آٹھ سال بعد ہو گی یا آج سے ۳۷ سال بعد ہو گی یا آج سے ۴۶ سال بعد ہو گی یا ان سالوں کے لگ بھگ وہ فتح ظاہر ہو جائے گی کیونکہ پیشگوئیوں میں دن نہیں گنے جاتے بلکہ ایک موٹا اندازہ بتایا جاتا ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان چاروں اوقات میں چار مختلف قسم کی فتوحات ظاہر ہوں"۔

Heating & Electrical Services

Heating Installation - Service - Repair

Landlord Certificates & All type of Electrical Work undertaken

Corgi & C.I.T.B Registered

Call Mr. Hafeez : 0181-683-0342

Mr. Zaheer : 07931-781601

(تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۵۲۹ تفسیر سورۃ الفجر)

۱۹۴۵ء میں جب حضور کے بیان کردہ سالوں کو جمع کیا جائے تو یہ علی الترتیب ۱۹۵۳ء، ۱۹۸۲ء اور ۱۹۹۱ء قرار پاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے بعد جماعت ترقیات کے نئے ادوار میں داخل ہوتی ہے۔

☆...... ۱۹۵۳ء کے فسادات کے بعد۔

☆...... ۱۹۸۲ء میں خلافت رابعہ کے قیام کے بعد۔

☆...... ۱۹۹۱ء میں حضور کے قادیان تشریف لے جانے کے بعد۔

اگست ۱۹۹۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے خطبات چار براعظموں میں نشر ہونے شروع ہوئے۔ اس طرح چاروں پہلوؤں سے سورۃ الفجر کے باریک اشارے اظہر من الشمس ہو گئے۔

☆......☆......☆

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تصریحات

جوں جوں ان پیشگوئیوں کے رو بہ عمل ہونے کا زمانہ قریب آتا گیا۔ الٰہی تفہیمات بھی واضح ہوتی چلی گئیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو خدا تعالیٰ نے معین سالوں کی بھی خبر دے دی جن میں اس واقعہ کا آغاز ہونا تھا۔ چنانچہ آپ نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے ایک ماہ بعد فرمایا:

"میں جماعت کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت کے لئے نہایت اہم ہیں کیونکہ دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا ہونے والا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کونسی خوش قسمت قومیں ہونگی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل ہونگی۔ وہ افریقہ میں ہونگے یا جزائر میں یا دوسرے علاقوں میں لیکن میں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب دنیا میں ایسے ممالک پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کر لے گی اور وہاں حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہو گی"۔

(خطبہ جمعہ ۱۰/دسمبر ۱۹۶۵ء۔ روزنامہ الفضل ربوہ ۹/جنوری ۱۹۶۶ء)

پچیس تیس سال کا یہ زمانہ ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۵ء کا درمیانی عرصہ ہے۔ چنانچہ آپ نے بعد میں ان معین سالوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ء کے درمیان خدا تعالیٰ دنیا کو ایک ایسی روحانی تجلی دکھائے گا جس سے غلبہ اسلام کے آثار بالکل نمایاں اور واضح ہو جائیں گے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۴/اگست ۱۹۷۳ء)

☆......☆......☆

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بشارات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظم جو پہلی دفعہ ۲۷/دسمبر ۱۹۸۳ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر پڑھی گئی اس میں آپ نے دشمنوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہات میں سدا
تیری آواز اے دشمن بدنوا دو قدم دور دو تین پل جائے گی

یہ الفاظ تو حضور کے تھے مگر الٰہی تقدیر اور تصرف کے تابع تھے جن میں شش جہات میں حضور کی آواز پہنچنے کی تحدی کی گئی تھی۔ حضور نے اس شعر کے متعلق ایک خط کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"ایک صاحب نے یہ لکھا کہ جب ہم یہ خطبہ سن رہے تھے تو مجھے آپ کا وہ شعر یاد آگیا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کہ:

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہات میں سدا
تیری آواز اے دشمن بدنوا دو قدم دور دو تین پل جائے گی

اس نے لکھا کہ اب میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ آواز ساری دنیا میں پھیل رہی ہے۔

اس پر مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بظاہر اتفاقی باتیں ہوتی ہیں خدا تعالیٰ جب ان میں تقدیر ڈالتا ہے تو الفاظ درست ہو جایا کرتے ہیں۔ عام طور پر "چار دانگ عالم میں" "ساری دنیا میں" "چاروں طرف" کے محاورے استعمال کئے جاتے ہیں۔ آواز کے شش جہات میں پھیلنے کا محاورہ میرے علم میں نہیں آیا کہ پہلے کبھی استعمال ہوا ہو۔ لیکن اس وقت میں نے بغیر سوچے ہوئے یعنی بغیر کوشش کے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں یا کیا کہہ رہا ہوں 'شش جہات' کا لفظ مجھے اچھا لگا اور وہی محاورہ میرے منہ سے نکلا اور اب ٹیلی ویژن کے ذریعے شش جہات میں جو استعمال ہو رہی ہیں کیونکہ چاروں طرف کا سوال نہیں ہے۔ آواز اور تصویر پہلے آسمان کی طرف جاتی ہے پھر آسمان سے زمین کی طرف اترتی ہے پھر چاروں طرف پھیلتی ہے تو خدا تعالیٰ نے شش جہات کے لفظ بھی پورے فرما دئے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بعض دفعہ تصرفات کے تابع بعض الفاظ انسان کے منہ سے نکلتے ہیں خود کہنے والے کو ان کی کنہہ کا علم ہی نہیں ہوتا کہ میں کیوں کہہ رہا ہوں اور بعد میں یہ بات کیا بن کر نکلے گی تو یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۲/جنوری ۱۹۹۳ء)

☆......☆......☆

ایک رؤیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۹/جون ۱۹۸۶ء کو خطبہ عیدالفطر میں اپنی تازہ رؤیا بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے رؤیا میں دیکھا کہ قادیان میں بہشتی مقبرہ کے ساتھ جو بڑا باغ کہلاتا ہے وہاں سڑک کے پاس کھڑا ہوں اور حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم ایسی صحت کے ساتھ کہ اس سے پہلے میں نے اپنی زندگی میں آپ کو ایسی صحت میں کبھی نہیں دیکھا تھا سیدھی چلتی ہوئی اور تنہا ہیں، کوئی اور ساتھ نہیں ہے وہ میری طرف ایک عجیب پیاری مسکراہٹ کے ساتھ بڑھتی ہوئی چلی آرہی ہیں۔ گویا میری ہی آپ کو تلاش تھی۔ اس وقت میرے دل کی کیفیت عجیب ہے۔ میں بے قرار ہوں کہ دونوں ہاتھوں سے آپ کا ہاتھ تھاموں اور اسے بوسے دیتا چلا جاؤں۔

حضرت اماں جان (جن کا نام نصرت جہاں پیش نظر رہنا چاہئے۔ اسی میں دراصل بڑی خوشخبری ہے۔ ویسے آپ کی ذات بھی بڑی مبارک تھی اس

میں بھی کوئی شک نہیں۔ لیکن ذات کے ساتھ نام مل کر ایک مکمل خوشخبری بنتی ہے) آپ مجھے دیکھ کر ایک شعر پڑھتی ہیں۔ وہ شعر تو مجھے یاد نہیں رہا اور میں اسے خواب کے دوران بھی شرمندگی اور انکساری کی وجہ سے یاد رکھنا نہیں چاہتا تھا، یعنی مجھے دہراتے ہوئے بھی شرم محسوس ہو رہی تھی۔ اس شعر کا مضمون کچھ اس قسم کا تھا کہ جیسے "شمع کو خود اپنے پروانے کی تلاش تھی اور شمع اپنے پروانے کے پاس آگئی ہے"۔

ناقابل بیان لذت تھی اس شعر میں۔ ایسا روحانی سرور تھا کہ کوئی دوسرا انسان جو اس تجربے سے نہ گزرا ہو اس کو اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ اس شعر کو حضرت اماں جان نے دو تین مرتبہ پڑھا اور وہی پاکیزہ فرشتوں کی سی مسکراہٹ آپ کے چہرے پر تھی......... اس کے ساتھ وہ زیر لب وہ شعر پڑھتی رہیں اور میں نے جواب میں کوئی شعر پڑھا اور یہ بتانے کی خاطر کہ میں اس لائق کہاں۔ اس شعر میں ایک پنجابی لفظ استعمال کیا "جی آیاں نوں"۔

حضرت اماں جان مسکرائیں اور مجھے فوراً خیال آیا کہ اس لئے مسکرا رہی ہیں کہ تم اپنے جوش میں یہ بھول گئے ہو کہ اردو میں پنجابی ملا رہے ہو لیکن خواب میں اس رؤیا کے وقت اس سے بہتر محاورہ مجھے نظر نہیں آیا کہ آپ آئی ہیں تو جی آیاں نوں۔ اہل پنجاب اس محاورے کی لذت سے آشنا ہیں۔ بے اختیار جب بہت ہی پیار آئے کسی آنے والے پر اور انسان اپنے آپ کو اس لائق نہ سمجھے کہ وہ آنے والا اسے اعزاز بخش رہا ہے، اسکے گھر چلا آیا ہے، تو بے اختیار پنجاب میں خصوصاً عورتوں کے منہ سے یہ آواز نکلتی ہے، یہ نعرہ بلند ہوتا ہے 'جی آیاں نوں'۔ 'جی آیاں نوں'۔

اس کے ساتھ حضرت اماں جان مجھے لے کر جو دارالشیوخ کا علاقہ ہے سڑک کے پار کوئی حویلی ہے اس میں لے جاتی ہیں اور اس پر وہ خواب ختم ہو گئی"۔

حضور نے اس رؤیا کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"اس میں جماعت کے لئے بھی پیغام ہے اور دشمنوں کے لئے بھی کہ تم ایک ملک میں اس کی ترقی روکنا چاہتے ہو مگر خدا سارے جہان میں اپنی نصرتیں لے کر آئے گا اور تمام جہان میں اس جماعت کو غلبہ نصیب فرمائے گا"۔

(خطبہ عیدالفطر ۹رجون ۱۹۸۶ء)

اس نصرت الٰہی کی تفصیل میں خصوصی بشارت بھی موجود تھی کہ امام یعنی شمع جو اپنے پروانوں کے لئے بے قرار ہے اسے خدا یہ توفیق عطا فرمائے گا کہ وہ اپنے پروانوں کے پاس پہنچ جائے۔

اور اردو میں پنجابی ملانے سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ یہ واقعہ اردو دانوں اور اہل پنجاب کے لئے خاص طور پر خوشی کا موجب ہو گا جیسا کہ واقعات ظاہر کر رہے ہیں۔

الغرض ان تمام پیشگوئیوں کے الفاظ مختلف ہیں، تمثیلات مختلف ہیں مگر ان کے اندر ایک ربط موجود ہے۔ سب کا منشاء ایک ہی ہے۔ سب کی انگلی ایک سمت اٹھ رہی ہے۔ اور سب نے مل کر ایم ٹی اے کے وہ رنگ پیدا کئے ہیں جو آج کل احمدیت کی سچائی کو دنیا پر آشکار کر رہے ہیں۔

☆......☆......☆

ایم ٹی اے کا سفر

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا نظام جماعت احمدیہ کے لئے محض ایک سائنسی ایجاد نہیں۔ قرآن اور احمدیت کی صداقت کا زبردست نشان ہے۔ یہ محض ایک تکنیکی پروگرام نہیں امام اور جماعت کے باہم تعلق اور بے پناہ محبتوں کا مظہر ہے۔ اس ٹی وی کی نس نس میں قربانیوں اور عقیدتوں کا زندہ لہو دوڑتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے امام اور جماعت کے مابین پیار کے ایسے اٹوٹ رشتے ہیں جو باہمی دید سے تسکین پاتے ہیں اور صوتی لہروں سے قرار پکڑتے ہیں۔ جماعت آغاز ہی سے اپنے امام کو دیکھنے اور سننے کی مشتاق رہی ہے اور اس میں ہمیشہ زیادتی ہی ہوئی ہے کمی کا کوئی عنصر نہیں لیکن ایک انسان کا دیدار اور سماعت کلام ایک محدود فاصلے سے ہو سکتی ہے۔ غیر معمولی فاصلوں کے لئے سائنسی ذرائع اختیار کرنے پڑتے ہیں اور یہ بھی خدا تعالیٰ کا عجیب فضل ہے کہ جوں جوں جماعت میں وسعت پیدا ہوتی چلی گئی اللہ تعالیٰ وہ تمام مطلوبہ ذرائع میسر فرماتا رہا۔

اس ارتقائی عمل کو نقشہ پر دکھایا گیا ہے۔ کس طرح براہ راست خطاب کا نظام عروج کو پہنچتا رہا۔ اور دوسری طرف ریکارڈنگ کا نظام بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں شروع ہو چکا تھا اور دونوں نظام ایم ٹی اے پر آکر متصل ہو چکے ہیں۔

☆......☆......☆

امام کا خطاب

براہ راست خطاب	ریکارڈنگ
آواز آگے پہنچانے کے لئے	
آدمیوں کا انتظام	ٹیپ ریکارڈنگ
لاؤڈ سپیکر	——— ویڈیو ریکارڈنگ
ریڈیو پر جزوی استفادہ	
ٹیلی فون کے ذریعہ خطاب	
ٹیلی ویژن	ایم ٹی اے

آیئے اب دونوں نقشوں پر کسی قدر تفصیلی نظر دوڑائیں۔

بدلتے ہوئے مناظر

یہ ۲۷ردسمبر ۱۸۹۱ء کا دن ہے۔ جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ مسجد اقصیٰ قادیان میں ۷۵ افراد ہمہ تن گوش ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام سن رہے ہیں۔

۲۵ر مارچ ۱۹۰۹ء

جماعت احمدیہ کا دسمبر ۱۹۰۹ء کا جلسہ سالانہ ۲۵ر تا ۲۷ر مارچ ۱۹۱۰ء منعقد ہوا۔ اس کے شرکاء ۳۰۰۰ سے زائد تھے۔ ۲۵ر مارچ کو جمعہ تھا اور کثرت مخلوق کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی آواز دور تک نہیں پہنچ سکتی تھی اس لئے آپ نے چار افراد کو مقرر کیا تاکہ وہ آپ کے مبارک کلمات آگے پہنچاتے رہیں۔ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا جب ایسا انتظام کرنا پڑا۔

(تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۲۵)

اس کے بعد حسب حالات یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ۱۹۳۶ء کے جلسہ سالانہ پر پہلی دفعہ لاؤڈ سپیکر استعمال کیا گیا۔ اس جلسہ کی حاضری ۲۵۰۰۰ سے زائد تھی۔

☆...... ۱۹۳۷ء کے جلسہ سالانہ مستورات پر حضرت مصلح موعودؓ کی تمام تقاریر بذریعہ لاؤڈ سپیکر مردانہ جلسہ گاہ سے سنی گئیں۔

☆......۷رجنوری ۱۹۳۸ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں پہلی دفعہ لاؤڈ سپیکر لگا اور حضرت مصلح موعود نے اس کے ذریعہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

☆......۱۹رفروری ۱۹۴۰ء کو حضرت مصلح موعودؓ کی اپنے عقائد کے بارہ میں تقریر بمبئی ریڈیو اسٹیشن سے پڑھ کر سنائی گئی۔

☆......۲۵رمئی ۱۹۴۱ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے لاہور ریڈیو سٹیشن سے عراق کے حالات پر تبصرہ کے موضوع پر تقریر فرمائی جسے دہلی اور لکھنؤ کے ریڈیو سٹیشنز نے بھی نشر کیا۔

☆......دسمبر ۱۹۸۰ء: جلسہ سالانہ پر آنے والے غیر ملکی وفود کے لئے غیر زبانوں میں تراجم کا انتظام کیا گیا۔

☆......یکم جنوری ۱۹۸۵ء: ناروے کے سٹیٹ ریڈیو سٹیشن سے جماعت احمدیہ کا مستقل پروگرام نشر ہونا شروع ہوا۔

☆......۲۴ر مارچ ۱۹۸۹ء: احمدیت کی دوسری صدی کا پہلا خطبہ جمعہ ماریشس اور جرمنی میں بذریعہ ٹیلی فون براہ راست سنایا گیا۔

☆......۱۸رجنوری ۱۹۹۱ء: حضور کا خطبہ انگلستان سمیت ۶ ممالک میں سنایا گیا۔ یعنی جاپان، جرمنی، ماریشس، امریکہ، ڈنمارک۔

☆......۲۳رجون ۱۹۹۱ء: حضور ایدہ اللہ کا خطبہ عیدالاضحیٰ ۲۴ ممالک میں سنا گیا۔

☆......جولائی ۱۹۹۱ء: جلسہ سالانہ انگلستان پر حضور کے خطابات ۱۱ ممالک میں براہ راست سنے گئے۔ ان کا سات زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔

☆......جولائی ۱۹۹۲ء: جلسہ سالانہ انگلستان براہ راست ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔

☆......۲۱راگست ۱۹۹۲ء: حضور کے خطبات جمعہ سیٹلائٹ کے ذریعہ چار براعظموں میں نشر ہونا شروع ہوئے یعنی یورپ، ایشیا، افریقہ، آسٹریلیا۔

☆......۷رجنوری ۱۹۹۴ء سے باقاعدہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی روزانہ سروس کا آغاز ہوا اور یورپ میں تین گھنٹے روزانہ اور ایشیا اور افریقہ میں روزانہ بارہ گھنٹے کے پروگرام نشر ہونا شروع ہوئے۔

☆......☆......☆

یکم اپریل ۱۹۹۶ء
ایک سنگ میل

اس تاریخی دن ایم ٹی اے کی ۲۴ گھنٹے کی نشریات کا آغاز ہوا۔ اس موقعہ پر لندن میں ایک بہت ہی پر مسرت تقریب منعقد ہوئی جس سے حضور ایدہ اللہ نے خطاب فرمایا اور ایم ٹی اے کی تاریخ، مقاصد اور درپیش مشکلات اور افضال الٰہی پر جذب و کیف کے عالم میں وجد آفریں خطاب فرمایا۔ یہ خطاب تمام دنیا کی جماعتوں نے براہ راست سنا اور اس دن کو جشن کے طور پر منایا۔

☆......☆......☆

۲۱رجون ۱۹۹۶ء

اس نادر نظام نے ایک اور اہم موڑ لیا۔ حضور کے سفر کینیڈا کے موقعہ پر دوطرفہ رابطوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس طرح کہ انگلستان میں حضور کا خطبہ نشر ہو رہا تھا اور لندن کی تصاویر کینیڈا پہنچ رہی تھیں اور تمام دنیا کے احمدی ان دونوں تصاویر کو بیک وقت دیکھ کر حمد و ثنا کر رہے تھے۔ حضور نے اس موقعہ پر فرمایا:

"گزشتہ ایک موقعہ پر میں نے جماعت سے یہ گزارش کی تھی کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ دن آئیں گے جب ہم دوطرفہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔ پس آج کے مبارک جمعہ سے اس دن کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس وقت انگلستان میں مختلف مراکز میں بیٹھے ہوئے احمدی ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ان کی تصاویر یہاں پہنچ رہی ہیں اور بیک وقت ہم ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں......... اب دیکھ لیجئے امام مسجد فضل لندن عطاء المجیب راشد ہمیں سامنے دکھائی دے رہے ہیں۔ وہ مجھے دیکھ رہے ہیں، میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔ ان کے پیچھے جو مختلف احباب جماعت لندن کے کھڑے ہیں وہ بھی ہاتھ ہلا رہے ہیں اور بیک وقت ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں اور مجھے وہ سن رہے ہیں لیکن ان کے دل کی دھڑکن مجھے بھی سنائی دے رہی ہے۔ یہ دراصل ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جو ایک پہلو سے تو بارہا پوری ہو چکی۔ اب ایک نئے پہلو سے بھی پوری ہو رہی ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ بہت بڑے بزرگ بہت پائے کے امام تھے اور عارف باللہ تھے اس میں قطعاً ایک ذرّے کا بھی شک نہیں۔ آپ نے فرمایا ہمارے امام القائم کے زمانے میں یعنی مسیح موعود و مہدی معہود کے زمانے میں مشرق میں رہنے والا مومن مغرب میں رہنے والے اپنے دینی بھائی کو دیکھ سکے گا۔ اسی طرح مغرب میں بیٹھا ہوا مومن اپنے مشرق میں مقیم بھائی کو دیکھ سکے گا۔ جہاں تک دوطرفہ رؤیت کا تعلق ہے وہ تو بالبداہت درج ہے اور بعینہ اسی طرح ہو رہا ہے لیکن جہاں تک آواز کا تعلق ہے یہ پیشگوئی نہیں تھی کہ دونوں ایک دوسرے کو بھی سن سکیں گے۔ پس ایک طرف سے تو یہ آواز پہنچ رہی ہے اور تصویر بھی اور دوسری طرف بھی تصویریں بھی پہنچ رہی ہیں اور یہ آغاز ہے۔ آگے انشاء اللہ ایسے دن آئیں گے کہ مشرق و مغرب کی جماعتیں ٹیلی ویژن کے اعلیٰ انتظامات کے ذریعہ بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکیں گی۔ ایک ایسا عالمی جلسہ ہو گا جس کی کوئی نظیر کبھی دنیا میں پیش نہیں کی جا سکتی نہ کی جا سکے گی۔ اب بھی اللہ

باقی صفحہ نمبر ۲۲ پر ملاحظہ فرمائیں

شہیدانِ وفا کی داستاں

شہیدانِ وفا کے خوں سے اس کی داستاں بھی لکھ
مؤرخ لکھ، شبِ غم کا یہ بابِ ضوفشاں بھی لکھ

جبینِ دہر پہ تحریر ہے کتنے فسانوں کی
خمیدہ تن خرد مندوں کشیدہ سر جیالوں کی
کہیں برباد شہروں کی کہیں عالم پناہوں کی
تجارت پیشہ آقاؤں ستم دیدہ غلاموں کی
ہوئی تاریخ کیوں مرقوم یہ سِرِّ نہاں بھی لکھ
مؤرخ لکھ ....

ازل سے کس یقیں پر حق پرستوں نے وفا کی ہے
چھلنی ہوئے لیکن تواتر سے صدا کی ہے
لِٹا دو چاہے انگاروں پہ چاہے خاک کر ڈالو
اَحد کہتے رہیں گے ہم، یہی صورت بقا کی ہے
رہِ مولیٰ میں ہی جائے اگر جاتی ہے جاں بھی لکھ
مؤرخ لکھ..........

ذرا لکھ تو سہی الزام کیا آئے شہیدوں پر
لہو جب بہہ چکا سارا تو کیا گزری یزیدوں پر
وہ کیسی مصلحت تھی جو چراغوں کو بجھا آئی
وہ کیسے فیصلے تھے جو ہوئے چمکیلی میزوں پر
ہوا کیا کچھ لٹیرے بن گئے جب حکمراں بھی لکھ
مؤرخ لکھ..........

سبب کیا ہے کہ ان کی فتنہ سامانی نہیں جاتی
فقیہ و شیخ کے سینے کی ویرانی نہیں جاتی
قیامِ سنّت توحید کے ہیں مدّعی لیکن
کسی سے دین کی صورت تو پہچانی نہیں جاتی
کھلاتی ہے سرِ منبر جو گُل ان کی زباں، بھی لکھ
مؤرخ لکھ..........

خدا کے گھر سے جانے کیا اسے طرفہ عداوت ہے
یہ قومِ اَبرہہ ہے کہ مرے آقاؐ کی امت ہے
خدا نے جو نہیں اس کو دیا حق اس کی داعی ہے
قبول اس کو طریقت ہے نہ آئینِ شریعت ہے
گراں اس کی سماعت پر ہوا حرفِ اذاں بھی لکھ
مؤرخ لکھ..........

رہا خوفِ خدا باقی نہ اب سینوں میں غیرت ہے
جدا اسمِ محمدؐ سے ہوئے ایسے کہ حیرت ہے
مسلماں تُل گئے خود کلمہ طیّب مٹانے پر
زمین و آسماں ماتم کناں ہیں کیا قیامت ہے
بھلا کس دور میں ایسے ہوئے ہیں مہرباں بھی، لکھ
مؤرخ لکھ..........

مؤرخ! دیکھنا یہ بات رہ جائے نہ باتوں میں
محمدؐ کی غلامی میں ہوں قرآں جن کے ہاتھوں میں
دعا سے جن کی ہنگامہ ہو برپا آسمانوں میں
ہوں روشن جن کے سجدے آنسوؤں سے چُور راتوں میں

انہیں مل کر مٹا سکتا نہیں سارا جہاں بھی لکھ
مؤرخ لکھ، شبِ غم کا یہ بابِ ضوفشاں بھی لکھ

(جمیل الرحمن - ھالینڈ)

بقیہ: جلسہ سالانہ بلجیم از صفحہ ۱۶

استقبالیہ گیٹ اور مشن کے احاطہ میں اجلاس کی رونق دیکھ کر خود ہی تشریف لے آئیں۔ اس وقت فرنچ سوال و جواب پروگرام میں شامل ہونے والوں کو کھانا پیش کیا جا رہا تھا۔ کھانے کے بعد مبلغ سلسلہ نے انہیں جماعت کا تعارف کروایا مختلف سٹالز دکھائے۔ بک سٹال اور نمائش دیکھی۔ اس خاتون نے فرنچ ترجمہ والا نسخہ قرآن مجید اور ۳-۴ دیگر کتب خریدیں اور کافی دیر تک رک کر جلسہ کے پروگرام کو دیکھا۔

فلیمش تبلیغی پروگرام

یہ پروگرام ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت ہالینڈ کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد محترم امیر صاحب ہالینڈ نے مہمانوں کے سامنے احمدیت کے بارہ میں تقریر کی۔ اس تقریر کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ سوالات کے جوابات محترم عبدالحمید صاحب آف ہالینڈ اور محترم امیر صاحب ہالینڈ نے دیئے۔ یہ مجلس بھی ڈیڑھ گھنٹہ سے زائد عرصہ تک جاری رہی۔ مہمانوں میں بلجیم عرب اور افریقن دوست شامل تھے۔ انکی تعداد ۱۸ تھی۔ مہمانوں میں ہمارے علاقہ DILBEEK کے میئر Mr Steafan Plateau اور انسپکٹر پولیس بھی شامل تھے۔ پروگرام کے بعد میئر سمیت مہمانوں کے تاثرات بھی ریکارڈ کئے گئے اور بعد میں ان کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ مشن ہاؤس میں دونوں پروگراموں کے مہمانوں کو ایم ٹی اے بھی دکھایا گیا اور نمائش بھی دکھائی گئی۔ فوڈ سٹال اور بک سٹال دکھایا گیا۔ بعض مہمانوں نے کتب بھی خریدیں۔

اردو مجلس سوال و جواب

رات کے کھانے کے بعد اردو میں سوال جواب کی مجلس ہوئی۔ محترم نصیر احمد شاہد صاحب مبلغ بلجیم نے احباب جماعت اور لجنہ کی طرف سے کئے گئے سوالات کے جواب دیئے۔ یہ پروگرام گھنٹہ بھر چلتا رہا۔ اس کے بعد نماز مغرب اور عشاء ادا کی گئی۔

تیسرا دن ۲۷ جون بروز اتوار

تیسرے اور آخری دن کا آغاز بھی نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد درس حدیث سے ہوا۔

اجلاس اول کی صدارت محترم منیر احمد صاحب بھٹی نے کی۔ اس اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو ترجمہ سے ہوا۔ نظم کے بعد اس اجلاس میں بھی دو تقاریر ہوئیں۔ جو محترم مظفر احمد خان صاحب اور محترم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب نے بالترتیب "احمدیت پر اعتراضات کے جواب" اور "مصلح آخرالزماں" کے موضوع پر کیں۔ اس کے بعد دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر اور عصر کا وقفہ ہوا۔

اختتامی اجلاس

ظہر اور عصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد اختتامی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ یہ اجلاس محترم ھبۃ النور صاحب فرحاخن امیر جماعت ہالینڈ کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد محترم امیر صاحب بلجیم نے تقریر کی۔ بعد ازاں اختتامی خطاب محترم امیر صاحب ہالینڈ نے کیا۔ اس کے بعد اختتامی دعا ہوئی۔ اور یوں جماعتہائے احمدیہ بلجیم کا ساتواں جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہوا۔ شعبہ رجسٹریشن کے مطابق مہمانوں سمیت جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد ۴۲۵ رہی۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اس جلسہ کو کامیاب بنانے والے تمام رضا کار خدام، مرد وزن، بچوں اور مقررین جلسہ کو جزائے خیر دے۔ اور تمام شامل ہونے والے احمدیوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی جلسہ میں شامل ہونے والوں کے حق میں دعاؤں کا وارث بنائے اور غیر از جماعت مہمانوں کو اسلام کی سچائی سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق دے آمین۔

خطبہ جمعہ

خلافت ثالثہ کے دور میں شہید ہونے والے احمدیوں کی شہادت کا دلگداز تذکرہ

سفاک قاتلوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی پکڑ کے عبرتناک سلوک کے لرزہ خیز واقعات

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۱۸؍جون ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۸؍احسان ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی
بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العلمين – الرحمٰن الرحيم – ملك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْابِالصَّبْرِ وَالصَّلوٰةِ . اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. وَلَا تَقُوْلُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ. بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾۔(سورۃ البقرہ آیات ۱۵۴ تا ۱۵۵)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے مدد طلب کرتے رہو صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں انہیں مردے نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

آج کے خطبہ سے میں خلافت ثالثہ کے شہداء کا ذکر شروع کرتا ہوں۔ سب سے پہلے اس ضمن میں **رستم خان شہید مردان** کا ذکر ہوگا۔ یوم شہادت ۱۱؍فروری ۱۹۶۶ء۔ مکرم رستم خان صاحب شہید کو **خلافت ثالثہ کے دور میں پہلا شہید** ہونے کا امتیاز حاصل ہے۔ اگرچہ اُن کے حالات بہت حد تک جماعت کی تاریخ میں محفوظ ہیں لیکن اُن کے بعض بچوں نے حال ہی میں جو واقعات لکھ کر بھجوائے ہیں غالباً وہ زیادہ مکمل ہیں اس لئے انہی کے بیان پر اکتفاء کرتے ہوئے اس شہادت کا تذکرہ کرتا ہوں۔

نام رستم خان خٹک شہید۔ پشاور کے قریب ایک گاؤں جلوزئی کے رہنے والے تھے۔ خود احمدی ہوئے تھے اور اپنے گاؤں بلکہ آس پاس کے کئی گاؤں میں اکیلے احمدی تھے۔ احمدی ہونے پر سارا گاؤں اُن کا مخالف ہو گیا۔ اور انہیں گھر سے نکال دیا گیا، جائیداد سے عاق کیا گیا۔ ان پر مختلف طریقوں سے دباؤ ڈالا گیا کہ قادیانیت سے توبہ کرلو۔ ان کے بچوں میں پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ چچا وغیرہ چاہتے تھے کہ ان کی نسل کو ہی ختم کر دیا جائے۔ بیٹیوں کو گاؤں لے جا کر بیچنے کی سازش کی گئی۔ بیٹے کرنل عبدالحمید حال راولپنڈی کو بارہا جان سے مارنے کی کوشش کی گئی۔ شہید اپنی سروس کے سلسلے میں زیادہ تر باہر رہتے تھے۔ گاؤں کی مسجد کے مولوی نے فتویٰ دیا کہ جو کوئی رستم خان کی نسل کو ختم کرے گا وہ جنّتی ہوگا۔ ان کی بیگم کو ایک دو دفعہ کسی مرگ پر گاؤں جانا ہوا تو کھانے پینے کے برتن الگ ہوتے تھے۔ سب اچھوتوں والا سلوک کرتے تھے۔ کھانے میں زہر ملانے کی بھی سازش کی گئی جو کہ ناکام ہوئی۔

جب ۹؍فروری ۱۹۶۶ء کو شہید کے والد کی وفات ہوئی تو ان کی لاش لے کر بچے گاؤں گئے۔ گاؤں پہنچتے ہی تمام گاؤں میں مولوی نے اعلان کیا کہ "لوگو! خوش ہو جاؤ، آج رستم خان قادیانی آیا ہے۔ اس کو قتل کر دو اور اس کی اولاد کو علاقہ غیر میں بیچ دو یا پھر گاؤں میں بیاہ دو۔ اس کا ایک بیٹا ہے اس کو مار ڈالو اور اب جو بھی ثواب کمانا چاہتا ہے، بہادر بنے اور سامنے آئے کیونکہ جنّت کمانے کا بڑا ذریعہ سامنے آیا ہے"۔

رات کو رستم شہید کے والد کی تدفین سے پہلے جب یہ اعلان ہوا تو انہوں نے اپنی بیگم کو بلا کر کہا کہ تم کسی طرح سے اپنے بھائیوں عبدالسلام اور عبدالقدوس کو اطلاع کرو کہ وہ تعزیت کے بہانے گاؤں آئیں اور بچوں کو ساتھ لے جائیں کیونکہ حالات ٹھیک نہیں ہیں اور مجھے بیٹیوں کا خطرہ ہے۔

دوسری طرف بیٹا عبدالحمید جو اُن دنوں کیڈٹ کالج حسن ابدال میں پڑھتا تھا اور اٹھارہ سال کا تھا، دادا کی وفات پر گاؤں آ رہا تھا۔ جونہی وہ گاؤں پہنچا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک شخص منہ پر ڈھاٹا باندھے گاؤں کے باہر جہاں ویگن رُکتی ہے، ایک جگہ چھپ کر بیٹھا ہوا تھا۔ عبدالحمید نے اُس کو دیکھ لیا اور پیچھے سے جا کر پکڑ لیا۔ دیکھا تو وہ اُس کا چچا تھا۔ اس نے کہا چچا آپ۔ چچا گھبرا کر بولا کہ ہاں مَیں تمہاری حفاظت کے لئے بیٹھا ہوں کیونکہ لوگ تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اُس نے جب یہ واقعہ اپنی امی کو سنایا تو وہ اور بھی پریشان ہو گئیں اور انہیں اور دوسرے بچوں کو ماموں کے آنے پر وہاں سے نکلوا دیا۔

دوسرے روز ۱۱؍فروری ۱۹۶۶ء کو رستم خان شہید صبح کی نماز کے لئے وضو کرنے کھیتوں کی طرف جا رہے تھے کہ فائر کی آواز آئی۔ ان کی بیگم یہ آواز سن کر باہر کی طرف بھاگیں۔ پیچھے سے رستم شہید کے بھائیوں نے پکڑ لیا لیکن وہ چونکہ پہلے سے چوکنا تھیں اس لئے اُن کو دھکا دے کر باہر نکل گئیں۔ باہر جا کر دیکھا تو دشمن اپنا کام کر چکے تھے اور ان کے خاوند راہِ مولا میں شہید ہو چکے تھے۔ اب وہ لوگ بچوں کو ڈھونڈنے لگے لیکن بچے تو وہاں سے پہلے ہی نکل چکے تھے۔ ان کی بیگم کو اللہ تعالیٰ نے صبر کی قوت دی۔ گاؤں کے مولوی نے آ کر کہا کہ کِس پر رپورٹ درج کرو گی۔ انہوں نے کہا یہ معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ تم سب لوگ راستے سے ہٹ جاؤ۔ میں اپنے خاوند کی لاش کو پشاور لے کے جاؤں گی اور وہاں ہماری جماعت کے لوگ دفن کریں گے۔ ایک بیوہ عورت کی دلجوئی کی بجائے تمام گاؤں والے ان پر دباؤ ڈالنے لگے کہ اس کو یہیں دفنا دو اور بچوں کو ہمارے سپرد کر دو تاکہ ہم انہیں پھر مسلمان بنا لیں۔

اس وقت ان کی بیگم نے نعش کے سامنے ایک تقریر کی کہ "آج تو میں اپنے خاوند کی لاش کو یہاں سے لے جا کر رہوں گی۔ لیکن یاد رکھنا کہ جس سچائی کو رستم خان نے پایا تھا، میں اور میری اولاد اُس سے مڑنے والے نہیں۔ انشاء اللہ رستم خان کی نسل پھیلے گی"۔ تمام لوگوں نے کہا کہ یہ عورت پاگل ہو گئی ہے۔ بجائے بَین کرنے کے بڑی بڑی باتیں کرتی ہے۔ اگلے دن ان کی بیگم شہید کی لاش لے کر پشاور آئیں اور وہاں تدفین ہوئی۔

دشمنوں کا انجام۔ ایک سال کے اندر اندر ان کے ایک بھائی جس نے ان کے بیٹے حمید کو بھی مارنے کی کوشش کی تھی، اُس کا جوان سال اکلوتا بیٹا کنوئیں میں ڈوب کر مر گیا۔ دوسرے چچا کے بیٹے کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ تیسرے چچا کو ناگہانی موت آ گئی۔ کچھ پتہ نہیں چلا کہ کیوں مرا۔ اور ایک چچا کا سارا گھر اچانک بارشوں سے گر گیا اور اُس کے دو بچے موقع پر ہی مَر گئے۔

رستم خان شہید کے پسماندگان۔ بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں چھوڑیں۔ بیٹا کرنل عبدالحمید خٹک راولپنڈی میں رہتے ہیں۔ بڑی بیٹی شمیم اختر صاحبہ کرنل نذیر احمد صاحب کی اہلیہ ہیں اور امریکہ میں قیام پذیر ہیں۔ دوسری بیٹی رقیہ بیگم صاحبزادہ جمیل لطیف صاحب کی اہلیہ ہیں۔ تیسری بیٹی یاسمین ڈاکٹر قاضی مسعود احمد صاحب امریکہ کی اہلیہ ہیں۔ چوتھی بیٹی نگہت ریحانہ بھی امریکہ میں ہیں اور ناصر احمد کی اہلیہ ہیں۔ پانچویں بیٹی ناہید سلطانہ صاحبہ کرنل اویس طارق صاحب کی اہلیہ ہیں اور کینیڈا میں مقیم ہیں۔

مولوی عبدالحق نور صاحب۔ تاریخ شہادت 21 دسمبر 1966ء۔ آپ قادیان کے قریب ایک گاؤں "بھٹیاں گوت" کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد مکرم الٰہی بخش صاحب ایک معروف زمیندار تھے اور ہندو، سکھ اور مسلمان سب آپ سے اپنے معاملات کے فیصلے کرواتے تھے۔ آپ نے چار سال تک بطور ہیڈ ماسٹر ملازمت کر کے ملازمت کو خیر باد کہہ دیا۔ لمبی سوچ بچار اور دعاؤں کے بعد 1934ء کے جلسہ سالانہ پر بیعت کی۔ بیعت کرنے کے فوراً بعد ہی آپ کی مخالفت شروع ہو گئی۔ آپ نے مخالف مولوی کو دعوتِ مباہلہ دی جس کی تحریر لکھی گئی جس میں آپ نے تحریر کیا "اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں تو سب سے پہلے مخالف مولوی کا بیٹا مرے گا اور اس کے بعد وہ خود بھی مر جائے گا"۔ چنانچہ مولوی محمد اسماعیل جس کے ساتھ آپ نے مباہلہ کیا

تھا مر گیا۔ یہ اطلاع آپ کے بھائی نے دی۔ آپ نے جوش میں آکر کہا کہ تحریر مباہلہ میں تو تھا کہ اس کا بیٹا پہلے فوت ہوگا۔ جاکر پتہ کرو کہ اس کا بیٹا فوت ہوا ہے کہ نہیں۔ چنانچہ پتہ کرنے سے معلوم ہوا کہ پہلے مولوی مذکور کا بیٹا فوت ہوا تھا اور پھر وہ مرا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر آپ کے بھائی نے بھی بیعت کرلی۔

زمیندارہ کا وسیع تجربہ ہونے کی وجہ سے آپ کو تقسیم ہند کے بعد محمود آباد، ناصر آباد اور دوسری اسٹیٹس میں کام کی نگرانی پر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۴۲ء میں آپ کرونڈی منتقل ہوگئے اور زمینوں کے ٹھیکے وغیرہ لینے شروع کئے۔ آپ بہترین داعی الی اللہ تھے۔ آپ کی تبلیغ سے آپ کے رشتہ داروں میں سے پچاس کے قریب احمدی ہوئے۔ کرونڈی جماعت کی داغ بیل آپ نے ہی ڈالی۔ شہادت کے وقت تک کرونڈی جماعت کے صدر رہے۔

واقعہ شہادت۔ دسمبر ۱۹۶۶ء کی بات ہے کہ بعض متعصب اور شرپسند عناصر نے آپ کے خلاف سکیم تیار کی اور آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا چنانچہ انہوں نے کرائے کے دو قاتل اس غرض کے لئے بھیجے۔ جو آپ کے پاس اس انداز سے آئے کہ گویا وہ بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ حسب معمول ان کو تبلیغ کرتے ہوئے شام کے وقت اپنے گھر لے آئے۔ ان کی خاطر مدارات کی، نمازیں باجماعت ادا کیں۔ پھر فجر کی نماز پر آپ نے خود پانی گرم کرکے ان کو وضو کروایا اور انہیں نماز پڑھائی اور نماز کے بعد انہیں باہر اپنے باغ میں لے آئے۔ وہاں کچھ دیر چارپائیوں پر بیٹھے رہے اور ان کو تبلیغ کی۔ پھر ان کو لے کر باغ کی سیر کروانے چلے گئے۔

آپ کے پوتے مقصود احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا یعقوب صاحب نے ان سے کہا کہ پتہ تو کرو، کافی دیر ہوگئی ہے، آئے نہیں۔ وہ کہتے ہیں میں جب باغ میں گیا تو میں نے دیکھا کہ ہمارا وہ مہمان جو مولوی عبدالحق صاحب کے ساتھ باغ میں گیا تھا بھاگ رہا ہے۔ مجھے شک پڑا تو میں نے اپنے چچا کو بھی آواز دی کہ ادھر آئیں۔ پھر ہم باغ میں ادھر اُدھر دیکھنے لگے۔ دادا جان کو دیکھا تو وہ شہید کردئے گئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہید مرحوم موصی تھے۔ ایک سال تک کرونڈی میں امانتاً دفن رہے پھر ربوہ میں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

بشیر احمد طاہر بٹ کنڈیارو ضلع نواب شاہ۔ تاریخ شہادت ۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء۔ رشید احمد بٹ صاحب ابن محمد دین بٹ صاحب کنڈیارو کے رہنے والے تھے۔ آپ کا اصل آبائی گاؤں سیالکوٹ تحصیل شکر گڑھ تھا۔ تلاش معاش کے سلسلے میں مختلف جگہوں پر پھرتے رہے اور آخر کار کنڈیارو ضلع نوابشاہ میں سکونت اختیار کی۔ بہت مہمان نواز اور ملنسار تھے۔ بہترین داعی الی اللہ تھے۔ عبادت گزار، سلسلہ کے فدائی، مرکز کی ہر تحریک پر لبیک کہنے والے اور ہر قسم کی قربانی دینے والے مخلص خادم سلسلہ تھے۔ ۲۶ر مئی ۱۹۷۴ء کو اسلامی جمعیت طلبہ کے ایک طالبعلم نے آپ پر حملہ کیا جس کے نتیجہ میں آپ شدید زخمی ہوگئے۔ آپ کو فوراً ہسپتال پہنچایا گیا مگر جب نوابشاہ ہسپتال کے ڈاکٹر عاجز آگئے تو آپ کو حیدرآباد ہسپتال منتقل کردیا گیا لیکن وہاں بھی علاج کارگر نہ ہوسکا اور آپ نے ۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء کو اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۳۰ر مئی ۱۹۷۴ء کو جنازہ پڑھا گیا جس میں احمدیوں کے علاوہ غیر از جماعت افراد نے بھی بھاری تعداد میں شرکت کی۔ شہید مرحوم کو ان کی اپنی زمین میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔

آپ کا قاتل رفیق میمن کسی جرم میں سات سال تک جیل میں رہا۔ وہاں سے رہا ہونے کے بعد اس کا ایکسیڈنٹ ہوا جس میں اس کے اوپر سے ٹرک گزر گیا اور اس کی لاش رات بھر کتے نوچتے رہے۔ قاتل کا خاندان مشہور کاروباری خاندان تھا۔ اس کا کاروبار اور خاندان بھی تباہی و بربادی سے دوچار ہوا۔

مکرم محمد افضل کھوکھر صاحب اور محمد اشرف کھوکھر صاحب گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت یکم جون ۱۹۷۴ء۔ مکرم محمد افضل کھوکھر شہید کی اہلیہ سعیدہ افضل بیان کرتی ہیں کہ شہادت سے چند روز پہلے افضل شہید عشاء کی نماز پڑھ کر گھر واپس آئے تو میں بستر میں بیٹھی رو رہی تھی۔ دیکھ کر کہنے لگے سعیدہ کیوں رو رہی ہو۔ میں نے کہا یہ کتاب "روشن ستارے" پڑھ رہی تھی اور میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں ہوتی اور میرا نام کسی نہ کسی رنگ میں ایسے روشن ستاروں میں شمار ہو جاتا۔ اس پر افضل کہنے لگے یہ آخرین کا زمانہ ہے، اللہ کے حضور قربانیاں پیش کرو تو تم بھی اوّلین سے مل سکتی ہو اور پہلوں میں شمار ہو سکتی ہو۔ مجھے کیا خبر تھی کہ کتنی جلدی اللہ تعالیٰ میری آرزو کو پورا کرے گا اور کتنی دردناک قربانیوں میں سے مجھے گزرنا پڑے گا۔

۳۱ر مئی کی رات احمدیوں کے خلاف فسادات کا جوش تھا۔ ساری رات جاگ کر دعائیں کرتے گزر گئی۔ ہم جیسے بھی بن پڑا اپنا دفاع کرتے رہے۔ مجھے وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ میرے شوہر اور بیٹے کے ساتھ یہ میری آخری رات ہے۔ یکم جون کو جلوس نے حملہ کردیا۔ عورتوں کو افضل شہید نے اپنے ہمسایوں کے گھر بھیج دیا اور خود باپ بیٹا گھر پر ٹھہر گئے۔ کیونکہ اس وقت ہدایت یہی تھی کہ کوئی مرد اپنا گھر نہیں چھوڑے گا لیکن عورتوں اور بچوں کو بچانے کی خاطر ان کو بے شک محفوظ جگہوں میں پہنچا دیا جائے۔ کہتی ہیں کہ سارا دن شور پڑا رہا اور حملہ ہوتا رہا۔ توڑ پھوڑ کی آوازیں آتی رہیں۔ مگر ہمیں کچھ پتہ نہیں تھا کہ باپ بیٹے پر کیا گزری اور ظالموں نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ رات ہمیں ایک اور جگہ منتقل کردیا گیا۔ وہاں اپنے خاوند افضل صاحب اور اپنے بیٹے اشرف کا انتظار کرتی رہی۔

رات گیارہ بجے ان کو بتایا گیا کہ دونوں باپ بیٹا شہید ہوگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد میں معلوم ہوا کہ انہیں بڑے دردناک طریقے سے مارا گیا تھا۔ چھرے مارے گئے۔ انتڑیاں باہر نکل آئیں۔ پھر اینٹوں سے سر کوٹے گئے۔ اس طرح پہلے بیٹے کو باپ کے سامنے مارا گیا۔ جب اس نوجوان بیٹے کو اس طرح کچل کچل کر مار دیا گیا تو پھر باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اب بھی ایمان لے آؤ اور مرزا غلام احمد قادیانی کو گندی گالیاں دو۔ ایک موقعہ کے گواہ کے بیان کے مطابق افضل نے جواب دیا کہ کیا تم مجھے اپنے بیٹے سے ایمان میں کمتر سمجھتے ہو جس نے میرے سامنے اس بہادری سے جان دی ہے۔ جب آخری وقت سسکتے ہوئے وہ پانی مانگ رہا تھا تو گھر پر جو عمارت کے لئے ریت پڑی تھی وہ اس کے منہ میں ڈالی دی اور باپ نے یہ نظارہ بھی دیکھا اس نے کہا جو چاہو کرلو، اس سے بدتر سلوک مجھ سے کرو مگر اپنے ایمان سے متزلزل نہیں ہوں گا۔ اس پر ان کو اسی طرح نہایت ہی دردناک عذاب دے کر شہید کیا گیا۔ اور پھر دونوں کی نعشیں تیسری منزل سے گھر کے نیچے پھینک دی گئیں اور سارا دن کسی کو اجازت نہیں تھی کہ وہ ان کی نعش کو اٹھا سکے۔

مکرم محمد افضل کھوکھر شہید نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے چھوڑے۔ دو بیٹیاں طیبہ سعید صاحبہ اور طاہرہ ماجد صاحبہ کینیڈا میں مقیم ہیں۔ ایک بیٹی عزیزہ ثمینہ یاسمین کھوکھر صاحبہ یہاں یو۔کے۔ میں آباد ہیں۔ دونوں بیٹے آصف محمود کھوکھر اور بلال احمد کھوکھر بھی کینیڈا میں مقیم ہیں اور ابھی تک غیر شادی شدہ ہیں۔ اور تمام پسماندگان خدا کے فضل سے دین و دنیا کی نعمتوں سے متمتع ہیں۔

شہادت چودھری منظور احمد صاحب اور چودھری محمود احمد صاحب۔ گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت یکم جون ۱۹۷۴ء۔ چودھری منظور احمد صاحب کی بیوہ محترمہ صفیہ صدیقہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ جون ۱۹۷۴ء میں جب حالات خراب ہوئے تو پولیس ان کے بیٹے مقصود احمد کو ایک مولوی کے کہنے پر دکان سے گرفتار کرکے لے گئی اور حوالات میں بند کردیا۔ اگلے دن جلوس نے گھروں پر حملہ کردیا۔ عورتوں کو ایک احمدی گھر پر جو بظاہر محفوظ تھا پہنچا دیا گیا۔ بعض لوگوں نے بتایا کہ ان کے گھروں کو جلوس نے آگ لگادی ہے اور وہاں پر موجود تمام افراد زخمی ہوگئے ہیں۔ حالانکہ اس وقت تک وہ شہید کئے جاچکے تھے۔ اس دن شام کو جب ایک ٹرک چھ شہیدوں کو لے کر راہوالی پہنچا تو اس وقت پسماندگان کو پتہ چلا کہ ان کے پیارے شہید ہوچکے ہیں۔ جلوس کے خطرے سے جو پیچھے لگا ہوا تھا ٹرک ان لاشوں کو لے کر چلا گیا اور پسماندگان ان کے چہرے بھی نہ دیکھ سکے۔

صفیہ صدیقہ صاحبہ اپنے بیٹے کی شہادت کا واقعہ مزید تفصیل سے بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ جلوس کے ساتھ جو پولیس تھی اس کا ایک سپاہی راہوالی کا رہنے والا تھا۔ اس نے بتایا کہ یکم جون کو سول لائن میں ایک گھر کی چھت پر جو معرکہ گزرا وہ دیکھ کر مجھے معلوم ہوا کہ صحابہ کیسے جان نثار کیا کرتے تھے۔ اس نے کہا، میں اس لڑکے کو کبھی بھلا نہیں سکوں گا جس کی عمر بمشکل سترہ اٹھارہ برس ہوگی۔ سفید رنگ اور لمبا قد تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک بندوق تھی۔ جلوس میں شامل لوگوں کی ایک بڑی تعداد پولیس سمیت اس کے مکان کی چھت پر چڑھ گئی۔ ہمارے ایک ساتھی نے جاتے ہی اس کے ہاتھ پر ڈنڈا مارا اور بندوق چھین لی۔ جلوس اس لڑکے پر تشدد کر رہا تھا۔ جلوس میں سے کسی نے کہا "مسلمان ہو جاؤ اور کلمہ پڑھو"۔ اس نے کلمہ پڑھا اور کہا میں سچا احمدی مسلمان ہوں۔ جلوس میں سے کسی نے کہا کہ مرزا کو گالیاں دو۔ اس لڑکے نے اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا یہ کام میں نہیں کر سکتا، یہ کام میں کبھی نہیں کروں گا اور ان کی ایک نہ سنی۔ اس نے کہا تم مجھے اس کو گالیاں دینے کے بارہ میں کہہ رہے ہو جو اس جان سے بھی زیادہ پیارا ہے اور ساتھ ہی اس نے مسیح موعود زندہ باد اور احمدیت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ نعرہ لگانے کی دیر تھی کہ جلوس نے اس لڑکے کو چھت سے اٹھا کر نیچے پھینک دیا اور اس پر اینٹوں اور پتھروں کی بارش شروع ہوگئی۔ چھت پر بنے ہوئے پردوں کی جالیاں توڑ کر بھی اس پر پھینکیں۔ یہ وہ واقعہ ہے جو اس دن اس پولیس والے نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ان ظالموں کا کیا انجام ہوا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر اکثر ایسے لوگ آخرت کے علاوہ دنیا کے عذاب میں بھی مبتلا کئے جاتے ہیں۔ جن کے حالات بھی معلوم ہوسکے ہیں ان سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

شہادت مکرم چودھری شوکت حیات صاحب۔ تاریخ شہادت یکم جون ۱۹۷۴ء۔ مکرم چودھری شوکت حیات صاحب ستمبر ۱۹۲۰ء میں مکرم چودھری محمد حیات خان صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس، صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں حافظ آباد میں پیدا

ہوئے۔ تعلیم حافظ آباد اور قادیان میں حاصل کی۔ پھر پولیس میں ملازمت اختیار کی۔ ۳۱ر مئی بروز جمعۃ المبارک ۱۹۷۴ء کو حافظ آباد شہر میں ہنگامہ ہوا اور یہ ہنگامہ یکم جون کو زور پکڑ گیا۔ شور شرابہ کرنے والوں کی ٹولیاں شہر میں نعرے بازی کر رہی تھیں۔ شہید مرحوم کے بچوں کی سٹیشنری کی ایک دکان تھی جس کے متعلق خبر ملی کہ لوٹ لی گئی ہے اور بقیہ سامان کو آگ لگادی گئی ہے۔ آپ بچوں سمیت جائے وقوعہ پر پہنچے تو پتہ چلا کہ شرپسند لوٹ مار کر کے جاچکے ہیں اور آگ پر پولیس نے قابو پالیا ہے۔

آپ اپنی دکان کے سامنے چوبارہ پر بیٹھ گئے۔ آپ کا ایک بیٹا شفقت حیات بھی آپ کے ساتھ تھا۔ اتنے میں ایک ہجوم گزرا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی کر رہا تھا۔ آپ نے جلوس کی قیادت کرنے والوں کو کہا کہ کچھ حیا کرو۔ جن کی تم توہین کر رہے ہو انہوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ آپ اس وقت اندازہ نہ لگا سکے کہ اس وقت اصولوں پر شرپسندی غالب ہے ۔چنانچہ بجائے سرد پڑنے کے ان کی آتشِ غضب اور بھی شعلہ زن ہوئی اور آپ کے اِن الفاظ نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ شریروں نے کہا ان کو پکڑلو۔ قریب ہی ریلوے لائن تھی چنانچہ وہ وہاں سے پتھر اٹھا اٹھا کر آپ کو مارنے لگے۔ آپ کا بیٹا شفقت حیات جو وہاں موجود تھا ان کے ہی پھینکے ہوئے پتھر جواباً انہیں مارنے لگا اور کچھ دیر ان کو مزید پیش قدمی نہ کرنے دی۔ اسی اثناء میں انہیں کسی نے بتایا کہ سامنے سے تم کامیاب نہیں ہو سکوگے، مکان کے پچھواڑے سے حملہ کرو۔ چنانچہ وہ پیچھے سے حملہ آور ہوئے۔ پہلے آپ کے بیٹے کو پتھروں سے شدید زخمی کیا۔ ان کے جسم پر چالیس کے قریب زخم آئے لیکن وہ تقریباً ایک مہینہ مسلسل علاج کے بعد صحت یاب ہوگئے۔ ان کے والد شوکت حیات کو وہ ظالم گھسیٹ کر نیچے لے گئے اور پتھر مار مار کر لہولہان کردیا۔ اتنے میں پولیس بھی آگئی اور شرپسند موقع سے بھاگ گئے۔ ابھی آپ میں زندگی کی رمق باقی تھی۔ چنانچہ فوراً آپ کو ایک عزیز مکرم حق نواز صاحب نے اپنی گاڑی میں ڈال کر لاہور کا قصد کیا لیکن آپ زخموں کی تاب نہ لاسکے اور رستہ ہی میں دم توڑ گئے۔ اِنّا للہ وَ اِنّا الیہِ راجِعُون۔

بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے چھوڑے۔ اہلیہ فروری ۱۹۹۰ء میں وفات پاگئیں اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ اور بچوں میں سے بیٹی نشاط افزا ڈسکہ میں بیاہی ہوئی ہیں۔ بڑے بیٹے شفقت حیات گوجرانوالہ میں کاروبار کرتے ہیں۔ دوسرے بیٹے عظمت حیات ٹورانٹو (کینیڈا) میں آباد ہیں۔ جبکہ تیسرے بیٹے سعادت حیات صاحب جرمنی میں مقیم ہیں۔

قریشی احمد علی صاحب گوجرانوالہ۔ یوم شہادت: یکم جون ۱۹۷۴ء۔ آپ ۱۹۴۳ء میں سنداں والی ضلع سیالکوٹ میں مکرم حکیم فضل دین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ بلوغت کے بعد گوجرانوالہ شہر میں منتقل ہوگئے۔

واقعہ شہادت۔ ۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء کو گوجرانوالہ میں حالات خراب ہونا شروع ہوئے۔ آپ کے بیٹے ڈاکٹر ناصر احمد صاحب جو ناظم اطفال ضلع تھے اور جماعت کی طرف سے حالات کا جائزہ لینے کی ڈیوٹی پر تھے، نے گھر آکر اپنے والد محترم کو بتایا کہ حالات خراب ہیں۔ کہنے لگے کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ ۳۰ر مئی کو حالات مزید خراب ہوگئے۔ چنانچہ یکم جون کو عورتیں اور بچے قریشی مجید احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل کے گھر پہنچادئے گئے۔ اور مردوں کو گل روڈ میں ایک احمدی گھرانے میں اکٹھا کردیا گیا۔

جلوس نے اُن کا رُخ کیا اور سب سے پہلے سعید احمد خان صاحب اور اُن کے خسر مکرم چودھری منظور احمد صاحب کو شہید کیا گیا۔ ان کے گھر قریشی احمد علی صاحب بھی تھے۔ شرپسند بعد ازاں پھر ان پر حملہ آور ہوئے اور ان پر کسّی کا وار کیا گیا جو اتنا گہرا لگا کہ موقعہ پر ہی شہید ہوگئے۔

سعید احمد خان صاحب ابن محمد یوسف صاحب مندوخیل۔ تاریخ شہادت: یکم جون ۱۹۷۴ء۔ سعید احمد صاحب شہید ۲۶ر مئی ۱۹۳۷ء کو فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان لاہور سے پاس کیا اور لاہور ہی سے ایف۔اے۔ کیا۔ ۱۹۶۳ء میں ان کی شادی انیسہ طیب صاحبہ بنت چودھری منظور احمد صاحب سے ہوئی۔ فیصل آباد میں سیکرٹری مال اور قائد خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ملازمت کے سلسلہ میں کوئٹہ کے قیام کے دوران وہاں بھی قائد خدام الاحمدیہ رہے۔ آپ نے نیروبی کینیا میں بھی کچھ عرصہ گزارا۔ وہاں پہلے نائب قائد خدام الاحمدیہ تھے پھر قائد خدام الاحمدیہ کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر گوجرانوالہ منتقل ہوگئے۔ جب آپ نے سول لائن گوجرانوالہ میں اپنا مکان بنوایا تو ساتھ ہی مسجد احمدیہ کی بنیاد رکھ دی۔ احاطہ گھیر کر اس پر مسجد احمدیہ کا بورڈ لگادیا۔ اسی دن سے مولوی حضرات نے جو قریبی مسجد کے تھے، آپ کی سخت مخالفت شروع کردی۔ ۱۹۷۴ء کے حالات سے پہلے ہی مسجد سے بورڈ اتارنے اور مسجد احمدیہ کو شہید کرنے اور آپ کے قتل کے پروگرام بن چکے تھے۔

واقعہ شہادت۔ یکم جون ۱۹۷۴ء بروز ہفتہ سول لائن گوجرانوالہ میں صبح کے وقت جلوس آیا اور ساتھ ساتھ پولیس والے بھی تھے۔ مکرم سعید احمد خان صاحب تھانیدار کے پاس گئے کہ جلوس کو روکو مگر کافی بحث کے بعد کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ آخر جب آپ واپس آنے لگے تو اس تھانیدار نے اشارہ کیا۔ اس پر جلوس مکرم سعید احمد خان صاحب پر ٹوٹ پڑا اور پتھروں اور ڈنڈوں سے آپ کو بیدردی سے موقع پر ہی شہید کردیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

پسماندگان۔ شہید مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیٹا اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ بڑا بیٹا رشید احمد خان آج کل آسٹریلیا میں ہے۔ بیٹی منورہ کینیڈا میں ہے اور مکرم مبارک اعظم صاحب کی اہلیہ ہیں۔ سیکرٹری تربیت کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔ دوسری بیٹی فرزانہ منیب صاحبہ بھی شادی شدہ ہیں جن کے میاں مکرم رائے منیب احمد صاحب آجکل نائب ناظم انصار اللہ شیخوپورہ ہیں۔ تیسری بیٹی شبنم نواز صاحبہ ان دنوں کینیڈا میں ہیں۔ چوتھی بیٹی در ثمین مسرور صاحبہ ہیں جن کی شادی مولوی غلام احمد صاحب بدوملہی کے پوتے مسرور احمد صاحب سے ہوئی ہے اور ان دنوں کراچی میں مقیم ہیں۔

شہادت **بشیر احمد صاحب، منیر احمد صاحب گوجرانوالہ**۔ یوم شہادت ۲ر جون ۱۹۷۴ء۔ بشیر احمد صاحب مرکز احمدیت قادیان کے ایک قریبی گاؤں ٹوڈرمل میں ۱۹۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ بوقت ہجرت آپ کی عمر چار سال تھی۔ میٹرک کے بعد محکمہ صحت میں ملازمت اختیار کرلی اور آخری وقت تک اسی محکمہ سے منسلک رہے۔ ان کے چھوٹے بھائی منیر احمد صاحب دسمبر ۱۹۵۶ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ بوقت شہادت عمر بیس سال تھی۔ ابھی غیر شادی شدہ تھے اور پنکھوں کے کارخانہ میں کام کرتے تھے۔

واقعہ شہادت۔ یکم جون بروز ہفتہ ڈیوٹی سے گھر آئے تو اپنی والدہ سے کہنے لگے "اماں جلوس آرہا ہے"۔ والدہ نے کہا اچھا بیٹا بتاؤ کیا پسند ہے، میں وہی پکاتی ہوں۔ والدہ نے حسب منشاء چاول پکائے مگر انہوں نے جی بھر کر نہ کھائے۔ اس کے بعد آپ والدین کو اپنے دوست سلیم کے گھر چھوڑ آئے اور ان کی حفاظت کی تاکید کی۔ دونوں بھائی بشیر احمد اور منیر احمد رات بھر مکان کی چھت پر پہرہ دیتے ہوئے جاگتے رہے۔ جلوس کا جس طرف سے آنا متوقع تھا اس طرف ناکہ بندی کا انتظام تھا مگر جلوس اس قدر کثیر تعداد میں تھا کہ نہ رُک سکا اور آگے بڑھتا آیا یہانتک کہ ان کے مکان کے پاس آگیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہم نے بھاگنا نہیں، حضور کا حکم ہے کہ اپنا گھر چھوڑ کر بھاگنا نہیں۔ خواہ ہم مارے جائیں۔ چنانچہ جلوس نے ہلّہ بول دیا اور آپ دونوں حقیقی بھائیوں بشیر احمد اور منیر احمد کو موقعہ پر ہی نہایت اذیّت سے شہید کردیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محمد رمضان صاحب و محمد اقبال صاحب ابناء محترم علی محمد صاحب۔ یوم شہادت ۲ر جون ۱۹۷۴ء۔ دونوں ویرووال تحصیل "ترن تارہ" ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے جو کہ قادیان کے قریب ایک گاؤں ہے۔ قادیان سے اتنا قریب تو نہیں جتنا لکھا ہے لیکن بہرحال لکھا ہوا یہی ہے کہ قادیان کے قریب ایک گاؤں ہے۔ ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو آپ کے والدین نے وہاں سے نقل مکانی کرکے فیصل آباد میں سکونت اختیار کی۔ کچھ عرصہ فیصل آباد میں رہنے کے بعد آپ "کوہلووال" ضلع گوجرانوالہ میں منتقل ہوگئے اور ۲ر جون ۱۹۷۴ء کو مخالفین احمدیت دونوں بھائیوں محمد رمضان صاحب اور محمد اقبال صاحب کو دھوکہ دہی سے گھر سے بلاکر لے گئے اور گاؤں کے قریب ایک نہر کے کنارے لے جاکر دونوں کو گولی مار کر شہید کردیا گیا۔ نعشیں نہر میں پھینک دیں۔ محمد رمضان شہید کی نعش تو برآمد ہوگئی مگر محمد اقبال شہید کی نعش کوشش کے باوجود دستیاب نہ ہوسکی۔ انا للہ انا الیہ راجعون۔

شہادت **غلام قادر صاحب ابن روشن دین صاحب** اور **چودھری عنایت اللہ صاحب ابن فضل دین صاحب گوجرانوالہ**۔ تاریخ شہادت ۲ر جون ۱۹۷۴ء۔ مکرم غلام قادر صاحب کے والد روشن دین صاحب ضلع گوجرانوالہ میں آباد ہوئے اور اپنے چار بھائیوں میں سے اکیلے احمدی تھے۔ غلام قادر صاحب کی شادی ترگڑی ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ آپ کی بیوی ایک جان لیوا بیماری کے باعث آپ کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی تھیں۔ آپ کنگنی والا ضلع گوجرانوالہ میں مقیم تھے۔

واقعہ شہادت۔ آپ کے بیٹے خالد محمود کا بیان ہے کہ ایک دن جلوس آیا مگر والد صاحب گھر پر موجود نہ تھے اور جلوس کو لوگوں نے واپس لوٹادیا۔ جب آپ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ تھانہ گئے اور پولیس کو مطلع کیا۔ چنانچہ آپ کے ساتھ تھانیدار آیا۔ اس نے گاؤں میں ایک قصاب کو ڈانٹا جو کہ بدمعاش اور مخالف احمدیت تھا اور یقین دلاکر چلا گیا کہ آپ کو اب کوئی کچھ نہیں کہے گا اور ایک حوالدار کی ڈیوٹی لگائی کہ ان کے گھروں کی حفاظت کرنا۔ اس نے بھی اپنی طرف سے تسلّی دی اور کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں رات کو پولیس کے آدمی سول کپڑوں میں آجائیں گے اور آپ کی حفاظت کریں گے مگر رات بھر کوئی نہ آیا۔ اسی رات خریدے گئے پیشہ ور قاتلوں کا ایک گروہ دو احمدیوں کو کسی اور جگہ شہید کرکے پہلے چودھری عنایت اللہ صاحب کے پاس آیا اور ان کو پکڑ کر ساتھ

لے گیا اور انہیں پوچھا کہ وہ جو تھانے روز جاتا ہے اس کا گھر کون سا ہے؟۔ چنانچہ وہ ساتھ ہو لئے اور غلام قادر شہید کے دروازے کی نشاندہی کی اور قاتلوں کے کہنے پر ان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ یہ سحری کا وقت تھا۔ غلام قادر صاحب نے پوچھا کون ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ میں عنایت اللہ ہوں۔ چنانچہ آپ نے بلاتردّد دروازہ کھول دیا۔ جونہی آپ باہر آئے تو قاتلوں نے آپ کو گھیر لیا اور مجبور کر کے دونوں یعنی غلام قادر صاحب اور عنایت اللہ صاحب کو گاؤں سے باہر لے گئے اور باہر کھیتوں میں دونوں کو شہید کر ڈالا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

غلام قادر صاحب شہید نے پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑیں۔ ان کے ایک بیٹے گوجرانوالہ میں ہوتے ہیں جبکہ باقی ساری اولاد ربوہ میں مقیم ہے۔

مکرم عنایت اللہ صاحب شہید قادیان کے نزدیک گاؤں ''کھارا'' کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد فضل دین صاحب اور والدہ محترمہ سراج بی بی صاحبہ بہت نیک اور مخلص احمدی تھے۔ ان کے پسماندگان میں بیوہ حنیفاں بی بی صاحبہ، ایک بیٹا محمد انور اور دو بیٹیاں نسیم اختر اور کوثر پروین صاحبہ ہیں۔ بیٹا آسٹریلیا میں اور باقی خاندان ربوہ میں آباد ہے۔

شہادت **محمد الیاس عارف صاحب**۔ آپ ۱۰؍اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مکرم ماسٹر محمد ابراہیم شاد صاحب کے ہاں ''مومن'' ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے چک چھور نمبر 117 میں حاصل کی پھر اسلامیہ کالج خانیوال سے ایف۔اے اور بی۔اے کیا۔

واقعہ شہادت۔ ۱۹۷۴ء کی تحریکِ مخالفت میں آپ واہ کینٹ میں تھے۔ جب ٹیکسلا میں احمدیت دشمن تحریک نے شدت اختیار کی تو وہاں کرائے کے غنڈوں اور قاتلوں میں اسلحہ تقسیم کردیا گیا اور احمدیوں کے مکانوں پر نشان لگادئے گئے۔ آپ کے مکان پر بھی نشان لگادیا گیا۔ ۴؍جون ۱۹۷۴ء کو آپ نے اپنے چھوٹے بھائی محمد اسحاق ساجد صاحب کے ہمراہ اپنی بیوی بچوں کو واپس اپنے گاؤں بھیجنے کا فیصلہ کیا اور صبح سات بجے ٹیکسلا سے انہیں بس پر بٹھایا۔ خود گھر جا کر ناشتہ کیا۔ اپنی سائیکل لی۔ مکان کو تالا لگایا اور چابی مالک مکان کو دیتے ہوئے کہا کہ تین چار بجے واپس آجاؤں گا۔ لیکن ابھی آپ گھر سے ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ تک ہی پہنچے تھے کہ وہاں تین مولوی اور ایک کرائے کا قاتل گھات میں تھے۔ مولویوں نے اس کرائے کے قاتل کو اشارہ کیا۔ چنانچہ اس نے رائفل سے فائر کیا۔ گولی شہید مرحوم کے سینے میں لگی اور آپ موقع پر وہیں جام شہادت نوش کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی تدفین اولاً چک چھور میں ہوئی پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خاص اجازت سے ۱۹۷۵ء میں تابوت ربوہ لایا گیا اور مقبرہ شہداء میں دفن کیا گیا۔ شہید مرحوم اپنے پیچھے ایک بیٹی، ایک بیٹا اور بیوہ چھوڑ گئے۔ بیٹی کی شادی ہوچکی ہے اور بیٹا عطاء القیوم عارف آجکل آسٹریلیا میں مقیم ہے۔

شہید مرحوم کی اہلیہ ثریا بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ مجھے ہمارے مالک مکان غزن خان نے بتایا کہ شہید مرحوم کی شہادت کے کچھ عرصہ بعد قاتل کو ایک پاگل کتے نے کاٹا جس سے وہ ذہنی توازن کھو بیٹھا اور کتّے کی طرح بھونکنے لگا۔ ایک ماہ بعد اس کے گھر والوں نے اسے زنجیر سے باندھ دیا۔ تین چار دن بعد وہ غضب الٰہی کا مورد ٹھہر کر اسی حالت میں مر گیا۔

مکرم نقاب شاہ مہمند صاحب ولد محمد شاہ آف مردان۔ تاریخ شہادت ۸؍جون ۱۹۷۴ء۔ آپ بازید خیل کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد کا نام محمد شاہ تھا جو احمدی نہیں تھے مگر آپ کے دادا گل فراز صاحب غیر مبائع احمدی تھے۔

واقعہ شہادت۔ نقاب شاہ مہمند صاحب ۸؍جون ۱۹۷۴ء کو پشاور کے اندر دن کے ایک بجے سائیکل پر جاتے ہوئے ۳۷ سال کی عمر میں شہید کردئے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ ٹیچر تھے اور ٹیچرز ایسوسی ایشن کے صدر رہے۔ آپ مکرم الطاف خان صاحب کے داماد تھے۔ شہید کرنے والا بظاہر ان کا دوست تھا۔ جب کسی نے پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے آواز دی کہ قادیانی تھا مار دیا میرا پیچھا کرنے کی کوشش نہ کرو۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اہلیہ زندہ ہیں اور امریکہ جاچکی ہیں۔

صوبیدار غلام سرور صاحب اور ان کے بھتیجے **اسرار احمد خان صاحب آف ٹوپی ضلع مردان**۔ یوم شہادت ۹؍جون ۱۹۷۴ء۔ صوبیدار غلام سرور صاحب کا آبائی گاؤں مینئی ہے جو ٹوپی سے دس کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ پاک فوج کے محکمہ انٹیلی جنس میں ایریا افسر تھے۔ ٹوپی میں جب حالات خراب ہو رہے تھے تو ایک غیر احمدی بوڑھے شخص نے جو لکڑی کا کام کرتا تھا، آپ کو بتایا کہ لوگ آپ کو قتل کرنے کا پروگرام بناچکے ہیں اسلئے آپ کہیں اور چلے جائیں۔ آپ نے اس کو جواب دیا کہ اگر مجھے دین حق کی خاطر شہادت نصیب ہوجائے تو اس سے بڑھ کر اور کونسی خوش بختی اور سعادت ہوگی۔

واقعۂ شہادت۔ ۹؍جون ۱۹۷۴ء کو ٹوپی قصبہ کے محلہ خوشحال آباد میں شرپسندوں نے قتل و غارت، لوٹ مار اور آتشزدگی کا بازار گرم کئے رکھا۔ اس دن آٹھ احمدیوں کو شہید کیا گیا اور ستّر سے زائد مکانات، ڈیوڑھیاں، حجرے، بنگلے اور دکانیں تباہ کی گئیں۔ آپ اور آپ کا بھتیجا اسرار احمد گھر پر ہی موجود رہے۔ آپ کے مکانوں کی پچھلی طرف واقع قبرستان سے پُرجوش ہجوم کے لوگ حملہ آور ہوئے۔ اگرچہ آپ نے حفظ ماتقدم کے طور پر فائر کر کے ان کو ڈرایا مگر وہ تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ ان میں سے ایک حملہ آور نے آپ کو گولی ماردی جس سے آپ موقعہ پر ہی جام شہادت نوش کر گئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

شہادت کے بعد ان بدبختوں نے آپ کے بے جان جسم پر گولیوں کی بوچھاڑ کردی۔ پھر آپ کی نعش کو گھسیٹ کر گلی کے چوراہے میں لے آئے اور پتھر مار مار کر بری طرح کچلا اور اپنی دانست میں مسخ کردیا۔ آپ موصی تھے لیکن حالات کی سنگینی کے پیش نظر آپ کو وہیں دفن کردیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کے بھائی مکرم احمد جان خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خدمت میں آپ کی میّت ربوہ بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضورؒ نے ان کو جواب دیا کہ شہید جہاں دفن ہوتا ہے وہی جگہ اس کے لئے جنت ہوتی ہے۔ ایک وقت آئے گا جب ان شہداء کی قربانی رنگ لائے گی اور لوگ کہیں گے کہ یہ خوش قسمت لوگ ہیں جن کو احمدیت کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کی توفیق ملی۔ البتہ حضورؒ نے بہشتی مقبرہ میں آپ کا یادگاری کتبہ لگانے کی اجازت مرحمت فرمائی جس کی تعمیل کردی گئی۔

شہادت کے وقت آپ کی عمر باون سال تھی۔ آپ کی بیوہ مکرمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ آجکل ربوہ میں اپنے بچوں کے پاس مقیم ہیں۔ بچوں میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں آپ کی یادگار ہیں۔ سب سے بڑے بیٹے مکرم آفتاب احمد خانصاحب شادی شدہ ہیں اور بیوی بچوں سمیت متحدہ عرب امارات میں بسلسلہ روزگار مقیم ہیں۔ دوسرے بیٹے مکرم انوار احمد خانصاحب بھی شادی شدہ ہیں اور مع اہل و عیال ربوہ میں ہیں۔ خان بابا سپر سٹور کے نام سے گول بازار ربوہ میں گارمنٹس اور جنرل سٹور کا کام کرتے ہیں۔ تیسرے بیٹے مکرم امین احمد خانصاحب ہیں۔ بیٹیوں کے اسماء حسب ذیل ہیں:- مکرمہ رسول بیگم صاحبہ زوجہ مکرم محمد اقبال خان صاحب جو چپ بورڈ فیکٹری جہلم میں ملازم ہیں۔ مکرمہ فرحت حسین صاحبہ زوجہ مکرم بشیر احمد خان صاحب جو تربیلہ میں اپنا کاروبار کر رہے ہیں اور مکرمہ امۃ المجیب صاحبہ زوجہ اعجاز احمد خان صاحب ہیں جو راولپنڈی میں پرائیویٹ سروس کرتے ہیں۔

مکافات عمل۔ جس شخص نے آپ کو شہید کیا تھا، اس پر جولائی ۱۹۷۴ء کے تیسرے ہفتہ میں آسمانی بجلی گری اور وہ جھلس کر مر گیا۔

آپ کے سگے بھتیجے **مکرم اسرار احمد خان صاحب** جنہیں آپ کے ساتھ ہی شہید کیا گیا تھا الحاج سلطان سرور خانصاحب آف ٹوپی ضلع مردان کے صاحبزادے تھے۔ شہادت سے کچھ عرصہ پہلے یہ اپنے والد محترم کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرچکے تھے۔ ان کا میٹرک کا رزلٹ شہادت کے بعد نکلا۔ شہادت کے وقت عمر سولہ سترہ سال تھی اور غیر شادی شدہ تھے۔ شہادت آپ کی کنپٹی پر پستول کے فائر سے ہوئی۔ شہادت کے بعد آپ پر پتھراؤ کیا گیا، خنجروں سے وار کئے گئے اور آخر ہجوم نے ازمنہ گزشتہ کے شہداء کی یاد تازہ کرتے ہوئے ان کی دونوں ٹانگوں کو مخالف سمتوں میں کھینچتے ہوئے ان کی لاش کو دونیم کردیا۔ ایک عورت یہ لرزہ براندام کرنے والا خونی کھیل نہ دیکھ سکی اور زور زور سے چیخنے لگی اور بلند آواز سے بددعائیں دینے لگی۔ اس پر قاتلوں کی رائفلوں کا رخ اس کی طرف پھر گیا مگر کچھ لوگ آڑے آگئے کہ یہ قادیانی نہیں ہے۔

اسرار احمد کو ان کے چچا صوبیدار غلام سرور شہید کے ساتھ ٹوپی میں ہی دفن کیا گیا۔ ان کے پسماندگان میں والد مکرم الحاج سلطان سرور خان صاحب (جو کہ اب وفات پاچکے ہیں) اور والدہ مکرمہ امۃ الودود صاحبہ کے علاوہ تین بھائی اور پانچ بہنیں ہیں۔ والدہ ربوہ میں مقیم ہیں جبکہ بڑے بھائی مکرم ابرار احمد خان صاحب مع اہل و عیال متحدہ عرب امارات میں مقیم ہیں۔ دوسرے بھائی مکرم زبیر احمد خانصاحب بھی شادی شدہ ہیں اور مع فیملی جرمنی میں مقیم ہیں۔ تیسرے بھائی مکرم اسرار احمد خان وقار صاحب غیر شادی شدہ ہیں اور ایف۔اے۔ کے طالبعلم ہیں۔ یہ بھائی کی شہادت کے بعد پیدا ہوئے۔ والدین نے ان کا نام شہید بیٹے کے نام پر اسرار احمد خان وقار رکھا ہے۔ پانچوں بہنیں ربوہ میں مقیم ہیں۔ ان کے اسماء یہ ہیں:- مکرمہ امۃ العزیز صاحبہ اہلیہ مکرم ریاض احمد خانصاحب۔ مکرمہ یاسمین کوثر صاحبہ اہلیہ مکرم طاہر احمد خانصاحب۔ مکرمہ آسیہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم انوار احمد خانصاحب۔ مکرمہ فرخندہ ناز صاحبہ اہلیہ مکرم عارف احمد خانصاحب۔ اور مکرمہ فہمیدہ ناز صاحبہ۔ یہ آخری ابھی غیر شادی شدہ ہیں اور بی۔اے کی طالبہ ہیں۔

مکافات عمل۔ غیر احمدی عینی شواہد کے مطابق جس شخص نے اسرار احمد خان سے بربریت کا یہ سلوک کیا وہ اُسی رات پاگل ہو گیا اور پاگل خانہ میں بند کردیا گیا۔ اس کی بیوی بھی ذہنی وازن کھو بیٹھی اور گھر میں ہر وقت رسیوں سے بندھی رہتی۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمّرم　　گرکفر این بود بخدا سخت کافرم

اللہ اور اس کے رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و سلم کی محبت میں سرشار معصوم احمدیوں پر

توہین رسالت کے سراسر جھوٹے اور ناپاک الزام میں عائد بعض مقدمات کی تفصیل

(رشید احمد چوہدری۔ پریس سیکرٹری)

آج پاکستان میں مولوی صاحبان کا ایک طبقہ اپنا سارا زور اس بات پر صرف کر رہا ہے کہ ثابت کیا جائے کہ جماعت احمدیہ نعوذباللہ رسول کریم ﷺ کی توہین کی مرتکب ہو رہی ہے۔ یہ علمائے سُوء وہ ہیں جنہوں نے یا تو سرے سے جماعت احمدیہ کا لٹریچر مطالعہ ہی نہیں کیا۔ یعنی انہوں نے گوارا ہی نہیں کیا کہ وہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کو پڑھیں کیونکہ اگر وہ سرسری طور پر بھی ان کتب کا مطالعہ کرتے تو ان پر ان کا اپنا جھوٹ ظاہر ہو جاتا۔ یا پھر وہ مولوی صاحبان احمدیت دشمنی میں دیدہ و دانستہ ایسے مفتریانہ بیانات دے کر اپنی طبیعتوں کا گند ظاہر کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ پر یہ الزام کہ وہ رسول کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی مرتکب ہو رہی ہے ایک بہت بڑی تہمت ہے۔ یہ ایک انتہائی گھناؤنا، ظالمانہ اور بہیمانہ الزام ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ آنحضرت ﷺ کے عشق میں اپنا سب کچھ داؤ پر لگائے ہوئے ہے۔ رات دن اگر اسے کوئی فکر ہے تو وہ یہ کہ کس طرح رسول کریم ﷺ کا جھنڈا تمام دیگر جھنڈوں سے بلند ہو۔ یہی وہ جماعت ہے جو تنہا سارے عالم میں آنحضرت ﷺ کی عزت و شرف کے قیام کی خاطر ایک عظیم جہاد میں مصروف ہے۔ جماعت احمدیہ کی گزشتہ سو سالہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اس کے ارکان نے اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جانیں، عزتیں اور اپنے اموال سب کچھ خداتعالیٰ کی راہ میں قربان کر دینے میں ذرہ بھر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ یہی وہ جماعت ہے جس نے دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم کر کے اسلام کی حسین تعلیم دنیا کے کونے کونے میں پھیلا رہی ہے۔ جہاں کہیں بھی دشمنان دین نے اسلام یا رسول کریم ﷺ کے خلاف زبان کھولی اور اعتراضات کئے جماعت احمدیہ سب سے پہلے میدان میں آئی اور نہ صرف اسلام کا دفاع کیا بلکہ اپنے قوی اور ناقابل تردید دلائل سے دشمن کا منہ بند کر دیا۔ چنانچہ آج جماعت احمدیہ کے دشمن تک اپنے تمام بغض و عناد کے باوجود یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ اسلام کی تائید میں اور رسول کریم ﷺ کی محبت میں اسلام کی خدمت کرنے والی اگر کوئی جماعت سارے عالم میں نظر آتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ مسلمہ ہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے بعد گزشتہ ۱۴۰۰ سالوں میں بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کوئی عاشق رسولؐ نظر نہیں آتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام پڑھ کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اگر کسی نے آنحضرت ﷺ کی محبت کے گر سکھائے ہیں تو وہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی ہیں۔ آپ نے ہی دنیا کو وہ آداب بتائے کہ آنحضرت ﷺ سے محبت کیسے کی جاتی ہے۔ آپ نے ہی وہ طریق بتائے کہ کس طرح آنحضرت ﷺ کے نام پر جانیں نثار کی جاتی ہیں۔ آپ کا ہی تو شیریں کلام ہے

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آلِ محمدؐ است

میری جان اور دل جمال محمدؐ پر فدا ہیں اور میری خاک آل محمد کے کوچہ پر نثار ہے۔

اور

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمّرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

میں خدا کے بعد محمدؐ کے عشق میں مخمور ہوں اگر یہ کفر ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔

پھر آپؑ رسول کریم ﷺ کے بارہ میں یوں فرماتے ہیں: ؎

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

نیز آپ نے فرمایا:

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے۔ میں چیز کیا ہوں۔ بس فیصلہ یہی ہے

اور آپ کی نثر ملاحظہ فرمائیں۔ آپ اپنی کتاب "سراج منیر" میں فرماتے ہیں:

"جب ہم انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار اور رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی"۔

ایک اور کتاب "آئینۂ کمالات اسلام" میں آپ فرماتے ہیں:

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں"۔

غرضیکہ آپ کا اردو کلام، عربی کلام، فارسی کلام جو بھی ملاحظہ فرمائیں چاہے وہ منظوم کلام ہو یا نثر عشقِ رسول کریم ﷺ سے بھرا پڑا ہے۔ ان تمام شواہد کے ہوتے ہوئے بھی بعض مولوی صاحبان ایسے ہیں کہ جو جماعت احمدیہ کے افراد پر توہین رسالت کے مقدمات قائم کرنا "خدمت اسلام" سمجھتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان کے طول و عرض میں سینکڑوں احمدی مسلمانوں پر زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان مقدمات قائم کئے گئے ہیں اور ان پر یہ جھوٹا الزام عائد کیا گیا ہے کہ وہ توہین رسول کریم ﷺ کے مرتکب ہوئے ہیں (نعوذباللہ من ذلك) ان مقدمات میں سے چند ایک کی قدرے تفصیل ہدیۂ قارئین ہے:

☆......☆......☆

سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آرٹیکل شائع کرنے پر مقدمہ

۱۵/جون ۱۹۸۶ء کو ٹنڈو آدم سندھ کے ختم نبوت کے مولوی احمد میاں حمادی نے رسالہ انصاراللہ کی انتظامیہ یعنی مرزا محمد دین صاحب ناز ایڈیٹر، قاضی منیر احمد صاحب پرنٹر اور چوہدری محمد ابراہیم صاحب پبلشر کے خلاف زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ درج کرایا جس میں کہا گیا کہ رسالہ مذکور نے اپنی اپریل ۱۹۸۶ء کی اشاعت میں سیرت رسول مقبول ﷺ پر ایک مضمون شائع کیا ہے۔

☆......☆......☆

دھمکی دینے کے الزام میں توہین رسالت کا مقدمہ

موضع جلالہ ضلع سیالکوٹ کے پانچ احمدی احباب مکرم حنیف خان صاحب ولد حیات خان صاحب، صادق خان صاحب ولد دوست محمد خان صاحب، اسلام خان صاحب ولد حنیف خان صاحب، اقبال خان صاحب ولد حنیف خان صاحب اور اختر خان صاحب ولد حنیف خان صاحب پر ایک مقدمہ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۰/مارچ ۱۹۸۷ء تھانہ کوٹ نیناں میں زیر دفعات 147/149,506 درج کرایا گیا۔

یہ مقدمہ موضع جلالہ کے ایک شخص اسداللہ خان ولد شاہ نواز خان جو موضع جلالہ کی جامع مسجد کا خطیب اور پیش امام تھا کی پولیس کو تحریری درخواست پر درج کیا گیا۔ اس میں مولوی اسداللہ خان نے الزام لگایا کہ مورخہ ۲۰/مارچ ۱۹۸۷ء کو وہ جمعہ پڑھانے کے لئے قرآن مجید کی تلاوت کر کے اس کا ترجمہ کر رہا تھا کہ اسے مذکورہ بالا پانچ احمدیوں کی طرف سے دھمکی کا پیغام ملا کہ اگر اس نے ختم نبوت کے بارہ میں کچھ کہا تو اس کا نتیجہ بہت برا ہوگا۔ جمعہ کی نماز کے بعد وہ موضع اخلاص پور گیا تو ان احمدیوں نے اسے برا بھلا کہا، گالیاں دیں اور جان سے مار دینے کی دھمکی دی۔ اس موقعہ پر ان لوگوں نے اسے پیٹا۔ اس موقعہ کے دو گواہ نصیر خان ولد امانت خان اور حمید خان ولد صدیق خان جو موضع جلالہ کے رہائشی ہیں موجود تھے"۔

اس کی درخواست پر پولیس نے پانچوں احمدیوں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔ بعدازاں پولیس نے مزید تحقیق کر کے پانچوں احمدیوں پر دفعہ 295/C کے تحت علیحدہ چالان پیش کیا اور کہا کہ احمدیوں نے رسول کریم ﷺ کی ہتک کی ہے اور مسجد کے خطیب کو ختم نبوت کے موضوع پر تقریر کرنے سے روکا ہے۔ احمدیوں کی طرف یہ بیانات منسوب کئے گئے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ آخری نبی نہیں تھے اور یہ کہ مرزا غلام احمد سچے نبی تھے۔ اس طرح مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا گیا۔ پولیس کے مطابق ان کے یہ بیانات مورخہ ۳۱/مارچ ۱۹۸۷ء کو پولیس تحقیق کے نتیجہ میں ظاہر ہوئے جن کی بناء پر دفعہ 295/C کا اضافہ کیا گیا۔

یہ مقدمہ ایڈیشنل سیشن جج نارووال علاؤالدین ارشد ناگی کی عدالت میں پیش ہوا۔ سیشن جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ پولیس نے اس معاملہ میں فرض شناسی اور غیر جانبداری سے کام نہیں لیا۔ معلوم ہوتا ہے وہ فوجداری قانون سے بالکل

نابلد ہیں۔اور شکایت کنندہ اسد اللہ خان نے بھی سنی سنائی بات پر مقدمہ کی بنیاد رکھی جس پر قطعی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔

عدالت کے نزدیک رسول کریمؐ پر تقریر سے روکنا یا یہ کہنا کہ رسول کریم آخری نبی نہیں تھے اور مرزا غلام احمد سچے نبی تھے دفعہ 295/C کے زمرے میں بلاواسطہ یا بالواسطہ نہیں آتا۔اس لئے عدالت نے مورخہ ۲۷رجولائی ۱۹۸۷ء کو تمام احمدیوں کو توہین رسالت کے الزام سے بری کر دیا اور دفعہ 506 کے تحت بھی سب ملزمان کو سوائے اسلام خان کے بری کرتے ہوئے اسلام خان کو دو سال قید بامشقت کی سزا دی۔اس سزا کے خلاف ہائی کورٹ لاہور میں اپیل کی گئی جو سماعت کے لئے جسٹس شیخ محمد زبیر کی عدالت میں پیش ہوئی جس نے مورخہ ۳رجولائی ۱۹۹۱ء کو اسلام خان کو بھی بری کر دیا۔

☆......☆......☆

نماز جمعہ ادا کرنے پر توھین رسالت کا مقدمہ

مورخہ ۱۳راپریل ۱۹۸۷ء کو زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ تھانہ خوشاب میں بوقت چار بجے شام مکرم مبارک احمد صاحب، مقصود احمد صاحب، ماسٹر حمید اللہ صاحب ٹیچر، محمد حاکم صاحب اور رانا عطاء اللہ صاحب کے خلاف درج ہوا جو خواجہ محمد عثمان ولد عبدالرحمٰن سکنہ خوشاب کی تحریری درخواست پر درج کیا گیا۔

درخواست میں لکھا گیا کہ ان احمدیوں نے مسجد پر دوبارہ کلمہ طیبہ تحریر کر دیا ہے۔ بعض مکانوں میں وہ تبلیغ بھی کرتے ہیں اور انہوں نے جمعہ کے اجتماع کا اہتمام کیا اور خوشی محمد مربی قادیانی کی اقتداء میں مسلمانوں کی طرح نماز جمعہ ادا کی۔لہذا استدعا ہے کہ مذکورہ بالا افراد کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان کے تحت کلمہ اور حضور کی گستاخی کا مقدمہ چلایا جائے۔چنانچہ ان کو گرفتار کر لیا گیا۔

☆......☆......☆

قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور کلمہ طیبہ مٹانے سے انکار کرنے پر توھین رسالت کا مقدمہ

مورخہ ۱۳راپریل ۱۹۸۷ء کو ہی شام پونے چھ بجے تھانہ خوشاب میں ایک مخالف سلسلہ قاری سعید احمد کی درخواست پر ایک اور مقدمہ زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان مکرم رانا عطاء اللہ صاحب پٹواری آف خوشاب کے خلاف درج کیا گیا۔

اس مقدمہ کی تفصیل یہ ہے کہ مورخہ ۱۳راپریل ۱۹۸۷ء کو شام پانچ بجے پانچ احمدی احباب مکرم رانا عطاء اللہ صاحب، رانا حمید اللہ صاحب، مبارک احمد صاحب، مقصود احمد صاحب اور محمد حاکم صاحب کو تھانیدار نے تھانہ میں بلایا۔وہاں پہلے سے قاری سعید احمد بیٹھے تھے۔انسپکٹر صاحب نے ان کو آمنے سامنے بٹھا کر مذہبی سوالات شروع کر دئے کہ کلمہ میں آپ آنحضرت ﷺ کی بجائے مرزا غلام احمد مراد لیتے ہو وغیرہ۔ ان سوالات کے جواب چونکہ رانا عطاء اللہ پٹواری نے دئے اس لئے قاری سعید احمد نے پولیس کو اپنی درخواست میں لکھا "آج عصر کی نماز کے بعد آپ نے بندہ قاری سعید احمد کو تھانہ خوشاب میں قادیانیوں کے متعلق مشورہ کے لئے بلایا۔اس دوران پانچ قادیانی بھی تھانہ میں موجود تھے۔ انسپکٹر صاحب کی موجودگی میں عطاء اللہ پٹواری نے نہ صرف کلمہ طیبہ اپنی مسجد سے ہٹانے سے انکار کیا بلکہ تبلیغ بھی شروع کر دی اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا شروع کر دی۔ عطاء اللہ پٹواری نے یہ بھی کہا کہ ہم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ اس طرح قانون کے محافظوں کے سامنے قانون کی خلاف ورزی کی گئی۔لہذا استدعا ہے کہ عطاء اللہ قادیانی کے خلاف زیر دفعہ 295/C جس کی سزا موت ہے قرآن مجید کی تلاوت اور حضور ﷺ کی توہین کرنے پر فوری مقدمہ درج کیا جاوے۔

☆......☆......☆

درود پڑھنے کی وجہ سے مقدمہ

ٹنڈو آدم کے بدبخت مولوی احمد میاں حمادی نے ۱۳راگست ۱۹۸۷ء کو شہداد پور سندھ میں ہی ایک مقدمہ مکرم مختار احمد صاحب، عبدالرحمٰن صاحب اور علی احمد صاحب کے خلاف درج کرایا جس میں کہا کہ احمدیوں نے ایک جلسہ مورخہ ۹راگست ۱۹۸۷ء کو منعقد کیا اور اس میں قرآن مجید کی آیات کی تلاوت کرنے کے بعد لاؤڈ سپیکر پر رسول مقبول ﷺ پر درود بھیجا گیا۔ اس طرح "توہین رسالت" کے مرتکب ہوئے۔ چنانچہ یہ مقدمہ زیر دفعہ 295/C اور 298/C تعزیرات پاکستان تین احمدیوں کے خلاف درج ہوا۔

☆......☆......☆

کلمہ طیبہ لکھنے کی وجہ سے "توھین رسالت" کا مقدمہ

قصور شہر کے مکرم شیخ محمد اسلم صاحب، مکرم مشتاق احمد صاحب، مکرم محمد اسلام صاحب اور مکرم قریشی نور احمد صاحب کے خلاف ایک مقدمہ مورخہ ۲۷راگست ۱۹۸۷ء کو درج کیا گیا جو قصور شہر کی مجلس ختم نبوت کے صدر فضل حسین کی درخواست پر درج ہوا۔درخواست میں لکھا گیا کہ مذکورہ احمدیوں نے اپنے گھروں، دوکانوں اور مسجد پر کلمہ طیبہ لکھ رکھا ہے اور یہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/C کے تحت جرم ہے۔ چنانچہ مقدمہ کے اندراج کے بعد فوری طور پر چاروں احمدی احباب کو گرفتار کر لیا گیا۔

بعدازاں شکایت کنندہ نے ایک اور درخواست ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ قصور کی عدالت میں دائر کی جس میں لکھا گیا کہ احمدیوں نے گھروں، دوکانوں اور مسجد پر کلمہ طیبہ لکھ کر توہین رسالت کا ارتکاب بھی کیا ہے۔ چنانچہ اس درخواست پر ان چاروں احباب کے خلاف 295/C کا اضافہ کر دیا گیا۔

۱۰رمئی ۱۹۸۸ء کو ایڈیشنل سیشن جج چوہدری عبدالستار نے مدعی کی درخواست پڑھ کر کہا کہ اس میں دفعہ 295/C لاگو نہیں ہوتی لہذا دفعہ 298/C کے تحت مقدمہ کی کارروائی کے لئے سٹی مجسٹریٹ کو بھجوا دیا گیا۔

☆......☆......☆

پوسٹر پھاڑنے کی وجہ سے توھین رسالت کا مقدمہ

مورخہ ۲۸راگست ۱۹۸۷ء کو ننکانہ کے ایک احمدی نوجوان کلیم احمد ولد ڈاکٹر حاجی عبدالرحمٰن پر توہین رسالت کے الزام میں ایک مقدمہ تھانہ ننکانہ میں جماعت کے ایک مخالف عبدالمجید اختر کی درخواست پر درج کیا گیا۔الزام یہ لگایا گیا کہ اس احمدی نوجوان نے مجلس ختم نبوت کا ایک پوسٹر جو دیوار پر چسپاں تھا پھاڑ ڈالا اور اس طرح رسول کریم ﷺ کی توہین کا مرتکب ہوا۔

☆......☆......☆

نوٹس بورڈ پر روغن پھیرنے کی وجہ سے توھین رسالت کا مقدمہ

خوشاب کے ایک مخالف عقیل عباس شاہ نے مورخہ ۲۸راکتوبر ۱۹۸۷ء کو ایک احمدی مسلمان حکیم جمیل احمد کے خلاف ایک مقدمہ زیر دفعات 295/C اور 298/C اور ۱۶۔ایم پی او تعزیرات پاکستان تھانہ خوشاب میں درج کرا دیا۔ تحریری درخواست میں شکایت کی گئی کہ حکیم جمیل احمد نے مجلس ختم نبوت کے بورڈ پر سیاہی پھیر دی ہے۔نیز مقامی مسجد احمدیہ پر دوبارہ کلمہ طیبہ لکھ کر دفعہ 298/C کی خلاف ورزی کی ہے۔

☆......☆......☆

تبلیغ کی وجہ سے توھین رسالت کا مقدمہ

ٹنڈو آدم کے بدنام ترین مولوی احمد میاں حمادی نے ۲۷ردسمبر ۱۹۸۷ء کو شہداد پور سندھ کے تھانہ میں ایک درخواست چوہدری خلیل احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ سانگھڑ کے خلاف دی جس میں لکھا گیا کہ مکرم خلیل احمد صاحب نے رسالہ انصار اللہ بابت ماہ فروری ۱۹۸۷ء بغرض تبلیغ ایک غیر احمدی وکیل محمد اسحاق نامی کو دیا ہے جو اس نے مولوی حمادی تک پہنچا دیا اور مولوی مذکور کے دعویٰ کے مطابق اس میں ہتک رسول ﷺ کی گئی ہے۔ چنانچہ مکرم خلیل احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ سانگھڑ کے خلاف زیر دفعہ 295/C توہین رسالت کا مقدمہ درج ہو گیا اور انہیں گرفتار کر کے شہداد پور جیل بھجوا دیا گیا۔ سیشن جج سانگھڑ نے جولائی ۱۹۸۸ء میں فیصلہ دیا کہ رسالہ مذکور میں مضامین کسی طرح بھی توہین رسالت کی دفعات کے تحت نہیں آتے۔

☆......☆......☆

سیرت رسول کریم ﷺ پر جلسہ کرنے پر مقدمہ

تلونڈی موسیٰ خان ضلع گوجرانوالہ میں جماعت احمدیہ نے سیرت رسول کریم ﷺ کے موضوع پر ایک جلسہ کا انعقاد کیا جس میں مرکز احمدیت ربوہ سے مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور دیگر مبلغین کو بھی شمولیت کی دعوت دی۔ اس جلسہ کے انعقاد کی وجہ سے علاقہ کے غیر احمدی مسلمانوں کو سخت غصہ آیا اور ان کے نمائندگان خواجہ محمد شفیق اور چوہدری غلام محمد آف گوجرانوالہ شہر نے احمدی مسلمانوں کے خلاف تھانہ صدر گوجرانوالہ میں رپورٹ کی اور مندرجہ ذیل احمدی احباب پر زیر دفعہ 295/C، 298/C اور 188 تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ مورخہ ۲۳رمارچ ۱۹۸۸ء کو درج کروایا۔

(۱) مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ربوہ
(۲) نذیر احمد صاحب ۔(۳) منظور احمد صاحب۔
(۴) منور احمد صاحب۔ (۵) محمد یوسف صاحب۔
(۶) شبیر احمد صاحب۔ (۷) ناصر احمد صاحب۔
(۸) ظفر احمد صاحب۔(۹) شبیر احمد صاحب شاہد، مبلغ جماعت احمدیہ ۔(۱۰) خالد احمد صاحب۔
(۱۱) سلیم احمد صاحب۔

درخواست میں لکھا گیا کہ ان سب نے جلسہ کا انعقاد کر کے احمدیت کی تبلیغ کی ہے اور اس طرح رسول کریم کی توہین کے مرتکب ہوئے ہیں۔

سیشن کورٹ نے ۳راپریل ۱۹۹۰ء کو دفعہ 298/C کے تحت تمام افراد کو دو دو سال قید اور پانچ ہزار فی کس جرمانہ کی سزا دی مگر عدالت نے فیصلہ دیا کہ دفعہ 295/C کا اطلاق اس مقدمہ پر نہیں ہوتا۔ سزاؤں کے خلاف اپیل کی گئی۔

☆......☆......☆

گھر پر قرآنی آیت لکھنے کی وجہ سے مقدمہ

سانگھڑ سندھ کے ایک احمدی مسلمان رشید احمد خان صاحب کے خلاف سانگھڑ کے ایک مولوی عبدالغفور نے ایک مقدمہ زیر دفعہ 298/C تعزیرات پاکستان مورخہ ۵راپریل ۱۹۸۸ء کو درج کرایا۔اس نے پولیس کو تحریری درخواست دی جس میں لکھا کہ قصبہ سانگھڑ کے لوگوں سے اسے معلوم ہوا ہے کہ ایک احمدی نے اپنے مکان کی بیرونی دیوار پر قرآنی آیت الیس اللہ بکاف عبدہ سیمنٹ سے کندہ کی ہوئی ہے۔اس پر وہ اپنے ساتھیوں سمیت رشید احمد خان کے مکان پر پہنچا اور خود دیکھا کہ مذکورہ بالا آیت گھر کی بیرونی دیوار پر تحریر ہے۔وہ

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

فوراً پولیس اسٹیشن پہنچے۔ اس وقت دن کے بارہ بجے تھے انہوں نے پولیس اسٹیشن سانگھڑ میں احمدی رشید احمد خان کے خلاف زیر دفعہ 298/C ایک مقدمہ درج کرایا۔ کیونکہ اس آیت قرآنی سے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے تھے۔ پولیس موقع پر پہنچ گئی اور آیت قرآنی کے فوٹو لے گئی اور اسی دن چار بجے بعد دوپہر رشید احمد خان کو گرفتار کرلیا گیا۔ مقدمہ کی سماعت زیر دفعہ 298/C شروع ہوئی مگر بعد میں ۹رمارچ ۱۹۹۱ء کو دفعہ 295/C یعنی توہین رسالت کی دفعہ کا بھی اضافہ کردیا گیا۔ اس طرح دونوں دفعات یعنی 298/C اور 295/C کے تحت مقدمہ عدالت میں ۱۹۹۴ء تک چلتا رہا اور مورخہ ۱۳رجنوری ۱۹۹۴ء کو سیشن جج سانگھڑ بشیر احمد میمن نے رشید احمد خان کو دفعہ 298/C کے تحت دو سال قید اور پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔

مورخہ ۱۳رفروری ۱۹۹۴ء کو پولیس انسپکٹر اور اسسٹنٹ کمشنر پولیس بھاری گارد لے کر رشید احمد خان کے گھر آئے اور اپنے ساتھ ایک ہندو لوہار کو لائے جس نے ہتھوڑے کی مدد سے سیمنٹ سے کندہ آیت کریمہ کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆......☆......☆

گھروں پر کلمہ طیبہ لکھنے کی وجہ سے ایک اور مقدمہ

مورخہ ۱۴راپریل ۱۹۸۸ء کو ایک مقدمہ زیر دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کے احباب ملک نثار احمد صاحب، ملک نور احمد صاحب اور عاشق محمود صاحب پر ایک مخالف سلسلہ محمد سعید ذکی کی تحریری درخواست کی وجہ سے درج کیا گیا۔ درخواست میں کہا گیا کہ احمدیوں نے اپنے گھروں پر کلمہ طیبہ لکھ رکھا ہے اور اس طرح رسول مقبول ﷺ کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ توہین رسالت کا فعل مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہے اور یہ صریحاً دفعہ 295/C کی خلاف ورزی ہے۔

☆......☆......☆

تبلیغ کی وجہ سے مقدمہ قائم کیا گیا جو ۶ سال بعد توہین رسالت کے مقدمہ میں تبدیل کر دیا گیا

مکرم عبدالقدیر شاہد صاحب مربی سلسلہ جماعت احمدیہ اور ان کے دو نسبتی بھائیوں مکرم محمد اشفاق صاحب اور مکرم محمد شہباز صاحب آف شرقپور ضلع شیخوپورہ کے خلاف تبلیغ کرنے کے الزام میں زیر دفعہ 298/C تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ مورخہ ۲۸راکتوبر ۱۹۸۸ء کو تھانہ شرقپور ضلع شیخوپورہ میں درج ہوا۔ یہ مقدمہ شرقپور کے رہنے والے ایک مخالف حکیم اقبال احمد کی تحریری درخواست پر درج کیا گیا۔ درخواست دہندہ نے لکھا کہ:

"گزارش ہے کہ عید میلادالنبی کے دن شرقپور شہر میں قادیانی فرقہ کے چند لڑکے جن میں اشفاق احمد ولد محمد حسین اور شہباز ولد محمد حسین تھے اشتہار بازی کر رہے تھے جن میں اپنے عقیدے کی دعوت و تبلیغ کی گئی تھی۔ اشتہار کا مضمون اشتعال انگیزی کا موجب بن سکتا تھا۔ چنانچہ جن لوگوں نے یہ اشتہار پڑھا ان کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے۔ اس کے بعد ہمارے مسلمانوں کے چند لڑکے جن میں مقصود احمد ولد شیخ محمد اسمٰعیل، احمد صابر علی ولد شیخ دل محمد، شیخ محمد مجیب ولد شیخ محمد حنیف اور شیخ اشرف علی ولد رنگ الٰہی ان کے پیچھیان کے گھر گئے اور ان سے اس سلسلہ میں بازپرس کی۔ انہوں نے کمال ڈھٹائی سے بجائے معذرت کے الٹا ڈانٹنا شروع کر دیا۔ دونوں طرف سے کافی بات چیت ہوتی رہی آخر ہم تنگ آکر واپس آگئے۔

آج شام یعنی ۲۸راکتوبر ۱۹۸۸ء کو اندرون ضیاء گیٹ شرقپور بمقام بالمقابل دوکان جمیل برتن فروش، مقصود احمد ولد شیخ محمد اسمٰعیل، شیخ احمد صابر علی، شیخ محمد حبیب وغیرہ موجود تھے کہ یہی دونوں یعنی اشفاق اور اس کے ساتھ ایک لڑکا وہاں آگئے اور دوبارہ اپنے عقیدہ کے بارہ میں بیان شروع کر دیا اور ہمیں اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور بتایا کہ ہمارا مبلغ عبدالقدیر موجود ہے جو آپ کی تسلی کرے گا۔ ہمیں باتوں میں لگا کر آہستہ آہستہ اپنے گھر لے گئے۔ وہاں ایک مبلغ جو باہر سے آیا لگتا تھا اس نے اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کر دی اور اس نے اپنے مذہب کو بالکل سچا اور برحق پیش کیا اور **ہمارے خلاف، اسلام کے خلاف** سخت بکواس کی۔ اسی اثناء میں چند اور مسلمان جن میں حکیم اقبال احمد ولد حکیم دین۔ محمود الحسن ولد محمد یحییٰ، حافظ نعیم ولد یحییٰ، جمیل ولد حاجی بشیر احمد وغیرہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ وہاں حافظ نعیم الرحمٰن اور محمود الحسن نے اسلام کی اصلیت کے بارہ میں بتایا۔ مبلغ مذکور اسلامی تعلیمات کو مسخ کر کے اپنے مذہب کو سچا ثابت کرتا رہا۔

آخر قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تحریر پیش کی گئی مگر یہ لوگ اپنی ضد سے باز نہ آئے اور غلط قسم کی بکواس کرتے رہے۔ آخر کار اسلام کی توہین، آیات قرآنی کی تحریف ہم لوگ برداشت نہ کر سکے۔ خاص طور پر آنحضور ﷺ کی شان میں گستاخی ناقابل برداشت تھی۔ چنانچہ ہم نے ان کو توبہ کرنے کے لئے کہا اور گھر کے دروازے پر لکھا ہوا کلمہ جو ان کے لئے لکھنا منع ہے کو صاف کرنے کو کہا۔ انہوں نے انکار کیا۔ چنانچہ ہم سب اکٹھے ہو کر آپ کے سامنے تھانہ پہنچ گئے ہیں۔

میں مسمی حکیم اقبال احمد آپ کے نوٹس میں یہ سارا واقعہ لایا ہوں اور ملتجی ہوں کہ ان تینوں عبدالقدیر مبلغ، اشفاق اور شہباز کے خلاف آنحضور ﷺ کے بارہ میں گستاخانہ کلمہ کہ "جو تم ہمارے مرزا غلام احمد کو سمجھتے ہو وہی ہم تمہارے رسول حضرت محمد مصطفیٰؐ کے بارہ میں کہتے ہیں" کہنے پر عبرتناک کارروائی کی جاوے نیز گھر پر کلمہ لکھنے پر کارروائی کی جائے اور مذہب حقانی اسلام کے بارے میں ناجائز اور جھوٹا پراپیگنڈا کرنے سے روکا جائے"۔

چنانچہ تینوں احمدیوں کے خلاف زیر دفعہ 298/A مقدمہ درج کرلیا گیا اور رات ۱۱ بجے پولیس نے تینوں کو ان کے گھر سے گرفتار کرلیا۔ اگلے روز فیروزوالا (شاہدرہ) کے مجسٹریٹ کی عدالت میں ضمانت کی درخواست پیش کی گئی جو منظور ہوگئی اور تینوں احمدی ضمانت پر رہا ہو کر گھر آگئے۔

پولیس نے بعد تفتیش ۱۹۸۹ء میں مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ برائے سماعت داخل کردیا۔ مجسٹریٹ نے ۱۹۹۱ء میں احمدیوں پر چارج شیٹ لگائی اور ۱۹۹۳ء تک تمام گواہوں وغیرہ کی گواہیاں مکمل ہو گئیں۔ اس طرح ۲۵راگست ۱۹۹۳ء تک مقدمہ کی کارروائی ختم ہو چکی تھی، صرف فیصلہ سنانا باقی تھا مگر عدالت نے فیصلہ التوا میں رکھا۔ اس دوران ۱۷راکتوبر ۱۹۹۴ء کو یعنی مقدمہ شروع ہونے کے چھ سال بعد مدعی نے عدالت میں درخواست دی کہ اس مقدمہ کی دفعہ 298/A درست نہیں بلکہ توہین رسالت کی دفعہ 295/C لگنی چاہئے۔

چنانچہ مجسٹریٹ محمد صدیق نے ۷رمارچ ۱۹۹۵ء کو اس درخواست کی سماعت کی اور ۱۹رمارچ ۱۹۹۵ء کو فیصلہ دیا کہ مقدمہ زیر دفعہ 295/C آتا ہے جو اس عدالت کے دائرہ کار سے باہر ہے اور مسل مقدمہ سیشن جج شیخوپورہ کو بھجوادی۔ اس طرح یہ مقدمہ ایڈیشنل سیشن جج شیخوپورہ محمد محمود چوہدری کی عدالت میں پیش ہوا جنہوں نے فیصلہ دیا کہ اس مقدمہ پر دفعہ 295/C کا اطلاق نہیں ہوتا لہٰذا ٹرائل مجسٹریٹ صاحب فیصلہ دفعہ 298/A کے تحت سنا دیں۔ مگر ٹرائل مجسٹریٹ محمد صدیق صاحب نے ۲۹راگست ۱۹۹۵ء کو ایک بار پھر یہ فیصلہ دیا کہ اس مقدمہ پر دفعہ 295/C لگتی ہے اور مسل دوبارہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج شیخوپورہ کو بھجوادی اور ملزمان کو ہدایت کی کہ وہ ۱۸رستمبر ۱۹۹۵ء کو عدالت مذکورہ میں حاضر ہوں۔ اس دوران پہلے ایڈیشنل سیشن جج محمد محمود چوہدری صاحب تبدیل ہو چکے تھے اور ان کی جگہ رانا زاہد محمود ایڈیشنل سیشن جج مقرر ہوئے تھے۔ چنانچہ یہ مقدمہ ان کی عدالت میں پیش ہوا۔ ہمارے وکیل مکرم خواجہ سرفراز احمد ایڈووکیٹ نے مورخہ ۷ردسمبر ۱۹۹۵ء کو یہ درخواست دی کہ چونکہ لوئر کورٹ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ اس مقدمہ میں دفعہ 298/A کا اطلاق نہیں ہوتا اس لئے مجسٹریٹ کو حکم دیا جائے کہ وہ پہلے دفعہ 298/A کے بارہ میں حتمی فیصلہ دیں مگر سیشن جج نے مورخہ ۱۵رجولائی ۱۹۹۷ء کو یہ درخواست مسترد کردی۔

اس کے بعد ہائی کورٹ سے رجوع کیا گیا۔ ہائی کورٹ میں ۲۹رجولائی اور ۳۱رجولائی ۱۹۹۷ء کو بحث ہوئی مگر جسٹس محمد نعیم نے اپنے فیصلہ میں دفعہ 298/A کے تحت کارروائی کو خارج قرار دے کر 295/C کو قائم رکھا اور پٹیشن کو خارج قرار دیتے ہوئے فیصلے میں لکھا کہ ایڈیشنل سیشن جج شیخوپورہ رانا زاہد محمود اس مقدمہ کی سماعت کریں اور مورخہ ۳۰ردسمبر ۱۹۹۷ء تک اس کو بھگتادیں۔

ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی گئی اور ساتھ ہی اپیل کے دوران Stay Order کی درخواست کی گئی مگر سپریم کورٹ کے جسٹس نثار نے نہ صرف اپیل خارج کر دی بلکہ رانا زاہد محمود کو کہا کہ کیس کا فیصلہ ۳۰رنومبر ۱۹۹۷ء تک کردیا جائے۔

IVNIT ENTERPRISES

فرینکفورٹ مین ریلوے سٹیشن کے بالکل قریب
ویسٹ ہافن پر اشیاء خورونوش کا وسیع ویئر ہاؤس
آپ کی خدمت میں عرصہ دراز سے پیش پیش
ہم ہر قسم کی گروسری و تازہ سبزیاں ڈائریکٹ امپورٹ کرتے ہیں
اس لئے ہماری قیمتیں مناسب ہیں۔
ہمارے ہاں:
Tilda, Natco, TRS, Raja, SPL, Shezan, Mehran
کا سامان ہر وقت موجود رہتا ہے
پارکنگ کا وسیع انتظام ہے
آپ ۵۰۰ مربع میٹر کے ویئر ہاؤس میں
بڑے اطمینان سے ٹرالی میں شاپنگ کر سکتے ہیں

IVNIT ENTERPRISES
West Hafen Halle-3
60327- Frankfurt / M-Germany
Tel: 069-237534 Fax: 069-233800

چنانچہ یکم دسمبر ۱۹۹۷ء کو رانا زاہد محمود ایڈیشنل سیشن جج شیخوپورہ نے فیصلہ صادر کیا کہ ہر سہ ملزمان کو ۲۵، ۲۵ سال قید بامشقت اور ۵۰،۵۰ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں مزید دو سال قید بھگتنا ہوگی۔

یہ بھی یاد رہے کہ ۱۹۸۸ء میں جب یہ مقدمہ شروع ہوا تھا اس وقت توہین رسالت کی دفعہ کے تحت سزا عمر قید یا سزائے موت تھی مگر ۱۹۹۱ء میں قانون میں تبدیلی کی گئی اور اب توہین رسالت کی دفعہ 295/C کے تحت صرف سزائے موت مقرر ہے اس طرح اگر یہ مقدمہ ۱۹۹۱ء کے بعد دائر ہوتا تو جج صاحب معصوم احمدیوں کو موت کی سزا دے دیتے۔

مکرم عبدالقدیر صاحب اور ان کے دونوں نسبتی بھائی اس وقت جیل میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان اسیران راہ مولا کی جلد بریت کے غیب سے سامان فرمائے۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود لکھنے پر مقدمہ

مولوی احمد میاں حمادی آف ٹنڈو آدم سندھ نے ایک مقدمہ مکرم مرزا مبارک احمد صاحب نصرت آف سانگھڑ پر مورخہ ۳؍جنوری ۱۹۸۹ء کو زیر دفعات 298/C اور 295/C تعزیرات پاکستان درج کرایا۔ مولوی نے شکایت کی کہ مرزا مبارک احمد نصرت نے ۸۸-۱۱-۹ کو اسے ایک خط بھجوایا جس کے ساتھ مرزا طاہر احمد کی طرف سے جاری مباہلہ پمفلٹ بھی تھا۔ خط جس پیڈ پر لکھا گیا تھا اس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود لکھ کر خود کو مسلمان ظاہر کیا ہے جو دفعہ 298/C کے تحت جرم ہے۔ لہذا اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔" چنانچہ دونوں دفعات کے تحت مقدمہ ۳؍جنوری ۱۹۸۹ء کو درج کر دیا گیا۔

مقدمہ کا اندراج ہونے کے بعد مورخہ ۱۴؍ جنوری ۱۹۸۹ء کو مکرم مرزا مبارک احمد نصرت صاحب کو پولیس نے گرفتار کر لیا اور حوالات میں بند کر دیا۔

☆......☆......☆

جیل کے اندر نماز پڑھنے پر مقدمہ

دوسرے دن یعنی ۱۵؍جنوری کو مولویوں نے انہیں حوالات میں نماز پڑھتے دیکھا تو شور مچا دیا۔ ان کے خلاف ایک اور درخواست دی گئی جس میں لکھا گیا کہ **"مرزا مبارک احمد نصرت حوالات میں مسلمانوں کی طرح قبلہ رو ہوکر نماز ادا کر رہا تھا"**۔ چنانچہ اس درخواست کی بنا پر مرزا صاحب پر ایک اور مقدمہ 298/C تعزیرات پاکستان مورخہ ۶؍فروری ۱۹۸۹ء کو قائم کر دیا گیا اور ۹۴ دن حوالات میں رہنے کے بعد ان کی ضمانت پر رہائی ہوئی۔

یاد رہے اس بدبخت مولوی نے احمدیوں پر متعدد مقدمات درج کرا رکھے ہیں۔ یہ مولوی ٹنڈو آدم کا خطیب ہے۔ جو محکمہ اوقاف کے تحت ہے۔ اس طرح یہ سندھ گورنمنٹ کا باقاعدہ تنخواہ دار ملازم ہے اور حکومت کا خاص مولوی ہے۔ علاقہ بھر میں اسکا اثر ہے نیز اس علاقہ میں راجہ ظفرالحق وزیر مذہبی امور کے بھائی کا بھی بہت اثر ورسوخ ہے اس وجہ سے سندھ کے اس علاقہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف ظالمانہ حرکتیں ہوتی رہتی ہیں اور اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ سب کچھ حکومت کی ایماء پر ہو رہا ہے۔

اس مقدمہ کی سماعت آج کل ہو رہی ہے۔ ملاں حمادی سماعت کے دن اپنے چیلے چانٹوں اور مدرسہ کے طلباء کو ساتھ لے کر کمرہ عدالت میں پہنچ جاتا ہے اور جماعت کے خلاف خوب ہلڑبازی کرتا ہے۔ گزشتہ تاریخ ۲۱؍مئی ۱۹۹۹ء کو عدالت میں ہجوم نے نعرے لگا لگا کر مطالبہ کیا کہ مرزا مبارک احمد نصرت کی ضمانت منسوخ کی جائے۔ چنانچہ جج نے دباؤ میں آکر مرزا صاحب کی ضمانت منسوخ کر دی تھی۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

بقیہ: ایک مقدس خواہش ......از صفحہ ۱۳

تعالیٰ کے فضل سے اتنے ہیں اور اتنے برس رہے ہیں کہ بارش کے قطروں کی طرح ان کا شمار ممکن نہیں رہا۔ لیکن اس کے باوجود جو عشق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ سے تھا اس میں بارش کے قطروں کے ان گنت ہونے سے ذرہ بھر بھی اظہار محبت میں کمی نہیں آتی تھی بلکہ آنحضورؐ کے متعلق یہ پختہ مصدقہ روایت ہے کہ بعض دفعہ بارش ہوتی تو بارش کا پہلا قطرہ اپنی زبان نکال کر زبان پر لے لیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتے۔ وہ بارش جو بے انتہا ہوتی ہے، جس کے قطروں کا شمار ممکن نہیں اس میں پہلے قطرے کو زبان پر لے لینا ایک بے انتہا عشق کا اظہار ہے"۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل ۹؍اگست ۱۹۹۷ء)

☆......☆......☆

۷؍جولائی ۱۹۹۶ء

یکم اپریل ۱۹۹۶ء سے شروع ہونے والی ۲۴ گھنٹے کی نشریات سے مشرق وسطی کے بعض ممالک اور افریقہ اور مشرق بعید کے بعض ممالک محروم تھے۔

۷؍جولائی ۱۹۹۶ء سے گلوبل بیم کے ذریعہ ان ممالک تک بھی ایم ٹی اے کی نشریات پہنچانے کا انتظام ہو گیا۔ اس سلسلہ میں محمود ہال لندن میں ایک نہایت مبارک تقریب ہوئی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں افریقن احباب، بچوں، نوجوانوں اور مستورات نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید پر مشتمل گیت گائے اور افریقن ممالک سے اس دن تیار کردہ خصوصی پروگرام دکھائے گئے۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل ۱۹؍جولائی ۱۹۹۶ء)

☆......☆......☆

دوسرا رخ

اس سفر کی دوسری پٹڑی فونوگراف کے ذریعہ ریکارڈنگ سے تیار ہوئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب مالیر کوٹلہ کے پاس ایک فونوگراف تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پتہ چلا تو آپ نے انہیں خط لکھا کہ جب قادیان آئیں تو فونوگراف لیتے آئیں۔ حضور اقدس کا منشاء تھا کہ حضور کی تقریر اس میں ریکارڈ کر کے بیرونی ممالک میں بھیجی جائے جو دعوت الی اللہ کا موجب ہو۔

۲۰؍نومبر ۱۹۰۱ء کو قادیان میں فونوگراف میں ریکارڈنگ کی بابرکت تقریب منعقد ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس موقعہ پر ایک نظم تحریر فرمائی۔

آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے اسی وقت یہ نظم اور حضور کے نعتیہ قصیدہ

عجب نوریست در جان محمد
عجب لعلیست درکان محمد

کے اشعار خوش الحانی سے ریکارڈ کئے۔ اس کے بعد حضرت مولوی صاحب کی آواز میں قرآن شریف کی تلاوت ریکارڈ کی گئی۔ اسی روز بعد نماز عصر قادیان کے آریوں شرمپت وغیرہ مردوں اور ہندو عورتوں کو یہ ریکارڈ سنایا گیا۔ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ایک مختصر تقریر جو سورہ عصر کی تفسیر پر مشتمل تھی ریکارڈ کی گئی۔

(اصحاب احمد جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ تا ۴۲۹۔ از ملک صلاح الدین صاحب، طبع اول قادیان ۱۹۵۲ء)

گو حضرت مسیح موعودؑ کی مبارک آواز ریکارڈ نہ ہو سکی اور دیگر آوازیں بھی ضائع ہو گئیں مگر یہ واقعہ آئندہ ہونے والے واقعات کے لئے تمہید بن گیا۔ اس کے بعد جماعت میں ٹیپ ریکارڈنگ کا دور شروع ہوا اور جلسہ سالانہ ۱۹۵۱ء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تقاریر ریکارڈ کی گئیں۔ یہ سعادت سید عبدالرحمٰن صاحب (متوطن امریکہ) کے حصہ میں آئی۔

(اصحاب احمد جلد ۲ صفحہ ۴۲۵ حاشیہ۔ از ملک صلاح الدین صاحب، طبع اول قادیان ۱۹۵۲ء)

☆......۲۷؍دسمبر ۱۹۵۲ء: اس وقت حضرت مصلح موعود کی قدیم ترین ٹیپ شدہ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۵۲ء کی ہے بعنوان تعلق باللہ۔

☆......دسمبر ۱۹۵۳ء: سیر روحانی کی مشہور تقریر نوبت خانے ریکارڈ کی گئی جو جماعت میں بہت مقبول ہے۔

☆......خلافت ثانیہ میں حضرت مصلح موعودؓ کی چند ویڈیو فلمیں تیار کی گئیں۔

☆......دسمبر ۱۹۶۰ء: حضرت مصلح موعودؓ کے خطاب سے پہلے ۱۹۵۳ء کی تقریر کا ریکارڈ سنایا گیا۔

☆......دسمبر ۱۹۶۱ء: جلسہ سالانہ مستورات میں حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء سنائی گئی۔ نیز مردانہ جلسہ گاہ کی کئی تقاریر کی ریکارڈنگ سنائی گئی۔

☆......دسمبر ۱۹۶۲ء: جلسہ سالانہ مستورات میں مردانہ جلسہ گاہ کی کئی تقاریر کی ریکارڈنگ سنائی گئی۔

☆......دسمبر ۱۹۶۳ء و ۱۹۶۴ء: جلسہ مستورات میں حضرت مصلح موعود کے پیغام کی ریکارڈنگ اور کئی دیگر تقاریر کے ریکارڈ سنائے گئے۔

☆......دسمبر ۱۹۶۵ء: جلسہ مستورات میں حضرت سیدہ چھوٹی آپا اور حضرت سیدہ مہر آپا کے خطاب بذریعہ ٹیپ سنے گئے۔

☆......۱۹۸۴ء: لندن سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے خطاب کی کیسٹس تمام دنیا میں بھجوائی جاتی رہیں۔ یہ سلسلہ ایم ٹی اے کے آغاز تک جاری رہا۔

☆......۳؍اپریل ۱۹۸۷ء: ربوہ میں جماعت احمدیہ پاکستان کی ۶۸ویں مجلس شوریٰ کے لئے حضور کا خصوصی ریکارڈ شدہ پیغام سنایا گیا۔

☆......۱۹۸۹ء: صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ویڈیو ریکارڈ شدہ پیغام تمام عالم میں مشتہر کیا گیا۔

الحمد للہ ایم ٹی اے کے ذریعہ یہ دونوں نظام اکٹھے ہو گئے اور جماعت اپنے امام کے براہ راست خطاب بھی سن رہی ہے اور سابقہ خطابوں کی ریکارڈنگ بھی۔

یہ مضمون مکرم عبدالسمیع خان صاحب کی کتاب " احمدیت کا فضائی دور-ایم ٹی کے اثرات و برکات" سے ماخوذ ہے - یہ کتاب شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی نے شائع کی ہے -

ڈیجیٹل سیٹلائٹ —— Digital Revolution

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کی نشریات جدید ترین ڈیجیٹل نشریاتی نظام کے ذریعہ سے شروع ہو چکی ہیں۔ اس کے لئے ڈیجیٹل ریسیور نہایت سستی قیمت پر ہمارے ہاں دستیاب ہیں۔ جلسہ سالانہ U.K کے موقع پر اسلام آباد میں ہمارے سٹال پر تشریف لائیں۔ آپ کی ہر قسم کی راہنمائی کا وہاں انتظام موجود ہوگا۔ انشاء اللہ

Skylite Satellites Systems
1351- Jackln Road, Milpitas, C A 95035, USA
Tel: 001-408-934-9349 Fax: 001-408-941-9495
جرمنی میں رابطہ کے لئے
Tel: 0049-69-5076160 + 0179-6911599

لِقاءِ مَعَ الْعَرَبْ

(۷ر مارچ ۱۹۹۵ء)

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا **خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کرنے** کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔(ادارہ)

احمدیت کا تعارف اور مختصر تاریخ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مجلس میں رونق افروز ہوئے اور فرمایا: مجھے علم ہواہے کہ عرب جو یہ پروگرام دیکھتے ہیں وہ بالکل ابتداء سے احمدیت کی الف ب جاننا چاہتے ہیں۔ کہ احمدیت کیاہے اور کیسے اس کا آغاز ہوا؟ شائد انہیں یہ معلوم نہیں کہ ہمارے مخالفین جسے قادیانیت کے نام سے پکارتے ہیں وہ احمدیت ہی ہے۔ ان عربوں نے احمدیت کے متعلق بہت سی باتیں کنفیوژ کرنے والی سنی ہونگی اس لئے آیئے ہم آج ان کے لئے احمدیت کا تعارف بالکل سادہ طریق پر پیش کرتے ہیں کہ احمدیت کیاہے۔ اور قطع نظر اس کے کہ احمدیت پر کیا کیا الزام تراشیاں کی جاتی ہیں احمدیت کی مختصر تاریخ پیش کرتے ہیں۔ اس پس منظر کو سامنے رکھ کر میں حلمی صاحب سے کہوں گا کہ وہ احمدیت کے مختلف حصوں سے متعلق سوال پیش کریں۔

سوال: جماعت احمدیہ کے بانی کون ہیں؟ اور کن وجوہ کی بنا پر اس جماعت کا قیام عمل میں لایا گیا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: اس زمین پر کوئی انسان نہیں ہے جس نے فی الحقیقت احمدیت کی بنیاد رکھی ہو۔ کیونکہ احمدیت جس پر ہمارا ایمان ہے خدا تعالیٰ کی قائم کردہ ہے۔ جس طرح کہ اسلام کی بنیاد حضرت رسول کریم ﷺ نے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے رکھی ہے۔ احمدیت کی بنیاد اسلام سے باہر نہیں بلکہ اس کے اندر ہی اس کا قیام ہوا ہے۔

سب سے پہلے تو یہ کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا ہوا یہ وعدہ پورا فرمایا جس کا ذکر قرآن کریم میں سورۃ الجمعہ میں یوں فرمایا:

"هُوَالَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْاعَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ"۔(سورۃ الجمعۃ:۳،۴)

اس کا مطلب یہ ہے کہ وعدہ کا دوسرا حصہ ایک ایسے زمانہ میں پورا ہوگا جو آنحضرت ﷺ کے وقت کے بہت بعد میں آنے والا ہے۔ جس بنا پر اس کا اٰخَرِيْنَ مِنْهُم کے حوالہ سے ذکر کیا۔ یہ وہ وعدہ ہے جس میں احمدیت کی تصویر ابھرتی ہے۔ تمام قدیم مسلمان علماء اس وعدہ کے مختلف پہلو زیر بحث لایا کرتے تھے اور سب اس نکتہ پر متفق تھے کہ آخری زمانہ میں جو یقیناً آج کل کا زمانہ ہے خدا تعالیٰ "اَلْاِمَامُ الْمَهْدِى" کے نام سے ایک مصلح مبعوث فرمائے گا۔ نیز ایک اور مصلح کا بھی ذکر فرماتا ہے جو "اَلْمَسِيْح" کے نام سے آئے گا۔ ہم ان دونوں "اَلْاِمَامُ الْمَهْدِى" اور "اَلْمَسِيْح" کے بارہ میں گزشتہ مجالس سوال و جواب میں گفتگو کر چکے ہیں اس لئے اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ سوائے اس کے کہ آپ اس کی ضرورت محسوس کریں اور اس بارہ میں مجھ سے سوال کریں۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ جس احمدیت پر ہمارا ایمان ہے وہ اصل میں قرآن کریم میں مذکور وعدہ کے مطابق وہ لوگ ہیں جنہیں آخرین کے نام سے یاد کیا گیاہے اور وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے ماحول میں نشوونما اور پرورش پائیں گے کہ ان کی صفات و مراتب ایمانی، صدق و راستی، تقویٰ اور تزکیہ نفس، انہیں ان اولین کے دائرہ میں داخل کردیں گے جو آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے اور آپؐ کے انصار کہلائے۔ یہ پیشگوئی اس لحاظ سے بھی ان پر چسپاں ہوگی کہ انہیں ویسی ہی مشکلات و تکالیف اور ابتلاؤں کا سامنا کرنا پڑے گا اور جانوں کی قربانیاں پیش کرنی پڑیں گی جیسی کہ آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے قربانیاں دیں۔

یہ میرا مختصر سا جواب ہے کہ **احمدیت جس پر ہمارا ایمان ہے خدا تعالیٰ کی قائم کردہ ہے۔** لیکن عام طور پر لوگ خدا تعالیٰ کا نہیں بلکہ انسانوں میں سے بانیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اگر سائل نے اس نکتہ نظر سے جواب طلب کیاہے تو میں اس لحاظ سے بھی اس سوال کا جواب دوں گا۔

جب یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اسلام کے بانی ہیں اور دوسروں کے متعلق بھی اس نسبت سے بات کی جاتی ہے کہ حضرت موسیٰ یہودیت کے بانی تھے اور فلاں نبی فلاں مذہب کا تو میرا خیال ہے یہ درست بیان نہیں ہے۔ تمام مذاہب خدا تعالیٰ کے ہاتھ کے قائم کردہ ہیں۔ ہاں البتہ انبیاء چونکہ خدا تعالیٰ کی نمائندگی میں آتے ہیں اس لئے ان کے ذریعہ ان مذاہب کی شناخت کی جاتی ہے۔ اس مفہوم میں اسلام کے دائرہ میں ہی احمدیت کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے رکھی۔ جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان میں ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ مغل خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو بیگ کہلاتا تھا۔ مغلوں میں بیگ کا لفظ عام مستعمل تھا لیکن حقیقت میں یہ وہ مغل نہیں تھے جو ہندوستان فتح کرنے آئے تھے۔ یہ خاندان فارس سے یہاں آکر آباد ہوا تھا اور کئی سو سال تک فارس میں آباد رہا۔ اور اس سے قبل ممکن ہے کسی اور علاقہ سے آئے ہوں مجھے اس کا علم نہیں لیکن فارس میں ایک طویل عرصہ رہنے کی وجہ سے فارسی کہلاتے تھے۔ مغل بادشاہ بابر کے دور حکومت میں یہ خاندان انڈیا آیا اور چونکہ یہ خاندان بھی مغل کہلاتا تھا اور اپنے علاقہ میں خاص عزت اور اثر ورسوخ رکھتا تھا اس بنا پر مغل بادشاہ کی طرف سے عزت افزائی کے طور پر اس خاندان کو ۷۰ دیہات ملکیت میں دئے گئے جن پر یہ خاندان باقاعدہ حکومت کرتا تھا۔ گویا ایک چھوٹی سی ماتحت ریاست، ریاستی خود مختاری اصول کے تحت اس خاندان کو دی گئی تھی جہاں وہ اپنے اصول و قوانین نافذ کرتا تھا۔ سکھوں کے زمانہ تک یہ دیہات اس خاندان کے پاس رہے۔ بعد میں پنجاب میں بدنظمی اور طوائف الملوکی کے وقت سکھوں نے لڑائی کر کے ان دیہات پر قبضہ کرلیا اور اس خاندان کا اثر و رسوخ جاتا رہا۔ پھر جب رنجیت سنگھ کو طاقت نصیب ہوئی تو ان دیہات میں سے چند دیہات غیر ریاستی حقوق کے ساتھ ہمارے خاندان کو واپس کئے گئے جو قادیان سمیت صرف چار گاؤں تھے اور یہ وہ وقت تھا جب انگریز آئے اور انہوں نے اپنے قوانین و اصول نافذ کئے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ اس سے قبل انڈیا میں انگریز راج قائم ہوچکا تھا۔

حضور انور نے محترم حلمی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا، آپ چاہیں تو مجھ سے یہ سوال کرسکتے ہیں کہ کیوں اور کس اختیار کی بنا پر میں تحدی سے کہہ سکتا ہوں کہ قرآن کریم میں جو وعدہ ہے وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ کہ ان لوگوں کا اخلاقی، دینی اور روحانی معیار و مرتبہ اس درجہ بلند کیا جائے گا کہ وہ ان اوّلین میں شمار ہونگے جن کی اصلاح و تربیت آنحضرت ﷺ نے کی۔ یہ بہت بڑا دعویٰ ہے۔ ہو سکتا ہے اس تعلق میں بعض لوگ میرے ساتھ اتفاق نہ کریں۔

قرآن کریم نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ پر بات کی ہے۔ ان لوگوں کے بارہ میں جو آخرت میں آنے والے ہیں، مرنے کے بعد کی آخرت میں نہیں بلکہ اسی زمین پر بعد کے زمانہ میں اور ان میں سے بعض لوگوں کا درجہ خدا کی نظر میں ایسا بلند ہوگا کہ وہ ثُلَّةٌ مِنَ الْاَوَّلِيْن۔ وَ ثُلَّةٌ مِنَ الْاٰخِرِيْن (الواقعہ:۴۰،۴۱) کہلائیں گے۔ ان میں سے ایک جماعت ثُلَّةٌ ہوگی اور پھر ایک اور جگہ فرماتا ہے۔ ثُلَّةٌ مِنَ الْاَوَّلِيْن وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْن (الواقعہ:۱۴) وہ سارے بالکل ایک دوسرے کے برابر نہیں ہونگے کیونکہ پہلی مرتبہ جب آنحضرت ﷺ خود تشریف لائے، آپ کا لوگوں کی اصلاح و تربیت و تقویٰ کے معیار کو بلند کرنا ایسا بے نظیر ولاثانی تھا کہ آپؐ کے بعد آپؐ کی ماتحتی میں خواہ کیسا ہی بلند مرتبہ نبی مبعوث ہوجاتا وہ اپنے ماننے والوں کو اس درجہ کمال تک نہیں پہنچا سکتا تھا۔

یہ بہت ہی خوبصورت آیت ہے جو آپؐ کی بعثت اولیٰ اور بعثت ثانیہ کے درمیان فرق اور موازنہ کو پیش کر رہی ہے۔ جب آپ پہلی مرتبہ ظاہر ہوئے تو آپ کے متبعین کا معیار روحانی بھی بہت بلند تھا اور تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ اس لئے جب بھی ان کا ذکر ہوا تو قرآن کریم نے فرمایا "ثُلَّةٌ مِنَ الْاَوَّلِيْن"۔ "ثُلَّةٌ مِنَ الْاَوَّلِيْن" کبھی ان کے لئے قَلِيْلٌ مِنَ الْاَوَّلِيْن نہیں فرمایا۔ لیکن جب آپ کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہوا، بے شک کہ قرآن کریم فرماتا ہے "وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ" گویا کہ آپؐ دوبارہ تشریف لائیں گے۔ لیکن آیات قرآنی ہمیں یقینی خبر دے رہی ہیں کہ آپ بنفس نفیس اسی وجود کے ساتھ ظہور نہیں فرمائیں گے بلکہ آپ کی خُو بُو پر اور کامل متابعت میں کوئی دوسرا وجود اپنی انتہائی کوشش فرمائے گا لیکن اس کے ماننے والوں کا اولین کے ساتھ مقابلہ نہیں ہو سکے گا۔ اُس کے ذریعہ آخرین کی پیشگوئی تو ضرور پوری ہوگی ایک قلیل تعداد اس کے ماننے والوں کی مرتبہ و مقام میں ضرور اولین کے مرتبہ تک پہنچے گی۔ بے شک کہ ان سب کا معیار ویسا اعلیٰ وارفع نہیں ہوگا۔ اس لئے دوسری جگہ ثُلَّةٌ مِنَ الْاٰخِرِيْن سے مراد اس وجود کے ماننے والوں کی کثرت تعداد مراد ہے جو روحانیت میں

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنادیا

تمام احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو

عظیم الشان عالمی فتوحات روحانیہ پردلی مبارکباد

KENSSY FRIED CHICKEN

589 High Road.Leytonstone.London E11 4PB U.K.

Tel: 0181- 539 3773 Proprietor: M.A.Hayat

طالب دعا: مسعود احمد حیات

درمیانہ درجہ کے حامل ہونگے۔ انہیں اولین جیسا اعلیٰ مقامِ روحانیت نصیب نہیں ہوگا۔ اس ایمانی، روحانی و اخلاقی معیار کو سامنے رکھ کر قرآن کریم فرماتاہے "ثُلَّةٌ مِنَ الاَوَّلِین وَ ثُلَّةٌ مِنَ الآخِرِیْن" ایک کثیر تعداد پہلوں کی اور ایک کثیر تعداد بعد میں آنے والوں کی ۔ لیکن جہاں اعلیٰ مرتبہ و مقام اور معیار روحانیت کی بات کرتاہے توفرماتاہے "ثُلَّةٌ مِنَ الاَوَّلِین وقَلِیْلٌ مِّنَ الآخِرِین" بہت ہی خوبصورت بیان ہے۔

تاریخی نقطہ نگاہ سے اس پر غور کریں تو ایک دلچسپ امر سامنے آتاہے وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ جو آپ کے ساتھ مدینہ میں اور اس سے پہلے مکہ میں رہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کے مقابلہ میں جو آپ کے ساتھ قادیان میں رہے تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ میں باقیوں کی بات نہیں کر رہا وہ جو آپؐ کے پاس آئے اور پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے اور آپؐ سے براہ راست فیضیاب ہوئے "المھدی" کے اصحاب کی نسبت تعداد میں بہت زیادہ تھے ۔ بے شک کہ اصحاب الیمین، وہ جنہوں نے باقی ساری دنیا میں فیض حاصل کیا وہ تو بہت بڑی ثُلَّة ہے لیکن یہ سب تو بعد میں آئے۔

اللہ تعالیٰ خوش قسمت جنتیوں کے لئے جنت کی نعماء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتاہے "لِاَصْحَابِ الْیَمِیْن" یہ جنت کی نعماء جن کا ابھی ہم نے ذکر کیاہے اصحاب الیمین کے لئے ہونگی۔ ثُلَّةٌ مِنَ الاَوَّلِین وَ ثُلَّةٌ مِنَ الآخِرِین اوّلین کی جماعت اور آخرین کی جماعت کثرتِ تعداد میں ایک دوسرے سے مماثلت رکھیں گی۔ اصحاب الیمین، بہت عمدہ اور اعلیٰ قسم کی تعریف ہے لیکن اوّلین کی جماعت میں اَلْمُقَرَّبُوْن جیسی نہیں۔ اَلْمُقَرَّبُوْن والا گروپ درجہ میں بہر حال اونچا رہے گا۔ قرآن کریم درمیانی عرصہ کے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتاہے:-

﴿وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ . مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ. فِیْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِیْمٍ. وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ. لَّابَارِدٍ وَّلَاکَرِیْمٍ. اِنَّھُمْ کَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ. وَکَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَی الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ. وَکَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اَئِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ . اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ﴾۔

(سورۃ الواقعہ: ۴۲ تا ۴۹)

اس کے جواب میں قرآن کریم فرماتاہے کہ ابھی ہم نے اصحاب الیمین کا ذکر ختم نہیں کیا:

﴿قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ . لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ﴾۔

(سورۃ الواقعہ: ۵۰، ۵۱)

یہ دونوں خوش قسمت جماعتیں اور گروہ ایک وقت میں جس کا علم خدا کو ہے جمع کی جائیں گی۔ کس طرح ان دونوں کو جمع کیا جائے گا؟ دو طریق پر۔ پہلے اس دنیا میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کے وقت۔ دوسرے آخرت میں موت کے بعد انہیں اکٹھا کیا جائے گا اور ان کے اعمال کی جزاء میں انعام و اکرام سے نوازا جائے گا۔ اور ان اولین و آخرین کے زمانوں کے درمیان ایک طویل ضلالت وگمراہی کا زمانہ ہے جس کے متعلق فرمایا:

"ثُمَّ اِنَّکُمْ اَیُّھَاالضَّآلُّوْنَ الْمُکَذِّبُوْنَ . لَاٰکِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ"۔ (الواقعہ ۵۲، ۵۳)

اے تکذیب و تکفیر سے کام لینے والو تمہیں ضرور سزا دی جائے گی۔ تکفیر و تکذیب میں جلد بازی سے کام نہ لو۔ پھر ان سے کہا جائے گا:

"فَمَالِئُوْنَ مِنْھَا الْبُطُوْنَ. فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ .فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْھِیْمِ . ھٰذَا نُزُلُھُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ "۔(الواقعہ: ۵۴ تا ۵۷)

قیامت کے روز اس طریق پر ان کی مہمان نوازی ہوگی۔

☆......☆......☆

سوال: محترم حلمی شافعی صاحب نے درخواست کی کہ حضور! حضرت امام مہدیؑ اور مسیح موعودؑ کے تاریخی حالات و واقعات سے متعلق کچھ ارشاد فرماویں۔

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا: جیساکہ میں پہلے بیان کر چکاہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، امام مہدی و مسیح موعودؑ ۱۸۳۵ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ وہ بہت مشکل اور بدامنی کے حالات تھے۔ مسلمانوں ، سکھوں اور انگریزوں میں لڑائی اور فسادات کا زمانہ تھا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب ابتداء ہی سے خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے نیز مخلوق خدا اور انسانیت کی خدمت کے لئے ہمہ تن مصروف کار رہتے تھے۔ یہ حالات ہمیں صرف آپ کی یادداشتوں سے ہی معلوم نہیں ہوتے بلکہ ہندو اور غیر مسلم جو اس گاؤں میں رہتے تھے انہوں نے اس بات کی شہادت دی۔ ان میں سے بعض نے جنہوں نے لمبی عمر پائی میرے سامنے اس بات کی گواہی دی۔ قادیان کے ایک ہندو لیڈر لالہ ملاوامل اور اسی طرح اور بھی بہت سے ہندو اور سکھ بڑی گہری محبت و عقیدت سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ذکر کرتے تھے۔ ایسا کیوں تھا؟ اس لئے کہ بچپن سے ہی آپ نے اپنا آپ خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ خالق حقیقی سے ایسی محبت تھی کہ اس محبت میں دن رات قرآن کریم کے مطالعہ اور اس پر غور و فکر میں نہاں رہتے اور اپنا سارا وقت احادیث اور دوسرے اسلامی لٹریچر کے مطالعہ میں گزارتے۔ مسجد میں جاتے تھے تو باقی سب لوگ وہاں سے فارغ ہو کر چلے جاتے لیکن آپ وہیں نوافل کی ادائیگی اور خدا تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں مصروف رہتے ۔ آپ کے متعلق یہ گواہی اس زمانہ میں قادیان میں رہنے والوں نے دی کہ اس طریق پر آپ نے اپنا بچپن گزارا۔

آپ کے والد صاحب کی آپ کے متعلق گواہی بعض سکھوں کی زبانی ملتی ہے جو ایک مرتبہ قادیان کے ایک دوسرے حصہ سے آپ کے والد صاحب کو ملنے کے لئے آئے۔ انہوں نے آپ کے والد صاحب سے استفسار کیا کہ جہاں تک ہمیں علم ہے آپ کا ایک اور بیٹا بھی ہے جسے ہم نے کبھی نہیں دیکھا لیکن ہمیں پتہ ہے کہ آپ کا ایک اور بیٹا بھی ہے۔ تو آپ کے والد صاحب نے انہیں جواب دیا کہ وہ "مسیتڑ" ہو گیاہے۔ پنجابی میں "مسیتڑ" اسے کہتے ہیں جو مسجد ہی کا ہو کر رہ جائے اور وہاں سے نکلے ہی نہ۔ اس لئے تم جاکر دیکھو، مسجد کی کسی صف میں لیٹا پڑا ہوگا۔ کیونکہ حقیقت میں بعض دفعہ ایسا ہوا کہ جب آپ عبادت کرتے کرتے تھک جاتے اور ستانے کے لئے لیٹ جاتے، مسجد کا خادم آتا اور صفوں کو لپیٹ دیتا۔ ایک دفعہ واقعۃً ایسا ہوا کہ مسجد کے خادم نے صف میں آپ کو بھی ساتھ لپیٹ دیا۔ لیکن اس پر آپ نے کسی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد آرام سے اس لپٹی ہوئی صف میں سے باہر نکل آئے۔ میں آپ کو صرف ان کے فطرتی بچپن اور اس کے لوگوں پر اثر کے بارہ میں بتانا چاہتا ہوں۔

جہاں تک آپ کی انسانیت اور مخلوق خدا سے رشتۂ محبت کا تعلق ہے اس کا اظہار اس بات سے ہوتاہے کہ آپ بچپن میں ہمیشہ ہی اپنے ہم عمر غریب لڑکوں کے ساتھ اپنا کھانا بانٹ لیا کرتے تھے اور یہ آپ کی مستقل عادت تھی۔ آپ نے کبھی بھی اپنے افراد خاندان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا۔ ہمیشہ کہتے کہ میرا کھانا مجھے دے دیں میں باہر جاکر کھاؤں گا۔ باہر جا کر دوسرے غریب بچوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ وہ کھانا یقیناً شاہی خاندان کے معیار کے مطابق اچھا کھانا ہوتا تھا لیکن اپنے لئے بہت سستی چیز خریدتے۔ آدھے پیسہ سے بھنے ہوئے چنے خریدتے اور یہ اپنے لئے کافی سمجھتے تھے۔ سارا بچپن آپ نے اسی حالت میں گزارا۔

جب آپ بڑے ہوئے تو آپ کے والد صاحب نے اصرار کیا کہ جیسے بھی ہے اپنے لئے کوئی ملازمت ڈھونڈو کیونکہ اپنی اس جاگیر کو فائدہ پہنچانے کے لحاظ سے تم سب سے ناکارہ اور بے فائدہ فیملی ممبر ہو۔ میں تم سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جبکہ دوسرے بچے باہر جاتے ہیں، تعلیم حاصل کرتے ہیں اور دوسرے کام کرتے ہیں لیکن تمہارا طریق زندگی ہمارے خاندانی دستور کے مطابق نہیں ہے۔ بیشک کہ ہم آج کل غریب ہو گئے ہیں لیکن ہمارا خاندان راج کرنے والا خاندان ہے۔

ان کے والد صاحب نے اصرار کیا اور کہا کہ میں سیالکوٹ میں تمہارے لئے ایک کورٹ میں ملازمت کا انتظام کرتاہوں۔ کیونکہ ان کے والد کا وہاں اثر ورسوخ تھا۔ پہلے تو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اصرار کیا کہ میں یہ نہیں کروں گا اور انکار کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ آپ نے مجھے ملازمت کے لئے کہاہے جبکہ میں تو پہلے ہی خدا کی ملازمت اختیار کر چکا ہوں۔ آپ اور کیا ملازمت مجھ سے چاہتے ہیں۔ لیکن والد صاحب نے کہا کہ یہ میرا حکم ہے۔ تو آپ نے فرمایا اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ آپ کا حکم ہے تو میرا خدا فرماتاہے کہ والدین کی اطاعت کرو۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے اس حکم کے تحت میں آپ کی بات ماننے کو تیار اور مجبور ہوں۔ اس طرح آپ نے چند سال سیالکوٹ ڈسٹرکٹ کورٹ میں

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholesaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

کلرک کی حیثیت سے ملازمت کی۔ یہ معمولی سی ملازمت تھی لیکن وہاں سے ہمیں قادیان سے باہر آپ کی حیات طیبہ سے متعلق شہادتیں ملتی ہیں۔ وہ لوگ جو غیر احمدی تھے، جنہیں اپنے ضلع میں عزت کا مقام حاصل تھا وہ سب آپ کے تقویٰ و پاکیزگی اور تعلق باللہ سے حد درجہ متاثر تھے کہ ایک عام کلرک اور بظاہر معمولی نظر آنے والا انسان ہمیشہ ہی اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے عیسائیوں کے ساتھ بحث و مباحثہ میں مصروف رہتا۔ وہ عدالت ایک عیسائی عدالت تھی اور آپ اس کے ایک معمولی ملازم تھے۔ لیکن اس کے باوجود اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے عیسائیوں سے بحث و مباحثہ، مسیحؑ کی طرف منسوب ان کے دعووں پر انہیں چیلنج کرنے میں اور قرآن کریم سے ان کے مذہب کے موازنہ میں اپنا سارا وقت صرف کرتے۔ اور ہر وقت یہ ثابت کرنے کے لئے تیار رہتے تھے کہ قرآن کے مقابل پر بائبل کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ وہ تو اب محض فرضی قصے کہانیوں کی ایک کتاب ہے اور میں یہ سب کچھ بدلائل ثابت کر سکتا ہوں۔

آپ کی ابتدائی زندگی کے دوسرے حصہ کا تعلق سیالکوٹ میں قیام سے ہے جس میں آپ کے ساتھ خدا تعالیٰ کا کلام کرنا، آپ کی نگہداری و محافظت کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی روایات ملتی ہیں۔ لیکن سیالکوٹ جہاں آپ نے ملازمت اختیار کی وہاں کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔

ایک دفعہ آپ دوسرے کئی ساتھیوں کے ہمراہ ایک کمرہ میں قیام پذیر تھے جو دوسری منزل پر تھا۔ رات کا وقت تھا، سب سوئے ہوئے تھے۔ آپ نے دوسروں کو بھی جگایا اور فرمایا کہ میں نے چھت کے شہتیر میں سے آواز سنی ہے گویا کہ وہ ٹوٹنے والا ہے اس لئے آؤ یہاں سے نکل چلیں۔ دوسروں نے کہا کہ چھوڑیں کیا بات کرتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہمیں آرام سے سونے دیں۔ لیکن آپ اکیلے وہاں سے نہیں نکلے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے پھر اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ دیکھو یہاں رکنا خطرناک ہے آؤ باہر چلیں۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ تیسری مرتبہ پھر آپ نے ان سے کہا کہ خدا کے واسطے کیوں خود اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈالتے ہو میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ یہ چھت گرنے والی ہے۔ آپ اس وقت تک کمرہ میں ٹھہرے رہے جب تک کہ سب کمرے سے باہر نہیں نکل گئے۔ اور یہ ان لوگوں کی گواہی ہے جو خود وہاں موجود تھے۔ سب سے آخر میں آپ باہر نکلے اور آپ کا کمرے سے باہر نکلنا تھا کہ چھت اس زوردار دھماکے سے نیچے گری کہ نچلی منزل کی چھت بھی ٹوٹ گئی۔ اس وقت آپ بالکل نوعمر تھے۔

۱۸۷۶ء میں آپ کے والد صاحب کی وفات سے چند گھنٹے قبل آپ کو الہام ہوا۔ اس سے قبل سچے رؤیا و کشوف ہوتے تھے جو اپنے اپنے وقت پر پورے ہوتے رہے۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۰ سال تھی۔ آپ کو الہام ہوا کہ آپ کے والد جلد ہی وفات پانے والے ہیں۔ الہام ہوا "وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ". آپ کے والدان دنوں بیمار تھے۔ جب آپ کو یہ الہام ہوا تو بہت پریشان ہوئے کیونکہ اس الہام سے پتہ چل گیا تھا کہ اس رات والد صاحب کی وفات ہونے والی ہے۔ پھر آپ کے دل میں خیال گزرا کہ میں نے کبھی بھی خاندانی جائیداد میں اپنے حصہ کی طرف توجہ نہیں کی۔ مجھے نہیں معلوم کہ کون کیا کرتا ہے۔ آمد و خرچ کیا ہے اور میرا حصہ کتنا ہے وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے سوچا کہ میرے والد اور والدہ جو کچھ بھی از راہ ہمدردی مجھے دے دیا کرتے تھے روٹی کپڑا وغیرہ۔ بس یہی کچھ مجھے یاد ہے۔ اب والد صاحب کی وفات کے بعد ان ضروریات زندگی کا کیا بنے گا۔ اس خیال کا آنا تھا کہ بڑی عظمت اور جلال کے ساتھ دوسرا الہام نازل ہوا "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں۔ اس الہام نے سر سے پاؤں تک آپ کو ہلا کر رکھ دیا۔ آپ خدا کے حضور گڑگڑائے، سجدہ ریز ہو کر معافی کے طلبگار ہوئے کہ اے خدا مجھے معاف فرما دے تو میرا سہارا ہے۔ تیرے ہوتے ہوئے مجھے کسی چیز کی کچھ پروا نہیں۔ کون مرتا ہے مجھے کوئی غم نہیں۔ آپ کو اس الہام پر ایسا یقین کامل تھا کہ آپ نے کسی شخص کو امرتسر بھجوایا جو قادیان سے ۱۶ میل کے فاصلے پر مغرب کی جانب ایک بڑا شہر تھا۔ اور کہا کہ وہاں جا کر کسی اچھے ماہر کی تلاش کر کے میرے لئے انگوٹھی تیار کراؤ جس پر "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" کندہ کیا گیا ہو تا کہ میں آئندہ کبھی بھی خدا تعالیٰ کے اس پیغام کو نہ بھولوں۔ اور یہ ہے وہ انگوٹھی (اس موقعہ پر حضور انور نے وہ انگوٹھی جو آپ نے دائیں ہاتھ کی انگشت مبارک میں پہنی ہوئی تھی۔ حاضرین مجلس کو دکھائی)۔ یہ میرے ہاتھ میں کیسے آئی یہ بھی دلچسپ کہانی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مختلف وقتوں میں کئی الہام ہوئے جن میں سے بعض الہامات کی آپ نے انگوٹھیاں تیار کروائیں۔ اس طرح کی آپ کے پاس چار انگوٹھیاں تھیں۔ وفات پر آپ نے اپنے پیچھے تین بیٹے چھوڑے۔ ان انگوٹھیوں میں سے ایک انگوٹھی میرے والد صاحب کے حصہ میں آئی اور دو انگوٹھیاں میرے چچاؤں کے حصہ میں۔ ممکن ہے اس بیان میں تھوڑی بہت کہیں غلطی ہو لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے اسی طرح واقعہ ہوا لیکن سب سے اہم چیز جس پر سب کی نظریں تھیں وہ یہ انگوٹھی تھی جو میں نے پہنی ہوئی ہے۔ سب سے پہلی اور خاص انگوٹھی۔ بجائے اس کے کہ خاندان والے اس انگوٹھی کی خاطر جھگڑا کرتے کہ کون اس انگوٹھی کا حقدار ہے انہوں نے قرعہ اندازی کی اور قرعہ میرے والد صاحب کے حق میں نکلا۔ لیکن جب آپ فوت ہوئے تو آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ اس انگوٹھی کی اہمیت اس بات سے بہت بالا ہے کہ یہ ہمارے خاندان کی وراثت میں رہے۔ اس لئے آئندہ جو بھی خلیفہ مسند خلافت پر بیٹھے گا وہ اس انگوٹھی کو پہنے گا۔ اس طرح آپ کے بعد میرے بڑے بھائی حضرت مرزا ناصر احمد خلیفہ بنے تو ساری زندگی آپ نے اس انگوٹھی کو پہنا۔ آپ کو یہ انگوٹھی اس لئے نہیں دی گئی تھی کہ یہ خاندان کی ملکیت تھی بلکہ اس لئے کہ آپ خلیفہ بنے تھے۔ جب آپ فوت ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے میں خلیفہ بنا اور خلافت کی عظیم ذمہ داری مجھے سونپی گئی اس وقت سے یہ انگوٹھی میری انگلی میں ہے اور جب تک میں خلیفہ ہوں، یقیناً وفات تک، اس وقت تک یہ انگوٹھی میرے پاس رہے گی۔ یہ اس انگوٹھی کی کہانی اور پس منظر ہے جس پر اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کندہ ہے۔

کل ہم پھر اس موضوع پر بات کریں گے انشاء اللہ۔ یہ بہت وسیع دلچسپ اور اہم موضوع ہے لیکن میں یہاں مختصراً ایک بات بیان کرنا چاہتا ہوں جس کا تعلق حضرت مسیح موعودؑ کے اس دعویٰ سے ہے کہ انہیں خدا نے مقرر کیا ہے۔ آپ کے دشمن جو پاکستان، ہندوستان اور بعض عرب ممالک میں ہیں یہ الزام تراشی کرتے ہیں کہ آپ انگریز کا لگایا ہوا پودا ہیں۔ انگریز نے آپ کو اپنا ایجنٹ بنایا تھا۔

سیالکوٹ میں پہلی مرتبہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ آپ کا جس رنگ میں رابطہ ہوا اس کا مختصر حال پہلے بیان کر چکا ہوں۔ جس وقت سیالکوٹ کی ضلعی عدالت میں آپ نے ملازمت اختیار کی اس وقت آپ کی عمر ۲۹ سال تھی۔ آپ ایک معمولی کلرک تھے۔ اس وقت کی برٹش گورنمنٹ کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ وہ کسی ۲۹ سالہ معمولی کلرک کو اپنی نمائندگی کے لئے مقرر کرے جو یہ دعویٰ کرے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ یہ تو ان مخالفین کی عقل و فراست کی انتہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ وہ موقع ہے جب مرزا غلام احمد کا برٹش گورنمنٹ کے ساتھ رابطہ ہوا تھا۔ لیکن یہ رابطہ کیسا تھا؟ وہ چھوٹے چھوٹے عیسائی پادری جو کچہری کے گرد چکر لگا کر عیسائیت کا پرچار کیا کرتے تھے آپ نے مسلمانوں کو ان پادریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ان کا مقابلہ کیا اور آپ اس وقت مسلمانوں کی طرف سے چیمپئن تھے۔ اس طرح یہ لوگ آپ کو انگریزوں کا ایجنٹ بناتے ہیں۔

ہدیہ عقیدت بحضور اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ کے عہد میں جیا ہوتا — کاش میں بھی بڑا ہوتا
زندگی کے ہر ایک صفحے پر — آپ کے ہاتھ سے لکھا ہوتا
آپ کا قرب، آپ کا دیدار — مرے ہر زخم کی دوا ہوتا
دشت و گلزار میں قدم بہ قدم — آپ کے ساتھ چل رہا ہوتا
شب تیرہ میں روشنی کے لئے — آپ کی یاد کا دیا ہوتا
جب جدائی کی بات کرتے تو — میں سراپائے التجا ہوتا
ہجر میں آپ کا تخیل ہی — مری تخئیل کی قبا ہوتا
پھول بن کر عدو کے کانٹوں پر — آپ کی راہ میں بچھا ہوتا
دشمن جاں کی سنگباری میں — آپ کے سامنے کھڑا ہوتا
تشنگی میں سمندروں کی طرح — آپ کی سمت میں بہا ہوتا
زور طوفاں سے آپ کی خاطر — میں اکیلا ہی لڑ گیا ہوتا
ساتھ ہوتا میں اپنے محسن کے — وقت جب بھی بہت کڑا ہوتا
گونجتا ہفت آسماں پہ اگر — ان کی دہلیز پر پڑا ہوتا

ایسا ہوتا کبھی اگر طاہر
سوچتا ہوں میں کیا سے کیا ہوتا

(طاہر عدیم جرمنی)

Earlsfield Properties
Landlords & landladies
Guaranteed rent
your properties are urgently required
Tel: 0181-265-6000

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

30/07/99 – 12/08/99

Please Note that programme and timings may change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

JALSA SALANA UK 1999

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
02.10	From The Archives: Q/A with Huzoor, Rec:02.10.96
03.00	Urdu Class: No.488 (R)
04.55	Homeopathy Class: Lesson No.54 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
09.00	MTA USA: Jalsa Salana 1999 Highlights
10.00	WELCOME TO JALSA 1999 UK
10.35	Jalsa Gah Inspection: Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.10	History of Jalsa Salana: With Imam Rashid Sahib
13.00	FRIDAY SERMON - LIVE
15.25	Flag Hoisting and Opening Addressby Huzoor LIVE
18.00	Commentry on Opening Address - LIVE
19.25	Friday Sermon, Rec: 30.07.99 (R)
21.00	Flag Hoisting and Opening Address by Huzoor (R)
23.30	Commentary on Opening Address (R)

JALSA SALANA UK 1999 Saturday 31st July – Day 2

00.05	Tilawat, News, Review of the Week
01.00	Friday Sermon: Rec, 30.07.99 (R)
02.15	Flag Hoisting and Opening Address (R)
03.45	MTA USA: Highlights of Jalsa Salana 1999 (R)
04.45	MTA Germany: Importance of Jalsa, Hamari Jalsa
06.05	Tilawat, Review of the week
06.40	History of Jalsa Salana with Imam Rashid Sahib (R)
07.50	Moshaira: About Jalsa Salana in Rabwah
10.00	Second Session of Jalsa: Speeches - LIVE
11.45	Address From Ladies Jalsa Gah - LIVE by Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.00	Documentary: About MTA
16.00	Address by Hadhrat Khalifatul Masih IV - LIVE
18.05	Tilawat, Interviews and Jalsa Activities
19.00	Second Session of Jalsa: Various Speeches (R)
21.00	Huzoor's Address from Ladies Jalsa Gah (R)
22.30	Documentary: About MTA (R)
23.30	Commentary on Huzoor's Address (R)

JALSA SALANA UK 1999

00.05	Tilawat, News, Review of the Week
01.00	Third Session of Jalsa: Huzoor's Address (R)
03.30	Huzoor's Address from Ladies Jalsa Gah (R)
05.00	Second Session of Jalsa: Various Speeches (R)
06.05	Tilawat, News, Review of the Week
07.00	Third Session of Jalsa: Huzoor's Address (R)
09.45	Announcements from Jalsa - LIVE
10.00	Fourth Session: Various Speeches - LIVE
11.15	Iternational Q/A Session with Huzoor - LIVE
13.00	International Ba'ait Ceremony with Huzoor - LIVE
15.45	Announcements
16.00	Concluding Address of Jalsa '99 by Huzoor - LIVE Followed by Silent Prayer
18.05	Tilawat, Interviews and Jalsa Activities
19.00	Fourth Session of Jalsa: Various Speeches (R)
20.30	MTA Variety: Various Programmes
21.00	International Q/A Session with Huzoor (R)

Monday 2nd August 1999

00.05	Tilawat, Review of the Week, News
01.00	Concluding Address by Huzoor (R)
03.00	Interviews and Jalsa Activities (R)
03.30	International Q/A Session with Huzoor (R)
05.00	Documentary; About MTA (R)
06.05	Tilawat, Review of the Week, News
06.55	Interviews with V.I.P.'s and Dignitaries (R)
07.25	Fourth Session of Jalsa: Various Speeches (R)
09.00	Interviews and Jalsa Activities (R)
09.55	Speech: From Jalsa Salana 1998, Germany
11.00	Friday Sermon: from Jalsa Salana 1999 (R)
12.05	Tilawat, Review of the Week, News
14.50	Opening Address of Jalsa: Delivered by Huzoor (R)
18.05	Tilawat, Review of the Week
18.30	Urdu Class: Lesson No. 486
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.218
21.50	Huzoor's Opening Address of Jalsa: (Rec: 30.07.99)
23.20	History of Jalsa Salana; With Imam Rashid Sb (R)

Tuesday 3rd August 1999

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.218 (R)
02.30	MTA Sports: Kabadi
03.10	Urdu Class: Lesson No.486 (R)
04.25	Huzoor's Opening Address of Jalsa: (Rec: 30.07.99)
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
07.15	Pushto Service: Friday Sermon
08.15	Rohani Khazaine: Fateh Islam
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.218 (R)
09.50	Urdu Class: Lesson No. 486 (R)
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.50	Friday Sermon: Rec:18.08.89
14.00	Bengali Service
15.05	Huzoor's Address from Ladies Jalsa Gah (R)
16.35	Children's Corner
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class: Lesson No: 487
19.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.219
21.05	Norwegian Programme
21.40	Hamari Kaenat
22.05	Huzoor's Address from Ladies Jalsa Gah (R)

Wednesday 4th August 1999

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.219 (R)
02.15	From the Archives: F/S Rec: 18.08.89 (R)
03.20	Urdu Class: Lesson No. 487 (R)
04.25	Huzoor's Address From Ladies Jalsa Gah (R)
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.219 (R)
09.50	Urdu Class: Lesson No. 487 (R)
10.55	Indonesian Service:
12.05	Tilawat, News
13.05	Q/A Session held in Germany:Rec:21.08.96
13.55	Bengali Service
15.00	Third Session of Jalsa: Address by Huzoor (R)
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.20	Urdu Class: Lesson No. 488
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.220
21.45	Third Session of Jalsa 1999: Address by Huzoor (R)

Thursday 5th August 1999

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.206 (R)
03.20	Urdu Class: Lesson No. 484 (R)
04.55	Tarjumatul Quran Class: Lesson No. 18 (R)
06.05	Tilawat, Dars Hadith, News
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.206(R)
09.45	Urdu Class: Lesson No. 484 (R)
10.55	Indonesian Service.
12.05	Tilawat, News
12.55	From The Archives: Q/A with Huzoor, Rec: 03.03.96
13.55	Bengali Service
15.15	Homoeopathy Class: Lesson No.54
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat.
18.30	Urdu Class: Class No. 485
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.207
21.45	Homoeopathy Class: Lesson No.54 (R)
21.45	Third Session of Jalsa 1999: Address by Huzoor (R)

Friday 6th August 1999

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.221 (R)
02.50	Urdu Class: Lesson No.489 (R)
04.00	Concluding Speech of Jalsa 99: By Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Dars Hadith, News
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.221 (R)
09.45	Urdu Class: Lesson No.489 (R)
10.55	Indpnesian Service
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00	Friday Sermon – LIVE
14.15	Rencontre Avec Les Francophones: Rec,27.07.99
15.20	Friday Sermon: Rec, 06.08.99 (R)
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat.
18.35	Urdu Class(new): Rec,04.08.99
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.222
21.45	Friday Sermon: Rec, 06.08.99 (R)
22.55	Rencontre Avec Les Francophones (R)

Saturday 7th August 1999

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.222 (R)
02.20	Friday Sermon: Rec,06.08.99 (R)
03.20	Urdu Class(New): Rec, 04.08.99 (R)
04.55	Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05	Tilawat, Dars Hadith, News
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.222 (R)
09.50	Urdu Class(New):Rec,04.08.99 (R)
10.50	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
13.50	Bengali Service
14.50	Children's Class (New): Rec,07.08.99
16.50	German Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat.
18.30	Urdu Class(new): Rec,06.08.99
19.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.223
21.25	Children's Class(New): Rec,07.08.99 (R)
22.25	International Q/A Session with Huzoor: From Jalsa Salana 1999

Sunday 8th August 1999

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
01.25	Liqa Ma'al Arab: Session No.223 (R)
02.20	Canadian Horizons
03.20	Urdu Class(New): Rec, 06.08.99 (R)
04.55	Children's Class(New): (R)
06.05	Tilawat, News
07.25	International Q/A with Huzoor: Jalsa 99 (R)
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.223 (R)
09.55	Urdu Class(New):Rec,06.08.99 (R)
11.00	Indonesian Service
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.20	Friday Sermon: Rec06.08.99 (R).
14.20	Bengali Service
15.20	English Mulaqat with Huzoor: Rec,14.01.96
16.25	Children's Class(New): (R)
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.25	Urdu Class(New): Rec,07.08.99
20.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.224
21.30	Dars ul Quran: Session No.21 (1998)
22.55	English Mulaqat with Huzoor (R)

Monday 9th August 1999

00.05	Tilawat, DarsMalfoozat, News
01.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.224 (R)
02.35	MTA USA
02.50	Urdu Class(New): Rec, 07.08.99 (R)
04.10	Children's Class(New): (R)
04.40	English Mulaqat with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Review of the Week, News
07.20	Dars ul Quran: Session No.20 (R)
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.224 (R)
09.45	Urdu Class (New): Rec,07.08.99 (R)
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, Review of the Week, News
13.25	MTA Sports: Kabadi
14.10	Bengali Service
15.10	Homeopathy Class: Lesson No.55
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.40	Urdu Class: Lesson No.490
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.225
21.55	Homeopathy Class: Lesson No.55 (R)
23.25	Documentary

Tuesday 10th August 1999

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.225 (R)
02.25	MTA Sports: Kabadi (R)
03.15	Urdu Class: Lesson No.490 (R)
04.55	Homeopathy Class: Lesson No. 490 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
07.05	Pushto Service: Friday Sermon by Huzoor
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.225 (R)
09.50	Urdu Class: Lesson No.490 (R)
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
13.00	Friday Sermon: Rec,25.08.89
13.55	Bengali Service
14.55	Tarjumatul Quran Class:
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.40	Urdu Class: Lesson No.491
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.226
22.05	Tarjumatul Quran Class (R)
23.30	Speech

Wednesday 11th August 1999

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.226 (R)
02.20	Friday Sermon: Rec,25.08.89 (R)
03.20	Urdu Class: Lesson No.491 (R)
04.45	Tarjumatul Quran Class (R)
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
07.15	Swahili Service: Friday Sermon by Huzoor
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.226 (R)
09.50	Urdu Class: Lesson No.491 (R)
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
13.10	Q/A With Huzoor: Rec,21.08.98
14.05	Bengali Service: Friday Sermon by Huzoor
15.10	Tarjumatul Quran Class
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.20	Urdu Class: Lesson No.492
19.25	Liqa Ma'al Arab: Session No.227
21.45	Tarjumatul Quran Class (R)
23.20	Seerat Sahaba

Thursday 12th August 1999

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
01.25	Liqa Ma'al Arab: Session No.227 (R)
02.25	Canadian Horizons
03.20	Urdu Class: Lesson No.492 (R)
04.55	Tarjumatul Quran Class (R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
07.20	Sindhi Service: Friday Sermon by Huzoor
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.227 (R)
09.50	Urdu Class: Lesson No.492 (R)
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
13.05	Tabarukaat: Speech Maulana Abul Ata Sahib
14.05	Bengali Service
15.05	Homeopathy Class: Lesson No.58
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.20	Urdu Class: Lesson No.493
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.228
20.40	Speech: By Dr I.A.Ayyaz, Ameer UK
22.05	Homeopathy Class: Lesson No.58 (R)
23.20	Urdu Adab Ka Ahmadiyya Dabistan

DIGITAL TRANSMISSION AROUND THE GLOBE

Pacific: PanAmSat 2	North America: Loral Skynet Telestar 4
Position: 169 East	Position: 89 West
Video Frequency: 3901	Video Frequency:12149 MHz
Polarisation: Horizontal	Polarisation: Left Hand Circular

South America: Intelsat 806	Europe/Middle East: Eutelsat Hotbird 4
Position: 40.50 West	Position: 13 East
Video Frequency: 3803 MHz	Video Frequency: 10722 MHz
Polarisation: Left Hand Circular	Polarisation: Horizontal

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:

English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

سر محمد اقبال کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر تبصرہ

کیا احمدیت لوگوں کے روحانی افلاس کے نتیجہ میں پیدا ہوئی؟

(شیخ عبدالماجد۔ لاہور)

وحی و الہام کا معیار اور اس کے اثرات

سر اقبال لکھتے ہیں: "میں یہ نہیں کہتا کہ بانی احمدیت اور اس کے رفقاء نے سوچ سمجھ کر اپنا پروگرام تیار کیا ہے میں یہ ضرور کہوں گا کہ بانی تحریک نے ایک آواز سنی لیکن اس امر کا تصفیہ کہ یہ آواز اس خدا کی طرف سے تھی جس کے ہاتھ میں زندگی کی طاقت ہے یا لوگوں کے روحانی افلاس سے پیدا ہوئی، اس تحریک کی نوعیت پر منحصر ہے جو اس کی آواز کی آفریدہ ہے اور ان افکار و جذبات پر بھی جو اس آواز نے اپنے سننے والوں میں پیدا کئے"۔ (پنڈت نہرو کے مضمون کے جواب میں ۲۲۔جنوری ۱۹۳۶ء)

Statement of Sir Iqbal reply to Pandit Nehru

Nor do I mean to insinuate that the founder of Ahmadism and his companions deliberately planned their programme. I dare say the founder of the Ahmadiyya Movement did hear a voice; but whether this voice came from the God of Life and Power or arose out of the spiritual impoverishment of the people must depend upon the nature of the movement which it has created and the kind of thought and emotion which it has given to those who have listened to it.

(22-01-1936)

سراقبال کا وھمی نظریہ

سر اقبال کا یہ خیال کہ کسی الہام کے دعویدار کے زمانے میں روحانیت کا افلاس اور زوال نظر آئے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کے الہامات کا سرچشمہ اس خدا کی ذات نہیں جس کے ہاتھ میں زندگی کی طاقت ہے بلکہ اس کے الہامات کا مأخذ قومی زندگی کا افلاس یا کسی دوسری قوم کا اقتدار اعلیٰ ہے، کسی صحیح فلسفہ پر مبنی نہیں بلکہ ان کے وہم کی پیداوار ہے۔

اگر اس وہم کو درست مان لیا جائے تو اس سے ان تمام انبیاء کرام کے مکالمات و الہامات مشکوک ہو جاتے ہیں جو کسی قوم کی روحانی پستی و زوال کے زمانہ میں مبعوث ہوئے اور وہ نبی دوسری قوم کے اقتدار اعلیٰ کے تحت زندگی بسر کر رہے تھے۔

حضرت زکریا، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور ان کی قومیں یہود و رومن حکومت کے اقتدار اعلیٰ کے تحت زندگی بسر کرتی تھیں اور روحانی لحاظ سے بھی افلاس میں مبتلا تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو اپنے آپ کو حضرت عیسیٰؑ کا مثیل ہی قرار دیا ہے، اگر مثیل کی قوم کے روحانی افلاس اور انگریز حکومت کے اقتدار اعلیٰ کو ان کے الہامات کا سرچشمہ قرار دیا جائے تو پھر حضرت عیسیٰ اور ان تمام انبیاء کی نبوت مشکوک ہو کر رہ جائے گی جو قوم کے روحانی افلاس کے وقت مبعوث ہوئے اور ان کی قوم اس وقت اقتدار اعلیٰ سے محروم تھی۔ پھر جب ہمارے پیارے نبی سردار انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ مبعوث ہوئے تو اس وقت ساری دنیا روحانی افلاس میں مبتلا تھی۔ عیسائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معبود مان رہے تھے اور یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کی لعنت کے نیچے روحانی افلاس کا شکار تھے۔ ہندوستان کے ہنود تینتیس کروڑ دیوتاؤں کی پوجا کر رہے تھے۔ ایرانی آتش پرست تھے غرض آنحضرت ﷺ ایسے زمانے میں پیدا ہوئے جو خدا کے قول کے مطابق ظھر الفساد فی البر و البحر کا مصداق تھا اس زمانے کا یہ روحانی افلاس اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو ایک عظیم الشان نبی کی بعثت کا تقاضا کر رہا تھا۔ چنانچہ اس نے اس انتہائی گمراہی اور روحانی افلاس کے زمانہ میں جو پوری دنیا میں پایا جاتا تھا آنحضرت ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ اس وقت مکہ کا اقتدار اعلیٰ مشرکین کے ہاتھ میں تھا۔ اپنے زمانہ کے اقتدار اعلیٰ کے خلاف نہ آنحضرت ﷺ نے عَلم بغاوت بلند کیا نہ عیسیٰ علیہ السلام نے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول انجیل میں درج ہے کہ "جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو" اس میں اشارہ تھا کہ میں قیصر کا باغی نہیں ہوں۔ آنحضرت ﷺ مکہ والوں کے نامناسب رویہ کے بعد جب طائف میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے بھی آپ سے انتہائی برا سلوک کیا آپ کی پنڈلیاں لہولہان کر دیں اور آپ کے پیچھے بچے لگا دیئے جو آوازے کستے تھے جب آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لئے تشریف لائے تو مکہ والوں نے آپ کا حقِ شہریت چھین لیا لیکن آپ نے قانون کو نہیں توڑا۔ بلکہ ایک مشرک کی حمایت سے مکہ میں داخل ہوئے اور اس طرح دوبارہ شہریت کے حقوق حاصل کئے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے مکہ والوں کے ظلم سے تنگ آ کر جب وہ آپؐ کی جان لینے کے درپے ہو گئے تھے خدا کے حکم کے تحت مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں جا کر آپ ﷺ کو خدا کے فضل سے "اقتدار اعلیٰ" حاصل ہو گیا کیونکہ آپ تشریعی نبی تھے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی ساری عمر اقتدار اعلیٰ سے محروم رہے۔ کیا سر اقبال یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں کہ ان کے الہامات کے کچھ حصہ کا سرچشمہ خدا کی قوت نہ تھی بلکہ ان کے زمانہ کا روحانی افلاس اور اقتدار اعلیٰ کا نہ رکھنا تھا۔ اس طرح ہزاروں انبیاء اقتدار اعلیٰ کے بغیر مبعوث ہوئے۔

غارت گرِ اقوام۔ الہام

سر اقبال نے اپنے ایک شعر میں اس وہم کو پیش کرتے ہوئے کہا تھا:

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گرِ اقوام ہے وہ صورت چنگیز

اس پر مولوی اسلم صاحب جیراجپوری نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا:

"یہ خالص شاعرانہ استدلال ہے غالب کی طرح جس نے کہا تھا۔

کیوں ردّ و قدح کرے ہے زاہد
مے ہے مگس کی قے نہیں ہے

جس طرح مگس کی قے کہہ دینے سے شہد کی لطافت اور شیرینی میں فرق نہیں آسکتا اسی طرح محکوم کی نسبت سے الہام میں اگر حق ہو، غارت گر اقوام نہیں ہو سکتا۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام رومی سلطنت کے محکوم تھے جن کی نسبت ڈاکٹر اقبال نے فرمایا ہے۔

فرنگیوں کو عطا خاک سوریا نے کیا
نبی عفت و غم خواری و کم آزاری

جب کہ اکثر انبیاء علیہم السلام، محکوم اقوام میں مبعوث کئے گئے جن کے خاص اسباب و علل تھے جن کے بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے دراصل نبوت کی صداقت کا معیار حاکمیت یا محکومیت نہیں بلکہ خود الہام کی نوعیت ہے"۔ ('نوادرات' صفحہ ۱۲۳ مجموعہ مضامین علامہ جیراجپوری)

الہامات کو پرکھنے کا قرآنی معیار

آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے لوگ بھی آپ کے الہامی دعووں کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے ان میں سے بعض قرآن مجید کے کلام الٰہی کو شاعرانہ کلام قرار دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحاقہ میں ان ہر دو خیالات کو رد کرتے ہوئے قرآن مجید کو کلام الٰہی قرار دیا چنانچہ فرمایا:

ترجمہ۔ یہ قرآن کسی شاعر کا کلام نہیں مگر تم کم ہی ایمان لاتے ہو۔ نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے تم کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔ یہ رب العالمین کی طرف سے اتارا گیا ہے۔ اور اگر یہ شخص (محمد رسول اللہ ﷺ) ہم پر کوئی جھوٹا قول باندھ لیتا تو ہم اسے یقیناً دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر ہم اس کی رگِ جان کاٹ دیتے سو تم میں سے کوئی بھی خدا کو اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔ یہ تو یقیناً پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے"۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ جب قرآن مجید کو دنیا کے روحانی افلاس کو دور کرنے کے لئے نازل کیا گیا تو اس کے متعلق بعض لوگ سخت بدظنی میں مبتلا تھے اس پر خدا تعالیٰ نے اس کے اپنی طرف سے نازل شدہ وحی ہونے کی دلیل یہ دی کہ اگر مدعی وحی، کوئی قول اپنی طرف سے گھڑ کر خدا کی طرف منسوب کرتا تو ہم اپنی قدرت سے اس مدعی کو ناکام بنا دیتے اور پھر اس کی رگ گردن کاٹ دیتے اور تم میں سے کوئی شخص اسے میرے ہاتھ سے نہ بچا سکتا لہٰذا چونکہ اس مدعی وحی الٰہی نے اپنے دعویٰ کے بعد تیئیس سال کی لمبی عمر پائی ہے۔ اور ایک کامیاب زندگی گزاری ہے۔ یہ قتل کئے جانے سے بچایا گیا ہے لہٰذا اس کی وحی کا سرچشمہ یقیناً خدا تعالیٰ کی قوت تکلم ہے۔ اب اس معیار پر جب ہم حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے الہامات کو پرکھتے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ اپنے الہامی دعویٰ کے بعد انہوں نے بھی تیئیس سال سے زائد عرصہ مہلت پائی ہے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور قتل کئے جانے سے بچائے گئے لہٰذا ان کے الہامات کا سرچشمہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفت تکلم کو قرار دینا پڑے گا۔ اگر مرزا صاحب کے الہامات کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور شے کو قرار دیا جائے تو یہ آیت معاذاللہ دشمنان اسلام کے لئے آنحضرت ﷺ کی صداقت پر دلیل نہیں رہے گی۔ ایک مخالف اسلام کہہ سکے گا کہ جب اس معیار صداقت کی موجودگی میں تم لوگ بانی سلسلہ احمدیہ کے الہامات کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کی قوت تکلم کو قرار نہیں دیتے اور ان کی تکذیب کرتے ہو پھر کس منہ سے اس دلیل کو آنحضرت ﷺ کے اس دعویٰ کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہو کہ آپ پر قرآن مجید اس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جس کے ہاتھ میں زندگی کی قوت ہے۔

پس بانی سلسلہ احمدیہ کا انکار کوئی معمولی بات نہیں۔ کیونکہ انکار کی صورت میں قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کے حق میں یہ دلیل بھی منکرین اسلام کے نزدیک حجت نہیں رہے گی۔ زمانہ کا روحانی افلاس تو ماموریں کے مبعوث ہونے اور ان کی ضرورت کو ثابت کرتا ہے۔

(افاضات حضرت قاضی محمد نذیر صاحب)

پھر الہام کے شیطانی یا روحانی ہونے کی پرکھ کے لئے درج ذیل معیار مد نظر رکھنا چاہیے۔

شیطانی اور رحمانی الہام میں فرق

جس الہام کے ساتھ نہ تو کوئی خدائی نشان اور نہ آسمانی متواتر تائیدیں ہوں تا قول کو فعل کی شہادت کے ساتھ قوت دیں اور خود ملہم پر بھی اس کی صداقت مشتبہ ہو، وہ الہام شیطانی ہے رحمانی نہیں۔

اس کے مقابل رحمانی الہام ہے۔ اس کی کئی نشانیاں ہیں جو ثابت کرتی ہیں کہ یہ الہام اس خدا کی طرف سے ہے جس کے ہاتھ میں زندگی کی طاقت ہے اور یہ لوگوں کے روحانی افلاس یا انحطاط کا نتیجہ نہیں مثلاً:

۱......دلائل ابھی ظاہر نہ ہوں تب بھی رحمانی الہام میں ایسی الٰہی طاقت اور برکت ہوتی ہے کہ وہ بڑے جوش سے بتاتی ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور ملہم کے دل کو مسخر بنا لیتی ہے۔

۲......خدا کے الہام میں ایک خارق عادت شوکت ہوتی ہے۔

۳......رحمانی الہام، پرزور آواز اور قوت سے نازل ہوتا ہے۔

۴......اس میں ایک لذت ہوتی ہے۔

۵......بندہ سوال کرتا ہے خدا جواب دیتا ہے اس طرح سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ خدا

کا جواب پانے کے وقت بندہ پر ایک غنودگی طاری ہوتی ہے۔

۶......رحمانی الہام کبھی ایسی زبانوں میں بھی ہو جاتا ہے جن کا ملہم کو علم نہیں ہوتا۔

۷......خدائی الہام میں ایک خدائی کشش ہوتی ہے اس کا اثر بڑھتا بڑھتا سلیم الطبع مبایعین پر جاپڑتا ہے۔ تب ایک دنیا اس کی طرف کھنچی جاتی ہے۔

۸......سچا الہام قرآن شریف کے کسی بیان کا مخالف نہیں ہوتا۔

۹......سچا الہام تقویٰ بڑھاتا اور اخلاقی قوتوں کو زیادہ کرتا ہے۔

۱۰......سچا الہام خدا کا قول ہے اس لئے وہ اپنی تائید کے لئے خدا کے فعل کو ساتھ لاتا ہے۔ (خلاصہ تحریر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام)

سچے خدائی اور یقینی الہام میں سے جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو عطا ہوئے وہ حصہ جو خوارق اور پیشگوئیوں پر مشتمل ہے، جو اپنی تائید کے لئے خدا کے فضل کو ساتھ لایا۔ کسی قدر اس میں بطور نمونہ (۳۱۳ پیشگوئیاں) آپ نے اپنی کتاب "نزول المسیح" کے صفحہ ۴۹۴ تا ۶۱۸ میں مع تاریخ بیان پیشگوئی اور مع زندہ گواہان رویت درج کئے ہیں۔ ہم حلقہ اقبال کو ان نشانوں کے جو وحی کے ساتھ وقتاً فوقتاً ظاہر ہوئے مطالعہ کی دعوت دیتے ہیں۔

سر اقبال کا اپنا بیان کردہ معیار وحی نبوت

وحی محمدیؐ کے متعلق سر اقبال کا کہنا ہے کہ ہم اس کی قدر و قیمت کا فیصلہ یہ دیکھ کر ہی کر سکتے ہیں کہ اس کے زیر اثر کس قسم کے انسان پیدا ہوئے۔

(خطبات بیاد اقبال. صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ جون ۱۹۹۴ء جامعہ پنجاب شعبہ فلسفہ لاہور)

تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ کے پانچویں مقالہ "اسلامی ثقافت کی روح" میں "شعور نبوت" کے تحت سر اقبال لکھتے ہیں کہ: "نبی کے مذہبی مشاہدات وواردات کی قدر و قیمت کا فیصلہ یہ دیکھ کر بھی کیا جا سکتا ہے کہ نبی کی تعلیمات کے زیر اثر انسانوں میں کس قسم کا تغیر رونما ہوا"۔

(زندہ رود صفحہ ۳۷۸)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے الہامات کے متعلق بھی آپ کا یہی ارشاد ہے کہ ان کی صداقت اور معرفت کا اندازہ اس امر سے لگایا جانا چاہئے کہ اس آواز نے اپنے سننے والوں میں کیا افکار و جذبات پیدا کئے۔ بانی سلسلہ احمدیہ کے الہامات پر ایمان لانے والوں میں کس قسم کا تغیر برپا ہوا؟ ان کے افکار و جذبات میں کیا پاک تبدیلی رو نما ہوئی؟ ان میں وہ کیا علامتیں پیدا ہوئیں جو انہیں دوسرے مسلمانوں سے امتیاز بخشتی ہیں؟ اس کے متعلق ہم ایک بیان سلسلہ احمدیہ کے بانی کا اور اس کی تائید میں ایک بیان خود سر اقبال کا درج کرتے ہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے الہامات اور آپ کی تعلیمات کے زیر اثر افراد جماعت احمدیہ میں جو عظیم روحانی تغیر پیدا ہوا اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلآزاری اور بد زبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے اٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے حاصل کی۔ بہتیرے ان میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں کہ جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلے میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔ ان میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچی تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن ان کے دلوں کو پاک کر رہا ہے اور ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے اور آسمانی نشانوں سے ان کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے جیسا کہ صحابہؓ کو کھینچتا تھا"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۴ مطبوعہ لندن ص ۳۰۶۔۳۰۷)

گویا وہ افراد جو حضرت مرزا صاحب کے الہامات یا آپ کی آواز کے شنوا ہوئے، "سیرت اسلامی کا ٹھیٹھ نمونہ" بن گئے (اقبال) آپ کے ساتھ وابستہ ہونے کے نتیجہ میں ان کا "روحانی افلاس" جاتا رہا۔ سر اقبال جب دیکھتے کہ دروغ گوئی اور بے ایمانی کی آفات نے ماحول کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے تو پکار اٹھتے کہ اس دور میں شیطانی روح کی تاثیر ہر رنگ میں غالب ہے سر اقبال کے نزدیک ان حالات میں مجدد الف ثانی وغیرہ اصلاح ملت اور اسلامی سیرت کے احیاء میں کامیاب نہ ہو سکے سر اقبال اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں۔

"مجدد الف ثانی، عالمگیر اور مولانا اسماعیل شہید نے اسلامی سیرت کے احیاء کی بہت کوشش کی مگر صوفیا کی کثرت اور صدیوں کی جمع شدہ قوت نے اس گروہ احرار کو کامیاب نہ ہونے دیا"۔

(مکتوب بنام اکبر الہ آبادی ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

سر اقبال کے نزدیک ماحول اس درجہ گناہ آلودہ ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ بھی تشریف لے آئیں تو عوام ان سے بھی حقائق سمجھنے سے قاصر رہیں گے چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

"مجھے یقین ہے کہ اگر نبی اکرم ﷺ بھی دوبارہ پیدا ہو کر اس ملک میں اسلام کی تعلیم دیں تو غالباً اس ملک کے لوگ اپنی موجودہ کیفیات اور اثرات کے ہوتے ہوئے حقائق اسلامیہ کو نہ سمجھ سکیں"۔ (مکتوب اقبال بنام خان نیاز الدین خان صفحہ ۷۲ مطبوعہ اقبال اکادمی پاکستان)

(ہم سر اقبال کی رائے سے متفق نہیں)

دوسری طرف ۱۹۱۰ء میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی قوت قدسیہ کے متعلق سر اقبال کو اعتراف ہے کہ مرزا صاحب نے جو جماعت پیدا کر دی ہے اس میں اتنا روحانی تغیر پیدا ہو گیا ہے کہ وہ خالصتاً اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ ہے۔ (ملت بیضا پر عمرانی نظر) یعنی حضرت مرزا صاحب کی جماعت نہ صرف حقائق اسلامیہ کو سمجھتی ہے بلکہ اس پر عمل پیرا بھی ہے۔ ظاہر ہے اس پاکیزہ تغیر سے جو مرزا صاحب نے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں پیدا کیا، سر اقبال کے بیان کردہ اصول کی روشنی میں مرزا صاحب کی نبوت اور وحی کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ قارئین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سر اقبال کے بیان کردہ معیار کی روشنی میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے الہام کو انحطاط کے ہاتھوں سادہ کٹ پتلی قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ یہ حقائق اس امر کا قطعی تصفیہ کر دیتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جو آواز سنی وہ اس خدائے قادر کی طرف سے تھی جس کے ہاتھ میں زندگی کی طاقت ہے۔ اسے "روحانی افلاس" کا نتیجہ قرار دینا سر اقبال کے وہم سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ کیا برطانوی حکومت کی طرف سے کھڑا کیا گیا نمائندہ "اسلامی سیرت کے ٹھیٹھ نمونہ" کی حامل جماعت تشکیل دے سکتا ہے؟ کیا من گھڑت الہامات کسی جماعت میں روحانی تغیر پیدا کرنے کا موجب بن سکتے ہیں؟

مذہبی تحاریک میں یہ امر واقعی نہایت درجہ اہم ہے کہ کسی تحریک کے سربراہ کی صحبت اس کے لٹریچر نے جس میں اس کے الہامات درج ہیں اپنے پڑھنے اور سننے والوں پر کیا اثر مرتب کیا۔ اس پہلو سے تحریک احمدیہ پر جس رنگ میں بھی نظر دوڑائیں ہمیں اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بانی تحریک کے لٹریچر نے تزکیہ نفس اور خدمت اسلام کے لئے قربانی کی روح پیدا کرنے میں قلوب میں وہ اثر پیدا کیا ہے کہ مقابل کی ساری تحریکوں کے سارے علماء کا لٹریچر ایسی روح پیدا کرنے سے قاصر رہا جس کے نتیجہ میں لوگ اپنی زندگیوں کو خدمت اسلام کے لئے وقف کر کے اکناف عالم میں اسلام کی اشاعت میں کمربستہ ہوں۔ وہ بزرگ جنہیں سر اقبال نے دینی مصلحین کے طور پر پنڈت نہرو کو روشناس کرانے کی کوشش کی ہے (مثلاً سر سید احمد خان، جمال الدین افغانی یا مفتی جان عالم وغیرہ) ان کے لٹریچر کی تو قدر کی جا سکتی ہے مگر ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ان متکلمین کے لٹریچر نے اپنے اثر سے کون سی ایسی جماعت پیدا کی ہے جو "سیرت اسلامی کا ٹھیٹھ نمونہ" ہو، جو خدمت اسلام کے جذبہ سے سرشار ہو کر اکناف عالم میں اسلام کا پرچم بلند کر رہی ہو۔ اقبال سمیت ان اسلامی رہنماؤں کے درجن بھر کارکن بھی اپنے تئیں خدمت اسلام کے لئے وقف کرنے والے موجود نہیں۔ پھر کس برتے پر ان راہنماؤں کو اسلام کی اندرونی طاقت (Inner Vitality Of Islam) کے مظہر قرار دے کر احمدیوں کے مقابل پیش کیا جا سکتا ہے۔

جہاں تک سیاسی آزادی کی جدوجہد اور مسلم حقوق کے لئے کام کرنے والوں کا سوال ہے ہم نے اس ضمن میں اپنی کتاب "اقبال اور احمدیت" میں تفصیل سے جماعت احمدیہ کا عظیم الشان کردار واضح کرنے کی کوشش کی ہے تاہم اس امر کا ذکر کرنا مناسب ہو گا کہ سلیم الفطرت مسلمانوں کے نزدیک اسلام کی تبلیغ کے مقابلہ میں ملکی آزادی، گو یہ کتنا ہی مقدس کام ہو، ترجیح نہیں رکھتا کیونکہ تبلیغ اسلام خود اتنا بلند مقصد ہے کہ اس میں کامیابی سے ہی دنیا کو آغوش اسلام میں لاکر آسمانی حکومت قائم ہو سکتی ہے اور نہ صرف ایک قوم کو بلکہ تمام بنی نوع انسان کو اس سے حقیقی امن، سلامت روی اور آزادی حاصل ہو سکتی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے سامنے یہی عظیم مقصد درپیش ہے۔

تقابلی جائزہ

(مامور من اللہ کا کسی عام دانشور یا لیڈر سے موازنہ غیر مناسب ہے لیکن بعض جگہ بات کو واضح کرنے کے لئے بامر مجبوری ایسا کرنا پڑا ہے)

اب ہمارے سامنے ایک طرف وہ الٰہی وجود ہے جس نے پستی اور پژمردگی کے دور میں زوال و انحطاط کو ختم کرنے اور ساری دنیا کو دائرۂ اسلام میں داخل کرنے کی مہم کا آغاز کیا۔ جس نے بقول بی۔ اے۔ ڈار سابق ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی تبلیغ اسلام کے ذریعے مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ جس نے بقول شیخ محمد اکرم (ادارہ ثقافت اسلامیہ) اسلام پر حملہ آور ہونے والے مغربی علماء کے اعتراضوں کی تلواریں کند کر دیں۔ جس نے بقول سر اقبال وہ جماعت پیدا کر دی جو "اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ ہے" اور دوسری طرف سر اقبال ہیں جو چالیس سال تک جماعت احمدیہ سے بھائی چارہ کے بعد عمر کے آخری تین سالوں میں بعض سیاسی و ذاتی وجوہ سے مرزا صاحب پر نکتہ چینیوں اور اعتراضات کے پلندے لئے مخالفین احمدیت کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔

علامہ اقبال کے کلام میں کئی جگہ اچھی اچھی حکمت کی باتیں ملتی ہیں جو قابل تعریف ہیں مگر آیئے! اس امر کا جائزہ لیں کہ خود اقبال نے اپنی روحانی قوت کے ذریعہ کیا انقلاب برپا کیا؟ اپنے حلقہ میں اسلامی سیرت کی حامل کون سی جماعت پیدا کی؟ پنڈت نہرو کے سامنے اسلام کی جس اندرونی طاقت Inner Vitality Of Islam کا ذکر کرتے ہیں خود ان میں وہ طاقت و صلاحیت کس قدر جلوہ فرما ہے؟ ان سوالات کے جواب کے لئے اقبال کی درج ذیل تحریر ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:

قوت عمل مفقود ہے

"میں بھلا کیا کر سکتا ہوں۔ قوت عمل مفقود ہے۔ ہاں یہ آرزو رہتی ہے کہ کوئی قابل نوجوان ہو جو ذوق خداداد کے ساتھ قوت عمل بھی رکھتا ہو تو اس کے دل میں اپنا اضطراب منتقل کر دوں"۔ (خط بنام اکبر الہ آبادی۔ کلیات مکاتیب اقبال ص۔ ۴۲۱) ☆......☆......☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

عہد نبوی کے افریقن مسلمان

عربوں کے افریقہ کے ساتھ تجارتی روابط زمانہ قدیم سے چلے آرہے ہیں۔ ایک دفعہ جب مکہ میں قحط کے آثار تھے تو اہل حبشہ کے ایک تجارتی قافلہ کو مکہ کے بدقماش لوگوں نے لُوٹنے کی کوشش کی تو چند معززین نے مداخلت کر کے قافلہ کو بچایا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع شاہ حبشہ نجاشی کو ہوئی تو اُس نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے دھمکی دی کہ اگر اہل حبشہ کے تجارتی قافلوں کو تحفظ فراہم نہ کیا گیا تو تجارتی تعلقات منقطع کردیئے جائیں گے۔ اس پر اہل مکہ نے سفارتی سطح پر نجاشی سے معذرت کی اور تجارتی قافلوں کی حفاظت کی ضمانت کے طور پر اپنا ایک آدمی بطور یرغمال دربار نجاشی میں بھیجا۔

غلاموں کی خرید و فروخت کے سلسلہ میں بھی حبشیوں کی کثیر تعداد مکہ اور مدینہ میں موجود تھی جو غلامانہ زندگی بسر کررہی تھی۔

چند غلامانِ محمدؐ کا اجمالی تذکرہ مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب کے قلم سے روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۲؍دسمبر ۱۹۹۸ء میں شامل اشاعت ہے۔

آنحضرت ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی حبشی لونڈی حضرت ام ایمنؓ تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا وصال ابواء کے مقام پر ہوا تو ام ایمنؓ ہی آنحضور ﷺ کو بحفاظت مکہ واپس لائیں اور آپؐ کی پرورش میں بھی حضرت ام ایمنؓ کا بڑا ہاتھ رہا۔ آپؓ نے قبول اسلام کی سعادت بھی پائی اور آپؓ کی شادی آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ سے ہوئی۔ آپؓ کے بطن سے حضرت اسامہؓ بن زیدؓ پیدا ہوئے۔ آنحضور ﷺ کو آپؓ سے بہت محبت تھی اور آپؓ بھی جانثار صحابیہ تھیں۔

حضرت بلالؓ نے غلام ہوتے ہوئے اسلام قبول کیا اور پھر جرأت مندی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپؓ کو خرید کر آزاد کردیا۔ آپؓ کو مؤذن ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا اور فتح مکہ کے موقعہ پر خاص یہ اعزاز بھی پایا کہ ”امن“ کا نشان ٹھہرے۔ جنگ بدر میں آپؓ کے ہاتھوں امیہ بن خلف قتل ہوا۔ رسول کریم ﷺ نے اہم مالی ذمہ داریاں بھی آپؓ کے سپرد کیں۔ آپؓ حقیقی عاشق رسولؐ ثابت ہوئے اور ”بلالی روح“ محاورہ بن گیا۔ ایک دن آنحضور ﷺ نے آپؓ سے پوچھا کہ تمہارا کونسا عمل ہے جس کے سبب مَیں نے جنت میں تمہارے قدموں کی آواز سنی ہے۔ آپؓ نے عرض کی، حضورؐ! میں جب بھی وضو کرتا ہوں دو رکعت نفل ضرور ادا کرتا ہوں۔

حضرت انجشہؓ دورانِ سفر اہل بیت کی خدمت اور حفاظت پر مامور تھے۔ حدی خواں تھے اور آواز سریلی سحرانگیز تھی۔ آپؓ کو حدی خوانی میں ایسا کمال حاصل تھا کہ آپؓ کی آواز پر اونٹوں کی رفتار میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ ایسے ہی ایک موقعہ پر جب خواتین بھی قافلہ میں شامل تھیں، آنحضور ﷺ کے لب مبارک سے یہ کلمہ نکلا ”یَا اَنْجَشَہ رُوَیْدَكَ بِالْقَوَارِیر“، انجشہ دیکھنا! آبگینوں کو آہستہ لے کر چل۔

مدینہ کے نواح میں حبشیوں کی ایک الگ کالونی تھی۔ جب رسول کریم ﷺ ہجرت فرما کر ارض مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو استقبال کرنے والوں میں اس بستی کے باسیوں کا بھی ایک دستہ شامل تھا۔ مدینہ میں موجود حبشیوں کی بھاری تعداد نے اسلام قبول کیا۔ ایک عید کے موقعہ پر حبشیوں نے اپنے فن کا پُرجوش مظاہرہ بھی کیا۔ جب حضرت عمرؓ نے انہیں روکنا چاہا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا ”عمر! عید ہے“۔ اور حبشیوں سے فرمایا ”بنو ارفدہ! جاری رکھو“۔ حضرت عائشہؓ نے بھی اسی قسم کے فن کو آنحضرت ﷺ کی رفاقت میں دیکھا تھا۔

جو مسلمان حبشہ ہجرت کرگئے تھے اُن کی دعوت الی اللہ سے ستر حبشی مسلمان ہوئے اور بعد ازاں ہجرت کرکے مدینہ آئے اور وہیں آباد ہوگئے۔ والیٔ حبشہ نجاشیؓ بھی مسلمان ہوئے اور آپؓ کے ایک بیٹے بھی مسلمان ہوئے جو حضرت علیؓ کے گہرے دوست بنے۔ خود حضرت نجاشیؓ نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں ایک نہایت قیمتی نیزہ بھجوایا جسے اسلامی تقریبات میں حضرت بلالؓ تھام کر آنحضور ﷺ کے پاس کھڑے ہوتے۔

مسجد نبوی کی صفائی ایک حبشی بوڑھی عورت نہایت اخلاص سے کیا کرتی تھیں اور اسی وجہ سے آنحضور کو بھی اُن سے ایک اُنس تھا۔ ایک روز آپؐ نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ وہ حبشی عورت کئی روز سے نظر نہیں آئی تو صحابہؓ نے بتایا کہ وہ بیمار ہو کر فوت ہوگئی ہیں، آپؐ کی تکلیف کی خاطر یہ ذکر آپؐ سے نہیں کیا گیا۔ اس پر آنحضرت ﷺ ناراض ہوئے کہ آپ کو اطلاع کیوں نہیں دی گئی۔ چنانچہ آپؐ نے متوفیہ کی قبر پر جاکر دعا کی۔

جنگ خیبر کے موقعہ پر ایک حبشی غلام نے اسلام قبول کیا۔ اُس وقت اُنکے پاس اُنکے مالک کے جانوروں کا ایک ریوڑ بھی تھا۔ آنحضور ﷺ کی ہدایت پر انہوں نے ریوڑ کو مالک کے گھر کی طرف ہانک دیا۔ بعد میں یہی حبشی غلام آنحضور ﷺ کی طرف سے سرکاری اونٹوں اور بھیڑوں کے انچارج مقرر ہوئے۔ ایک رات سرکاری چراگاہ پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا اور انہیں شہید کردیا۔

وحشی نامی ایک حبشی مکہ میں غلامی کی زندگی بسر کررہا تھا۔ ابوسفیان کی بیوی نے جنگ بدر میں کفار کی عبرتناک شکست کے بعد وحشی کو آزاد کرنے کی یہ شرط رکھی کہ وہ جنگ میں حضرت حمزہؓ کو شہید کردے۔ چنانچہ غزوہ احد میں حضرت حمزہؓ اُسی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ فتح مکہ کے موقعہ پر وحشی نے دربار نبویؐ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلیا اور حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں اُسی کے ہاتھوں مسیلمہ کذاب مارا گیا۔

اہل حبشہ نے مسلمانوں سے جو حسن سلوک کیا، آنحضور ﷺ نے ہمیشہ اسے یاد رکھا۔ چنانچہ فرمایا ”اہل حبشہ کو امن میں رہنے دو، جب تک وہ امن میں رہتے ہیں“۔ چنانچہ مسلمان فاتحین نے حبشہ کو کبھی اپنے مفتوحہ علاقوں میں شامل نہیں کیا۔

.......☆.......☆.......☆.......

سو سال پہلے

۱۸۹۹ء تاریخ احمدیت میں

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ کے سالانہ نمبر ۹۸ء میں شائع ہونے والے اپنے ایک مضمون میں مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب نے تاریخ احمدیت کے حوالہ سے ۱۸۹۹ء میں کی جانے والی حضرت مسیح موعودؑ کی پُردرد دعاؤں، الہامات و کشوف اور اہم واقعات تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

الہامات:

۱۸۹۹ء میں حضور علیہ السلام کو جو الہامات ہوئے ان میں سے کچھ حسب ذیل ہیں:-

❁ تیری عزت اور جان سلامت رہے گی اور دشمنوں کے حملے جو اس بدغرض کے لئے ہیں، اُن سے تجھے بچایا جائے گا۔

❁ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھادے اور تیرے نام کی خوب چمک آفاق سے دکھادے۔

❁ حضورؑ فرماتے ہیں: ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا۔ کسی شخص سے مَیں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج بھی ہے؟۔ اس نے کہا کہ علاج دندان اخراج دندان۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔ تب اس وقت مجھے غنودگی آگئی اور میں زمین پر بے تابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی پاس بچھی ہوئی تھی۔ میں نے بے تابی کی حالت میں اس چارپائی کی پائینتی پر اپنا سر رکھ دیا اور تھوڑی سی نیند آگئی۔ جب میں بیدار ہوا تو درد کا نام و نشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا...... (یعنی) جب تُو بیمار ہوتا ہے تو وہ تجھے شفا دیتا ہے۔

❁ رحمتِ الٰہی کے چمکے سامان۔

❁ مبشروں کا زوال نہیں ہوتا۔ گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔

❁ فرمایا ”مجھے الہام ہوا ہے کہ گورنر جنرل کی دعاؤں کی قبولیت کا وقت آگیا“۔ فرمایا گورنر جنرل سے مراد ”روحانی عہدہ“ ہے۔

❁ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ تیرے ساتھ آشتی اور صلح پھیلے گی۔ ایک درندہ بکری کے ساتھ صلح کرے گا اور ایک سانپ بچوں کے ساتھ کھیلے گا۔ یہ خدا کا ارادہ ہے گو لوگ تعجب کی راہ سے دیکھیں۔

☆ فرمایا ”مجھے بڑے ہی کشف صحیح سے معلوم ہوا ہے کہ ملوک بھی اس سلسلہ میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ وہ ملوک مجھے دکھائے بھی گئے ہیں۔ وہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں تجھے یہاں تک برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“۔

❁ ”اللہ ایک زمانہ کے بعد ہماری جماعت میں ایسے لوگوں کو داخل کرے گا اور پھر ان کے ساتھ ایک دنیا اس طرف رجوع کرے گی“۔

واقعات:

❁ ۱۸۹۹ء میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی مسلسل نامرادیوں کا بدلہ لینے کیلئے حضرت اقدسؑ کے خلاف ایک فوجداری مقدمہ دائر کیا کہ ”مجھے مرزا صاحب کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ ہے اس لئے اُن سے حفظ امن کی ضمانت لی جائے“۔ یہ مقدمہ دائر کرنے کی جسارت مولوی صاحب کو یوں ہوئی کہ بٹالہ کے تھانہ میں ایک نہایت معاند تھانیدار محمد بخش متعین تھا اور چونکہ ایسے مقدمات میں پولیس کی رپورٹ پر ہی فیصلہ کیا جاتا ہے اس لئے محمد بخش نے ایک مجلس میں بڑی تحدی سے کہا کہ ”آج تک تو مرزا بچ جاتا رہا ہے لیکن اب وہ میرے ہاتھ دیکھے گا“۔ کسی نے یہ بات حضورؑ تک پہنچادی تو آپ نے مذکورہ شخص کی طرف دیکھا اور بے ساختہ فرمایا ”وہ کیا سمجھتا ہے! اُس کا اپنا ہاتھ کاٹا جائے گا“۔ چنانچہ مقدمہ چلا اور حضور علیہ السلام بَری کئے گئے لیکن محمد بخش کے ہاتھ پر ایک زہریلی قسم کا پھوڑا نکل آیا جسکے درد سے وہ دن رات تڑپتا رہا اور کچھ عرصہ بعد اس دنیا سے کُوچ کر گیا۔ اسکے علاوہ ایک نشان اَور بھی ظاہر ہوا کہ اُسی تھانیدار کا اکلوتا بیٹا حضرت اقدسؑ کے غلاموں میں داخل ہوگیا۔

اسی مقدمہ کے سلسلہ میں حضور علیہ السلام کو ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں پیشی کے سلسلہ میں پٹھانکوٹ کا سفر اختیار کرنا پڑا۔ وہاں مسٹر جی۔ ایم۔ ڈوئی (ڈی۔ سی) اور حضورؑ کی رہائشگاہ کے درمیانی میدان میں جب مغرب کی نماز حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے پڑھائی تو آپؓ کی خوش الحانی اور پُرسوز آواز سے مسٹر ڈوئی اپنے خیمہ سے باہر آگئے اور قرآن کریم سنتے رہے۔ نماز کے اختتام پر انہوں نے تحصیلدار راجہ غلام حیدر صاحب سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیا یہ پھر نماز پڑھیں گے تو مجھے قریب سے قرآن سننے کا موقع دیں گے۔ راجہ صاحب نے یہ ماجرا حضور اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا تو آپؑ کے ارشاد پر مسٹر ڈوئی کے لئے ایک کرسی بچھادی گئی جس پر بیٹھ کر وہ تلاوت قرآن کے وقت مسحور ہو کر جھومتے رہے۔

❁ اسی سال حضور علیہ السلام کے فوٹو گراف بنائے گئے۔ ایک فوٹو گراف پورے قد کا ہے جبکہ دو گروپ فوٹو ہیں۔

❁ اسی سال ۲۷ ستمبر کو حضورؑ نے حکومت کے نام ایک میموریل شائع فرمایا جس میں جلسہ مذاہب کے انعقاد پر زوردار الفاظ میں توجہ دلائی اور فرمایا کہ "اگر اس جلسہ کے بعد...... ایک سال کے اندر میرے نشان تمام دنیا میں غالب نہ ہوں تو میں خدا کی طرف سے نہیں"۔

❁ جنوری ۱۸۹۷ء کے ایک اشتہار کے نتیجہ میں اصغر حسین نامی ایک شخص نے لالہ جوتی پرشاد مجسٹریٹ کی عدالت میں حضور علیہ السلام کے خلاف نالش کردی۔ حضورؑ نے چند احباب کو عدالت میں پیش ہونے کے لئے بھجوایا۔ مجسٹریٹ نے سرسری سماعت کے بعد مقدمہ خارج کردیا اور ساتھ ہی کہا کہ مقدمہ سماعت کے قابل نہیں تھا، یہ تو محض حضرت مرزا صاحب کی زیارت کا بہانہ تھا مگر وہ تشریف ہی نہیں لائے۔

❁ ۱۸۹۹ء میں حضرت خلیفہ نورالدین صاحبؓ نے قبر مسیح کی تحقیق کی خاطر چار ماہ کشمیر میں قیام کیا۔ انہوں نے قبر کا نقشہ تیار کیا اور ۵۵۶/ افراد کی تصدیق بھی لی کہ یہی حضرت مسیحؑ کی قبر ہے۔

❁ حضرت الحاج حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ کا ایک بیٹا جب فوت ہوا تو سعداللہ لدھیانوی نے کہا کہ "حضرت مرزا صاحب کی موجودگی میں تمہارے جیسے مشہور و ممتاز حواری کا بچہ نہیں مرنا چاہئے تھا ......"۔ اگرچہ موت و حیات کا معاملہ قبضہ قدرت باری تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے اور اس لحاظ سے سعداللہ کا اعتراض لغو اور جہالت پر مبنی تھا تاہم اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور حضرت مسیح موعودؑ کو رؤیا میں حضرت مولوی صاحبؓ کا ایک بچہ دکھایا گیا۔ اس کشف کے عین مطابق ۱۵/ فروری ۱۸۹۹ء کو میاں عبدالحئی صاحب پیدا ہوئے۔

❁ ۱۸۹۹ء میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی پیدائش کے ساتھ یہ پیشگوئی پوری ہوئی 'عبدالحق نہیں مریگا جب تک چوتھا لڑکا نہ دیکھ لے'۔

❁ ۱۸۹۹ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے نام تقریباً پانچ ہزار خطوط آئے جبکہ قادیان آنے والے مہمانوں کی تعداد اوسطاً تیس سے پچاس تک روزانہ رہی اور سال بھر میں اٹھارہ ہزار نفوس قادیان آئے۔ جبکہ پندرہ کنبے قادیان آکر آباد ہوئے۔

اشاعت کتب:

۱۸۹۹ء میں حضرت اقدسؑ کی جو کتب شائع ہوئیں وہ یہ ہیں: حقیقۃ المہدی (۲۱/ فروری)، مسیح ہندوستان میں (اپریل)، تریاق القلوب، ستارہ قیصریہ (۲۴/ اگست)۔

اصحاب احمدؑ:

❁ اس سال جن قدوسیوں کو جماعت احمدیہ میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی ان میں سے ایک حضرت شیخ حسن صاحب یادگیری حیدر آبادی بھی تھے۔ آپ قریباً ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ عربی النسل تھے اور بحیثیت تاجر دکن میں مقیم تھے۔ مالی وسائل کے فقدان کے سبب دنیاوی رسمی تعلیم سے محروم رہے لیکن نہایت محنتی انسان تھے۔ صرف دو روپے سے کاروبار شروع کیا اور اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت دی کہ دینی و دنیوی دولت سے مالا مال ہوگئے۔ ایک وقت آیا کہ آپؓ کے کارخانہ میں چار ہزار مزدور کام کرتے تھے۔ آپؓ نے مالی قربانیوں میں بھی دل کھول کر حصہ لیا۔ اپنے علاقہ میں مسجد احمدیہ اور احمدیہ ہال تعمیر کروایا اور احمدیہ لائبریری قائم کی۔ تحریک تراجم القرآن میں دل کھول کر چندہ دیا۔ آپؓ کا احمدیت سے تعارف مولوی محمد سعید صاحب آف حیدر آباد دکن کے ذریعہ ہوا تھا جو دکن میں جماعت احمدیہ کے پُرجوش مربی تھے۔

حضرت سیٹھ صاحبؓ ۱۸۹۹ء میں پہلی بار قادیان تشریف لائے۔ چاول آپکی مرغوب غذا تھی اسلئے حضورؑ نے خاص خیال رکھا۔ آپؓ حضورؑ کی زندگی میں تین مرتبہ قادیان آئے۔ اکثر حضرت اقدسؑ کے چہرہ پر نظر رکھتے اور وجدان میں چلے جاتے۔ قبول احمدیت کے بعد آپؓ کی زندگی میں انقلاب آگیا اور آپکے رؤیا و کشوف حقیقت ثابتہ بن گئے۔ ۴۵ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور اسی دوران ۱۷/ دسمبر ۱۹۴۵ء کو ۱۱۰/ سال کی عمر میں آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی۔ جنت البقیع میں حضرت عثمان غنیؓ کی قبر کے عقب میں دفن ہوئے۔

❁ اسی سال حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب آف پٹیالہ کو بھی قبول احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپؓ حضرت مولوی عبدالقادر لدھیانوی صاحبؓ کے ذریعہ احمدی ہوئے جنہیں حضورؑ نے بیعت لینے کی اجازت عطا فرما رکھی تھی۔ آپؓ یکم جنوری ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوئے اور ۱۳/ اپریل ۱۹۶۷ء کو آپؓ کی وفات ہوئی۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؓ ۱۹۰۵ء میں پہلی بار قادیان تشریف لائے اور زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ میٹرک کے بعد میڈیکل سکول لاہور میں داخل ہوئے۔ بعدہ ریاست پٹیالہ میں ملازم ہوگئے۔ حضرت مصلح موعودؓ سے عقیدت و محبت ۱۹۱۹ء میں آپؓ کو قادیان کھینچ لائی اور پھر ۱۹۵۴ء میں ریٹائرمنٹ تک سلسلہ کی جلیل القدر خدمات بجالاتے رہے۔

❁ ۱۸۹۹ء میں ہی حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ نے بھی قبول احمدیت کی توفیق پائی۔ آپؓ کا تفصیلی ذکر ۱۹/ فروری ۱۹۹۹ء کے اخبار کے اسی کالم میں کیا جاچکا ہے۔ آپؓ کے والد حضرت چودھری نظام الدین صاحب سیالؓ نے بھی اسی سال قادیان آکر حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت پائی۔

ارشادات:

❁ اپریل ۱۸۹۹ء میں ایک موقعہ پر حضورؑ نے فرمایا: 'سوائے دینی معاملات کی مخالفت کے باقی معاملات میں خواہ کتنا ہی نقصان ہوتا ہو، انسان برداشت کرے اور والدین کے حکم کی نافرمانی نہ کرے'۔

❁ بابو محمد افضل صاحبؓ مخلص فدائی نوجوان تھے۔ ان کی دو بیویاں تھیں۔ ایک موقعہ پر انہوں نے افریقہ سے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے نام اپنے خط میں ایک بیوی کو افریقہ بھجوانے کے بارے میں لکھا۔ نیز لکھا کہ جو بیوی بھی انکار کرے اُسے طلاق دیدی جائے۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے یہ خط حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ایسے شخص کا ہمارے ساتھ تعلق نہیں رہ سکتا کیونکہ جو اتنے عزیز رشتہ کو ذرا سی بات پر قطع کر سکتا ہے، وہ ہمارے تعلقات میں وفاداری سے کیا کام لے گا!۔

.......☆.......☆.......☆.......

حضرت مولوی سید عبدالرحیم صاحبؓ کٹکی

حضرت مولوی سید عبدالرحیم صاحبؓ سونگھڑہ کے ایک قصبہ دریاپور میں سید غلام حیدر صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سونگھڑہ کے ہی مختلف جید علماء سے حاصل کی۔ لیکن حصول علم کا شوق اس قدر تھا کہ اپنی بوڑھی ماں اور نوبیاہتا بیوی کو چھوڑ کر دو دوستوں کے ساتھ پاپیادہ حیدر آباد دکن کی طرف روانہ ہوئے جہاں کے علماء کا شہرہ آپ نے سن رکھا تھا۔ کئی مہینوں کے سفر کے بعد حیدر آباد دکن پہنچے اور مدرسہ محبوبیہ میں داخل ہوئے۔ وہیں حضرت میر محمد سعید صاحبؓ سے شناسائی ہوئی اور اُنہوں نے ہر پہلو سے آپ پر احسانات کئے۔ مدرسہ سے دستار بندی کے بعد اپنے وطن واپس آنے کیلئے آپؓ نے سرمایہ جمع کرنے کیلئے ٹیوشن پڑھانی شروع کی۔ پھر کسی جگہ مدرس ہوگئے لیکن بدعات کے خلاف آواز اٹھانے پر آپ کا تبادلہ کردیا گیا۔ قریباً ۱۹۰۰ء میں آپ کو کسی نے بتایا کہ پنجاب میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے جو کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے ہیں۔ آپ نے فوراً کہا کہ یہ فضول بات ہے، ایسے شخص کی بات سننا ہی نہیں چاہئے۔ ...... کچھ عرصہ بعد آپ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں حیدر آباد دکن گئے اور حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب کے ہاں قیام کیا۔ حضرت میر صاحب نے بھی یہی تذکرہ کیا۔ آپ دینی معاملات میں سخت مشتعل ہونے والے تھے چنانچہ حضرت میر صاحب کو بھی اپنا پہلے والا جواب سنایا اور کہا کہ جلد ہی اس نئے عقیدے کو اپنے ایک مضمون کے ذریعہ باطل ثابت کردیں گے۔ حضرت مولانا میر صاحب نے بمشکل آپ کو اس بات پر راضی کیا کہ کہنے والا جو کہتا ہے، اُسے پہلے دیکھ تو لو، پھر جو چاہو سو کہنا۔ اس پر آپ اسلئے راضی ہوگئے تاکہ اس طرح فریق مخالف کے خیالات معلوم کرکے پھر اپنے عقیدہ کی حمایت میں مضمون لکھیں۔

اسی رات نماز عشاء کے بعد حضرت مولوی سعید صاحبؓ نے آپکو حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف "ازالہ اوہام" سنانا شروع کی۔ شروع میں تو آپ کچھ لڑتے جھگڑتے رہے لیکن جلد اوّل کے ختم ہونے پر بالکل خاموش ہوگئے۔ دوسرا حصہ شروع ہوا تو آنسو بہنے لگے اور اس شعر پر تو زار زار رونے لگے

بعد از خدا بعشق محمد مخمّرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

کتاب ختم ہوئی تو آپ جو لیٹے ہوئے تھے اُٹھ بیٹھے اور حضرت میر صاحب سے کہنے لگے کہ مولوی صاحب اب دیر کیا ہے؟ حق ظاہر ہوچکا ہے۔ میر صاحبؓ فرماتے جلدی ٹھیک نہیں، اور کتابیں بھی دیکھنی چاہئیں اور دعا بھی کرنی چاہئے۔

چنانچہ دوسری کتابوں کی تلاش ہوئی تو ایک دوسرے عالم سید محمد رضوی صاحب نے رازداری کا پختہ وعدہ لے کر "توضیح مرام" اور "فتح اسلام" کتابیں چھپا کردیں۔ آپ نے اپنے ایک رشتہ کے بھائی سید امین اللہ صاحب کو بھی بحث و مباحثہ کے بعد اپنا ہم خیال بنایا۔ اور پھر اپنے دوستوں کو جرأت دلائی کہ سب مل کر بیعت کریں۔ چنانچہ حضرت

جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے

خاص رعایت

لندن کے مشہور تاریخی مقامات کی سیر و تفریح کے لئے

یا انگلینڈ، سکاٹ لینڈ، ویلز میں کسی بھی جگہ کی سیر و سیاحت کے لئے

قابل اعتماد ڈرائیور اور کار سروس کے لئے

ہم سے رابطہ فرمائیں

ایک دن کے لئے کار بک کروانا چاہیں

یا پورے ہفتہ کے لئے

24 Hour Service ` Reliable Drivers

A.Z.Mini Cab

Tel. & Fax:

0181-265-8000

انور احمد زاہد ——— محمد اشرف

میر صاحبؓ نے بہت سے لوگوں کی طرف سے بیعت کا ایک خط قادیان لکھ دیا اور اس طرح حیدر آباد دکن میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آگیا۔

حضرت سید عبدالرحیم صاحبؓ نے حیدر آباد سے واپس جاکر کئی رسائل لکھے جن میں احمدیہ عقائد کو دلائل کے ساتھ پیش کیا۔ یہ رسائل جماعت احمدیہ دکن اور دیگر ذرائع سے شائع ہوتے رہے۔ جب پہلا رسالہ "الدلیل المحکم علیٰ وفات المسیح ابن مریم" شائع ہوا تو آپؓ کو فوری طور پر ملازمت سے معزول کردیا گیا۔ چنانچہ آپ واپس حیدر آباد جاکر ٹیوشن کرنے لگے۔ ایک سال کی کوششوں کے بعد دوبارہ بحال ہوئے لیکن تنخواہ میں تخفیف کے ساتھ بلدہ کے دفتر میں مجاریہ نویس مقرر ہوئے۔ پھر ۱۸۹۹ء یا ۱۹۰۰ء میں اپنے وطن سونگڑہ تشریف لائے اور تبلیغ کا کام شروع کیا۔ آپ کی پہلی عام تقریر ۷رجنوری ۱۹۰۰ء کو ہوئی جس میں پانچ سو سے زیادہ افراد بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوگئے اور اس طرح جماعت احمدیہ اڑیسہ کا قیام بھی عمل میں آگیا۔ اسی سال اڑیسہ سے سات احباب کا ایک قافلہ بصد شوقِ زیارت حضرت اقدس علیہ السلام، قادیان پہنچا۔

حضرت مولوی سید عبدالرحیم صاحبؓ کا تفصیلی ذکر خیر ہفت روزہ "بدر" قادیان ۳۱ردسمبر ۹۸ء میں مکرم منصور احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ آپؓ کے بڑے بیٹے حضرت علامہ حکیم سید عبدالحلیم صاحب مرحوم کا شمار سلسلہ احمدیہ کے جیّد علماء میں ہوتا ہے۔ وہ ادیب و شاعر تھے اور اُنکے مضامین مختلف اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ دوسرے بیٹے مکرم سید عبدالسلام صاحب قادیان میں زیر تعلیم رہے اور پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کرکے پہلے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں اور پھر اپنے وطن میں ملازمت کرتے رہے۔ تیسرے بیٹے مکرم مولوی سید محمد احمد صاحب لمبے عرصہ تک صوبائی امیر اڑیسہ رہے، نہایت منکسر المزاج، عبادت گزار اور صاحب کشف والہام تھے۔

-......☆......☆......☆......-

محترم چودھری محمد حسین صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۵ردسمبر ۹۸ء میں محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے والد محترم چودھری محمد حسین صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم عبدالرشید صاحب رقمطراز ہیں کہ محترم چودھری صاحب کے سمجھانے کا انداز منفرد تھا جو بہت متاثر کرتا تھا۔ آپکو ذیابیطس کا عارضہ تھا جس کیلئے روزانہ انسولین کا ٹیکہ لگانا ہوتا تھا۔ مَیں نے اس مقصد کیلئے ایک غیر از جماعت دوست کی خدمات حاصل کیں جو اپنے کلینک سے روزانہ آتے اور آپکو ٹیکہ لگاتے۔ قریباً ایک ماہ بعد آپ نے اُن دوست کی مالی خدمت کرنا چاہی تو انہوں نے عرض کیا کہ انہیں صرف آپکی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ جب چودھری صاحب کو احساس ہوا کہ وہ اپنے کلینک سے غیر حاضر ہوکر صرف ٹیکہ لگانے کیلئے آتے ہیں تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ آپکو ٹیکہ لگانا تو آتا ہوگا؟...... مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آتا تو ہے مگر کوالیفائیڈ نہیں ہوں۔ بہر حال یہ سعادت پھر میرے حصہ میں آگئی۔ چند روز بعد چودھری صاحب فرمانے لگے "آپ میری بہت خدمت کررہے ہیں، میں بھی آپکی خدمت کرنا چاہتا ہوں"۔ خاکسار نے یہ سوچتے ہوئے کہ کوئی مالی مدد کریں گے، روایتی معذرت پیش کی تو آپ نے بڑے دل موہ لینے والے انداز میں فرمایا "مجھ سے خدمت تو پوچھو" اور ساتھ ہی فرمایا "آپکو قرآن مجید کتنا یاد ہے؟"۔ عرض کی "پانچ چھ سورتیں"۔...... اگلے روز آپ نے مجھے ایک کاغذ پر کچھ سورتوں کے نام اس خواہش کے ساتھ لکھ کردئے کہ انہیں حفظ کیا جائے۔ دو تین روز تک خاکسار حفظ نہ کرسکا اور روزانہ آپ کے استفسار پر کوئی نہ کوئی عذر پیش کرتا تو آپ نے ناراضگی کے لہجے میں فرمایا "کل سے آپ مجھے ٹیکہ لگانے کی زحمت نہ کریں کیونکہ اگر آپکو میری یہ خدمت قبول نہیں تو پھر مجھے بھی آپکی کوئی خدمت قبول نہیں"۔ میں نے بڑی منت سماجت کے ساتھ وعدہ کیا کہ آئندہ کوتاہی نہیں ہوگی۔ پھر چارونا چار ایک ایک آیت کرکے سورۃ الاعلیٰ یاد کرنی شروع کی۔ جب ساری سورۃ یاد ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ آج باقاعدہ کھڑے ہوکر تلاوت کے انداز میں سنائیں۔ مَیں جونہی کھڑا ہوا ساری سورۃ کلیتہً ذہن سے نکل گئی جیسے کبھی حفظ ہی نہ کی ہو۔ اس طرح آپ نے تلاوت میں عمومی حالت اور اہتمام کا فرق سمجھایا جس کا پہلے تجربہ نہ تھا۔ بعد ازاں جب آپ کو علم ہوا کہ مَیں نے ترجمہ تو یاد کیا ہی نہیں تو آپ نے فرمایا کہ "اگر آپ کو کوئی دوست آپ کو غیر زبان میں خط لکھے تو جب تک آپ سارا شہر پھر کر ایسے شخص سے جو اس زبان سے واقف ہو خط سن کر اطمینان حاصل نہ کرلیں، چین سے نہیں بیٹھیں گے اور قرآن کریم سے یہ سلوک ......"۔ پھر ترجمہ بھی یاد کیا اور ایک موقعہ پر جب خاکسار تیزی سے سورۃ پڑھ گیا تو فرمانے لگے کہ حلوہ کھاتے ہوئے کیا گولے بناکر حلق میں اتار لیتے ہو یا زبان کی نوک سے حلق سے اترنے تک مزہ لیتے ہو۔

حضرت چودھری صاحب کو اپنوں اور غیروں کی تربیت کی یکساں تمنا تھی۔ چنانچہ آپکی رہائشگاہ کے قریب واقع گرلز سکول میں جب بچیاں سکول آتی تھیں تو بعض کے دوپٹے سر کی بجائے گلے میں لٹک رہے ہوتے تھے۔ آپ صبح صبح اپنی اہلیہ کے ساتھ جو ترکی برقعہ میں ہوتیں سیر کررہے ہوتے۔ اکثر بچیوں کو سمجھاتے۔ یہ بھی بتاتے کہ دوپٹہ گلے کی بجائے سر پر ہونا چاہئے اور مثال پیش کرتے کہ میرے ساتھ یہ میری بیوی ہے جو ڈاکٹر عبدالسلام کی والدہ ہے، عمر کے لحاظ سے پردہ ان پر واجب بھی نہیں رہا مگر چونکہ چھوٹی عمر سے ہی اس دینی شعار کی پابند ہیں اسلئے لندن میں گھر سے باہر نکلتے ہوئے پردہ کیلئے یہی برقعہ استعمال کرتی تھیں۔ چنانچہ آپکی نیک نصیحت کے اثر سے بچیوں کی ایک بڑی تعداد آپکو دور ہی سے دیکھ کر اپنے سر ڈھانپ لیا کرتی تھی۔

ایک دفعہ ایک سرکاری افسر نے حضرت چودھری صاحب کی دعوت کی۔ آپ اُس کی رہائشگاہ پر پہنچے تو وہ صاحب بعض انتظامی امور میں مصروف ہوگئے۔ اسی دوران بنگلہ کا مالی وہاں آگیا۔ آپ نے اس سے تعارف حاصل کیا اور مختلف درختوں کے بارہ میں پوچھنے کے بعد سوال کیا کہ کیا اُسے کلمہ اور اس کا ترجمہ آتا ہے۔ مالی نے اپنی کم علمی کا اعتراف کیا تو آپ نے اسے باور کرایا کہ ایک جب خداتعالیٰ کے سامنے پیشی ہوگی تو وہاں درختوں کے بارہ میں نہیں پوچھا جائے گا لہٰذا اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے...... جب افسر فارغ ہوکر وہاں پہنچا تو آپ نے کچھ گفتگو کے بعد اُن سے پوچھا کہ جو عملہ بنگلہ میں رہتا ہے، ان کی بہبود کے بارہ میں آپ کے کیا فرائض ہیں...... اور پھر انہیں توجہ دلائی کہ وہ بنگلہ کے انچارج ہونے کے ناطے اس کے عملہ کی روحانیت کے بھی ذمہ دار ہیں اور اس کے لئے ایک دن جوابدہ ہوں گے۔

-......☆......☆......☆......-

بسیار خوری و سیر شکمی

قرآن کریم میں کافروں کے بارہ میں ارشاد ہے کہ "وہ اس طرح کھاتے ہیں جیسے چارپائے کھاتے ہیں"۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا "مومن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں سے"۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ مدینہ کے قیام سے وفات تک کبھی آپؐ نے دو وقت سیر ہوکر روٹی نہیں کھائی۔

ٹیکساس یونیورسٹی میں چوہوں پر کئے جانے والے تجربات کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ جن چوہوں کی خوراک میں شامل حراروں کی تعداد میں ساٹھ فیصد کمی کی گئی اُن کی زندگی میں پچاس فیصد اضافہ ہوگیا۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ بسیار خوری کے ذریعہ ہم اپنی موت کو جلد دعوت دیتے ہیں۔

دراصل جسمانی اور روحانی بیماریوں نیز عمر اور صحت کے نقصانات سے بچنے کا راز اسوۂ نبویؐ کی پیروی میں مضمر ہے۔ بسیار خوری قلب و ذہن، فہم و ذکا اور حکمت و دانائی کو متاثر کرتی ہے۔ اس سے عبادت میں دل نہیں لگتا اور خواہشات نفسانی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کہتے ہیں "جس نے اپنے پیٹ پر قابو پالیا اُس نے اپنے دین کو سنبھال لیا......"۔ حضرت ابو سلیمان دارائی کہتے ہیں "اللہ اپنے محبوب بندوں کے علاوہ کسی کو بھی بھوک کی طاقت نہیں دیتا...... بھوکے شخص کی تمام دینی و دنیاوی ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں اور نفس میں عاجزی اور قلب میں نرمی پیدا ہوجاتی ہے اور اس پر علوم سماوی کا انکشاف ہونے لگتا ہے"۔

حضرت مسیح موعودؑ کو ایک مرتبہ خواب میں بتلایا گیا کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے۔ چنانچہ آپؑ نے مخفی طور پر کئی ماہ تک روزے رکھے اور آہستہ آہستہ اپنی غذا اتنی کم کردی کہ صرف چند تولہ کی روٹی پر سارا دن گزارا ہونے لگا۔ چنانچہ فرمایا "اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع اقسام کے مکاشفات تھے"۔

دراصل حقیقی روحانی انقلاب اس وقت تک ممکن نہیں ہوتا جب تک انسان نفس کی خواہشات اور پیٹ کے دھندوں سے آزاد نہ ہو۔ مطالبات تحریک جدید کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں "ایک کھانا کھانے اور سادہ لباس پہننے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ امارت اور غربت کا سوال جاتا رہتا ہے ...... نیز یہ کہ جب مشکلات کا وقت آئے تو نہ کھانے کی روک ہماری جماعت کی راہ میں حائل نہ ہو......"۔

یہ مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴ردسمبر ۹۸ء میں مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

-......☆......☆......☆......-

احمدی خواتین کی عظیم الشان قربانیاں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۹۴ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ اور پھر جلسہ سالانہ جرمنی کے مواقع پر خواتین سے خطاب فرماتے ہوئے ایسی احمدی خواتین کے دردناک واقعات بیان فرمائے جن کے عزیز احمدیت کی خاطر شہید کردئے گئے اور ان عورتوں نے اپنے پیاروں پر ظلم ٹوٹتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور برس ہا برس اپنے اُن بچوں کے آنسو پونچھے جنہیں احمدی ہونے کی وجہ سے اذیت ناک سزائیں دی جاتی تھیں۔ لیکن اسکے باوجود وہ نہ صرف اپنے دین پر استقلال سے قائم رہیں بلکہ اپنی نسلوں کو بھی نظام جماعت اور نظام خلافت کا ہمیشہ وفادار رہنے اور اس راہ میں ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے چلے جانے کی نصیحت کی۔ حضور انور کے خطابات روزنامہ "الفضل" ربوہ کے سالانہ نمبر ۹۸ء میں شامل اشاعت ہیں۔ حضور انور نے فرمایا:

"میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ آئندہ چند سالوں میں عظیم انقلاب رونما ہونے شروع ہوجائیں گے اور ملک کے ملک اور قوموں کی قومیں انشاءاللہ احمدیت میں داخل ہوں گی لیکن آپ یاد رکھیں کہ یہ ساری باتیں ان احمدی مظلوموں کی آہوں کا ثمرہ ہیں ...... یہ احمدیت کے قیمتی سرمائے ہیں۔ یہ سرمائے نہیں، سرمایہ کاری ہے جس کا ہم آج پھل کھا رہے ہیں اور کل بھی کھاتے رہیں گے۔ ساری صدی اس سرمایہ کاری کا پھل کھاتی رہے گی"۔

حضور انور نے ماؤں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"اپنے بچوں کو، اپنی نسلوں کو ان قربانیوں کے تذکرے، قصے سناتی رہیں۔ اُنکے دلوں میں عزم پیدا کرنے کیلئے، ڈرانے کیلئے نہیں، اس حکمت کے ساتھ اور اس پورے عزم کے ساتھ کہ آپکے تذکرے انکے دل میں خوف نہیں بلکہ قربانی کیلئے ولولے پیدا کریں۔ نئے جوش سے انکو بھر دیں اور وہ اپنے آپکو ہمیشہ اس بات پر تیار پائیں کہ خدا کی خاطر دنیا کی جو سرزمین بھی خون مانگے گی وہ اپنا خون پیش کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہیں گے ...... میں یقین رکھتا ہوں، مجھے ذرہ بھی شک نہیں کہ انشاء اللہ احمدی مائیں نسلاً بعد نسلٍ ایسی مائیں بنی رہیں گی جن کے پاؤں تلے سے انکی اولادیں جنت حاصل کرتی رہیں گی۔ اللہ ان جنتوں کو دائمی کردے"۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 | Friday, July 30 & August 6, 1999 | Issue No. 31-32

جماعت احمدیہ بلجیم کے

ساتویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال جماعتہائے احمدیہ بلجیم کا ساتواں جلسہ سالانہ ۲۵ر تا ۲۷ر جون ۱۹۹۹ء بروز جمعہ، ہفتہ و اتوار بیت السلام برسلز میں منعقد ہوا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر مکرم ہبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ نے حضور ایداللہ کی نمائندگی فرمائی۔ آپ کے ساتھ ہالینڈ سے مکرم عبدالحمید صاحب بھی تشریف لائے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

جلسہ کی تیاری

جلسہ سالانہ کے امور کی بہترین انجام دہی کیلئے جلسہ سے کافی پہلے مختلف شعبہ جات کی ذمہ داریاں تقسیم کر دی گئیں۔ جلسہ سالانہ کے انعقاد سے تقریباً ایک ماہ قبل ہی چھوٹے بڑے وقار عمل مکرم امیر صاحب کی نگرانی میں ہونے شروع ہو گئے۔ بعض خدام کو باقاعدہ اور متواتر کام کرنے کی توفیق ملی۔ بعض اوقات بیرون از برسلز کی جماعتوں کی خدام بھی وقار عمل کے لئے تشریف لاتے رہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

جلسہ گاہ کی تیاری

امسال بھی بڑی مارکی لگائی گئی جے جلسہ سے تین دن قبل ہی لگایا گیا تھا۔ امسال بیت السلام کے داخلہ پر استقبالیہ گیٹ بھی بنایا گیا تھا جو ہر رہگزر کے لئے توجہ کا باعث تھا کہ یہاں کوئی فنکشن ہے۔

نماز جمعہ محترم ہبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت ہالینڈ نے پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے درود شریف کی برکات اور اہمیت کو بیان کیا۔ یہ خطبہ آپ نے اردو اور ڈچ زبان میں دیا۔ نماز جمعہ کے بعد تمام احباب و خواتین نے MTA پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ براہ راست دیکھا اور سنا۔

افتتاحی اجلاس

افتتاحی اجلاس سے قبل لوائے احمدیت اور بلجیم کا قومی جھنڈا لہرایا گیا۔ مکرم امیر صاحب ہالینڈ نے لوائے احمدیت لہرایا اور مکرم امیر صاحب بلجیم نے بلجیم کا جھنڈا لہرایا۔ اس کے بعد دعا ہوئی۔ اس سہ روزہ جلسہ سالانہ میں کل پانچ اجلاسات ہوئے۔

افتتاحی اجلاس چار بجے سہ پہر مکرم امیر صاحب ہالینڈ کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد محترم حامد محمود شاہ صاحب امیر جماعت بلجیم نے خطاب فرمایا۔ اس کے بعد محترم عبدالحمید صاحب آف ہالینڈ نے ڈچ زبان میں تربیتی امور پر تقریر کی۔ اس اجلاس کی تیسری تقریر محترم عزیز احمد صاحب بھٹی نے سیرت النبیؐ (قیام صلوٰۃ) کے موضوع پر کی۔ اس کی بعد دعا ہوئی اور یوں افتتاحی اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

بچوں کی کلاس

محترم امیر صاحب ہالینڈ کے ساتھ بچوں کی کلاس بھی ہوئی جس میں بچوں نے تلاوت اور نظموں کے علاوہ مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔ پہلے دن کا یہ آخری پروگرام تھا۔ اس کے بعد رات کا کھانا ہوا اور مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کی گئیں۔

دوسرا دن ہفتہ ۲۶ جون

دن کا آغاز نماز تہجد کی ادائیگی سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس حدیث ہوا۔ آج پہلا اجلاس بنگلہ زبان میں ہوا۔ بنگلہ بولنے والے احمدیوں کے علاوہ دو غیر از جماعت بنگلہ دیشی اور بعض دوسرے احباب بھی اس اجلاس میں شامل ہوئے۔ اس اجلاس کی صدارت محترم انعام اللہ صاحب کوثر نے کی جو ہالینڈ سے تشریف لائے تھے۔ تلاوت اور نظم کے بعد "تبلیغ کی اہمیت" اور "بنگلہ دیش کے ابتدائی احمدیوں کی قربانیوں" کے موضوعات پر بالترتیب این اے شمیم صاحب اور توحید الحق صاحب نے تقاریر کیں۔ دوسرے اجلاس کی صدارت محترم عبدالحمید صاحب آف ہالینڈ نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم نصیر احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ نے "تبلیغ ہماری بقا کا راز" کے موضوع پر تقریر کی اور محترم منیر احمد صاحب بھٹی نے "قرآنی پیشگوئیاں" کے موضوع پر تقریر کی۔

فرنچ تبلیغی پروگرام

فرنچ بولنے والے مہمانوں کے ساتھ پروگرام ساڑھے بارہ بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور مہمانوں کے سامنے احمدیت کے بارہ میں تعارف پر مشتمل تقریر کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت محترم امیر صاحب بلجیم نے کی۔ مکرم نصیر احمد صاحب شاہد مبلغ سلسلہ نے سوالات کے جواب دیئے۔ یہ مجلس سوا دو بجے تک جاری رہی۔ اس کے بعد مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے سے قبل اور دوران انکے تاثرات بھی ریکارڈ کئے گئے۔ مہمانوں کی تعداد ۳۳ رہی۔ ان میں بلجیئن، افریقن اور عرب شامل تھے۔ ان میں برسلز کے ایک علاقہ کے میئر کے ۲ نمائندے اور ایک وکیل بھی شامل تھے۔

ایک راہ گزرتی بلجیئن خاتون بیت السلام کے

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل

(جلد اول و دوم)

سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دل میں بنی نوع انسان سے ہمدردی اور ان کی فلاح و بہبود کا جو بے پناہ جذبہ موجزن ہے اس کا کسی قدر اندازہ آپ کی جاری فرمودہ تحریکات اور خدمت خلق کے مختلف منصوبوں سے ہو سکتا ہے۔ آپ نہ صرف دنیا کو روحانی ہلاکتوں سے بچانے کے لئے ہمہ تن کوشاں ہیں بلکہ غریب و نادار دکھی انسانیت کی جسمانی ضرورتوں کے پورا کرنے اور ان کے جسمانی عوارض سے شفا کے لئے بھی سستے اور بہترین علاج کی فراہمی کے لئے ہمیشہ مستعد اور بیقرار رہتے ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہومیوپیتھی طریق علاج کو رائج کرنا بھی ہے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے اس طریق علاج کی افادیت اور اس کی تعلیم سے متعلق ایم ٹی اے پر لیکچرز کا ایک سلسلہ شروع فرمایا اور تمام دنیا میں احمدیہ جماعتوں میں ہومیوپیتھک کی فری ڈسپنسریز کے قیام کے سلسلہ میں اقدامات فرمائے۔ اس کے نتیجہ میں لاکھوں افراد نہ صرف ایشیا و افریقہ کے غریب ممالک میں بلکہ یورپ، امریکہ و آسٹریلیا کے امیر ممالک میں بھی اس نہایت سستے، مفید اور کارآمد طریق علاج سے مستفید ہو رہے ہیں۔ خداتعالیٰ کے فضل سے اس میں اتنی برکت پڑی ہے کہ وہ افراد جو حضور ایدہ اللہ کے لیکچرز سے کماحقہ استفادہ کرتے ہیں وہ روزمرہ کی عام تکلیفوں اور بیماریوں کا خود ہی علاج کرنے لگ گئے ہیں اور ڈاکٹروں اور اسپتالوں کے چکروں اور بھاری اخراجات و پریشانیوں سے انہیں بہت حد تک نجات مل گئی ہے۔

حضور ایدہ اللہ کے یہ لیکچرز کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے۔ چنانچہ گزشتہ سال ۱۹۹۸ء میں اس کی جلد اول کا تیسرا نظر ثانی شدہ ایڈیشن شائع ہوا جس میں ۱۰۴ ادویہ کے اہم خواص اور دیگر اہم اور مفید نسخوں کا ذکر شامل تھا۔

اب حضور ایدہ اللہ نے اس کی جلد دوم میں مزید ۸۰ ادویات کا ذکر شامل فرمایا ہے۔ اور قارئین کی سہولت کی خاطر نہایت محنت شاقہ سے ساری کتاب پر اس طرح سے نظر ثانی فرمائی ہے کہ تمام ادویہ کا ذکر ایک ہی کتاب میں آجائے اور اس کا حجم بھی بہت زیادہ بڑھنے نہ پائے۔ خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ یہ نئی کتاب:

"ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" (جدید ایڈیشن)

جلد اول و دوم (ترمیم واضافہ کے ساتھ)

شائع ہو گئی ہے۔

☆......۹۶۰ صفحات کی اس کتاب میں

☆......۱۸۴ بنیادی ہومیو ادویہ کی اہم تفصیلات نہایت آسان پیرایہ میں بیان کی گئی ہیں

☆......اور ۹۳ مشہور جڑی بوٹیوں اور دیگر عناصر کی (جن سے ادویہ تیار کی جاتی ہیں) رنگین تصاویر بھی شامل کی گئی ہیں۔

☆......خوبصورت رنگین کور پر مشتمل یہ مجلد کتاب ہر گھر کی ضرورت ہے۔

یہ کتاب جلسہ سالانہ برطانیہ اور جلسہ جرمنی کے موقعہ پر بکسٹال سے دستیاب ہو گی۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔